عمران سیریز
رنگین موت
مظہر کلیم
ایم اے

محترم قارئین! میری ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ ایسی کہانیاں پیش کروں جو اپنے پلاٹ، کردار اور انداز کے لحاظ سے پہلے سے منفرد اور انوکھی ہوں۔ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا جا رہا ہے۔ مجرم بھی اپنے انداز اور طریقوں میں جدت اپناتے جا رہے ہیں۔ اب ایسی مجرم تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں جو پوری دنیا کو اپنی شکارگاہ سمجھتی ہیں۔ ان کے کام کرنے کے انداز ایسے انوکھے ہیں کہ پولیس انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروسز اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جاتی ہیں اور مجرم اپنا مشن مکمل کر کے چلے بھی جاتے ہیں۔ موجودہ کہانی بھی ایک ایسی ہی بین الاقوامی مجرموں کی کہانی ہے۔ جن کے کام کرنے کا انداز یکسر منفرد اور یکتا ہے۔ عمران اور سیکرٹ سروس ان کے مقابلے میں بظاہر طفل مکتب دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے ملک خوف ناک ترین بحران سے دوچار کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ سوائے ادھر ادھر ہاتھ پیر مارنے کے کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن ہر فرعونے را موسیٰ کی طرح ان خوف ناک مجرموں کے راستے کاٹنے والے بھی موجود ہیں۔ اور جب عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی حرکت میں آجائے تو خوف ناک بین الاقوامی مجرم تنظیمیں بھیڑوں کے گلے میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہیں۔ بہرحال عمران کی بے مثال ذہانت اور مجرموں کی عیاری کے درمیان دل کھول کر

مقابلہ ہوا۔ ایسا مقابلہ کہ عمران کی کھوپڑی لٹو کی طرح گھومتی رہ گئی۔
مگر مجرموں کے خوفناک حربے سرکس کے شعبدوں کی طرح صرف
شعبدے ہی رہ گئے۔ بے اثر اور بے نتیجہ۔

یہ کہانی جاسوسی ادب میں ایک منفرد اور علیحدہ ڈگر کی کہانی ہے۔
اور یقین جانیے اس کہانی میں آپ کو ہر وہ چیز مل جائے گی جس کی
ہمیشہ آپ کو خواہش رہی ہے۔ اس میں مزاح کی نیرنگیاں ہیں۔ ایسا
مزاح جو آپ کی حس لطیف کو یقیناً گدگدا دے گا۔ جب عمران یونیورسٹی
میں داخلہ لے لے تو ظاہر ہے اس یونیورسٹی کا ماحول تو قہقہوں میں بدل
ہی جاتا ہے۔

لیکن اس کہانی میں مزاح کے ساتھ ساتھ ایسا خوفناک اور تیز ترین
ایکشن بھی ہے کہ انسان کے اعصاب چیخ جاتے ہیں۔ اور پھر جگہ جگہ بکھری
ہوئی سفاک موت کی جھلکیوں نے اس کہانی کو ایسی یادگار اور لاثانی بنا دیا
ہے کہ بار بار پڑھنے کے باوجود ایک بار پھر پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

یہ ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم کی کہانی ہے جس کا انداز نرالا اور
منفرد ہونے کے ساتھ ساتھ اس قدر خوفناک ہے کہ عمران اور سیکرٹ
سروس کے ممبران کے دل بھی خوف سے لرز لرز جاتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ منفرد انداز میں لکھی گئی یہ کہانی جاسوسی ادب کی یادگار
کہانیوں میں سرِ فہرست رہے گی۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم اے

عمران آجکل بالکل فارغ تھا۔ کافی عرصے سے کوئی کیس سامنے نہ
آیا تھا۔ اس لئے ہوٹلوں میں آوارہ گردی سے لیکر جادوگری کی دوکان کھولنے
تک عمران نے ہر قسم کا شغل اپنا کر دیکھ لیا تھا۔ مگر جلد ہی وہ ہر شغل سے اکتا گیا
تھا۔ مجرموں نے تو جیسے ملک میں داخل نہ ہونے کی قسم کھا رکھی تھی۔

عمران بعض اوقات جھنجھلا کر یہ سوچنے لگ جاتا کہ کیوں نہ وہ خود ہی مجرم
بن جائے اور اپنے ہی ملک میں تباہی پھیلا دے اور پھر دیکھے کہ اس کی سیکرٹ
سروس اسے کیسے ڈھونڈتی ہے۔ مگر بعد میں یہ سوچ کر رہ جاتا کہ اس
طرح جو نقصان ہوگا وہ اپنے ہی ملک کا ہوگا اور وہ اپنے ملک کا رتی برابر
نقصان بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے بس ہونٹ کاٹ کر رہ جاتا۔

ایک دن وہ یونہی آوارہ گردی کے موڈ میں کار میں سوار یونیورسٹی کی
طرف نکل گیا۔ اور پھر جدید ترین لباس میں نوجوانوں کو چہکتے اور رنگین آنچلوں
میں لڑکھڑاتے اور مسکراتے شباب کو دیکھ کر اس کے ذہن پر سوار بوریت کی
گرد یکدم جھڑ گئی۔ اور اس نے اچانک فیصلہ کر لیا کہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ
لے گا۔ بس یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے کار تیزی سے وائس چانسلر کے دفتر
کی طرف موڑ دی۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ جیسے ہی نیچے اترا۔ ایک کھنڈرا

سا نوجوان تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"ہیلو انکل ——— آپ یہاں کیسے" ——— نوجوان نے قریب آکر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا

"اوہو ——— گرینڈ فادر آپ ——— کمال ہے ——— معجون شباب آور نے تو آپ کو بالکل جوان بنا دیا ہے" ——— عمران نے حیرت سے دیدے پھاڑتے ہوئے کہا

اور اس کے جواب پر ارد گرد سے بیشمار قہقہے پھوٹ پڑے۔ اور بہت سی نوجوان لڑکیاں اور لڑکے ہنستے ہوئے ان کے قریب آ گئے۔

"بھئی بہت خوب ——— اس کو کہتے ہیں نہلے پہ دہلا" ——— ایک لڑکی نے شوخ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ لڑکا جس نے عمران کا مذاق اڑانا چاہا تھا جھینپ کر خاموش ہو گیا تھا۔

"آپ کو تو ایسے مذکر قسم کے محاورے نہیں بولنے چاہئیں ——— آپ کہتیں اسے کہتے ہیں دُکی پہ تِکی" ——— عمران نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ایک بار پھر فضا قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"بھئی پہلے تعارف ہو جانا چاہیئے ——— ہاں تو دوست ——— پہلے اپنا تعارف کرائیں" ——— ایک نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا تعارف ——— تو سنئے حضرات ——— دل تھام کر بلکہ دل کو پکڑ کر اور پکڑیں بھی انتہائی مضبوطی سے ——— بلکہ بہتر ہے کسی مضبوط رسی سے باندھ لیں" عمران کی زبان چل پڑی۔

"کون سی رسی سے ——— ناکون کی یا دھاگے کی" ——— ایک لڑکی نے

ہنستے ہوئے کہا۔

"اب تو مجبوری ہے کہ ناکون کی رسی ہی استعمال کرنی پڑے گی کیونکہ آپ نے زلفیں کٹوا لی ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے دل کو زلف کی بجائے رسی سے باندھنا سب سے بڑی بد ذوقی ہے ——— مگر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر آپ کو کتنی آمدنی ہو جاتی ہے زلفیں کٹوانے سے" ——— عمران نے پوچھا۔

"آمدنی ——— کیسی آمدنی" ——— سب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بھئی ——— بھیڑوں کی اون بڑی قیمت رکھتی ہے۔ اس لئے ہر سال اون کاٹ لی جاتی ہے ——— اب ظاہر ہے یہ محترمات بھی زلفیں کٹواتی ہیں تو کچھ نہ کچھ آمدنی ہوتی ہی ہو گی" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم تو کبھی کبھار ہی بال کٹواتی ہیں ——— مگر آپ تو روزانہ شیو کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے تو آپ کی آمدنی زیادہ ہونی چاہیئے" ——— ایک شوخ سی لڑکی نے جواب دیا۔

"ارے۔ ارے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا ——— خدا کے لئے کسی کو بتانا نہیں کہ یہ کار میں نے داڑھی کے بال فروخت کر کے ہی حاصل کی ہے" عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر فضا قہقہوں سے گونج اٹھی

"بھئی وہ تعارف درمیان میں ہی رہ گیا" ——— ایک لڑکے نے یاد دہانی کرائی۔

"درمیان میں رہ گیا ——— چلو اچھا ہے ——— درمیانی راہ سب سے اچھی ہوتی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"نہیں جناب ——— پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں" ——— سب نے بیک زبان

ہو کر کہا۔

"بھئی بڑا مختصر سا تعارف ہے ——— مجھ حقیر فقیر پُر تقصیر کو پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں ——— اور میں آپ کی یونیورسٹی میں داخلہ لینے آیا ہوں" ——— عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ" ——— سب حیران ہو کر بڑبڑائے۔

"ہاں ——— بدقسمتی سے میرے والد صاحب ریاست ڈھمپ کے کنگ ہیں اور میں ان کا اکلوتا لڑکا ——— اس لئے مجبوری ہے اور ہماری ریاست میں سب لوگ طویل عمریں رکھتے ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ شاید بوڑھے ہونے تک مجھے پرنس ہی رہنا پڑے گا ——— کنگ آف ڈھمپ بننے کا فی الحال کوئی امکان نہیں" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تو کیا واقعی ڈھمپ کوئی ریاست ہے" ——— ایک لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے ——— لوگ ریاست حسین۔ ریاست علی جیسے نام رکھ لیتے ہیں اور کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ——— اور ہماری جیتی جاگتی ریاست پر آپ کو یقین ہی نہیں آرہا" ——— عمران نے چہرے پر مصنوعی خفگی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کونسی کلاس میں داخلہ لیں گے" ——— ایک لڑکے نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"بھئی جس کلاس میں شوخ لڑکیاں زیادہ ہوں گی" ——— عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو آپ کو فلسفے کی کلاس میں داخلہ لینا پڑے گا" ——— ایک لڑکے نے کہا اور ہر طرف بے اختیار قہقہوں کی پھلجھڑیاں چھوٹ پڑیں۔

"خدا کی پناہ ——— فلسفہ ——— ارے توبہ میری توبہ ——— کنگ آف ڈھمپ کی توبہ ——— گرینڈ کنگ آف ڈھمپ کی توبہ ——— کیوں آپ مجھے شہزادگی کی پوسٹ سے ہٹوانا چاہتے ہیں ——— میرے والد کو فلسفہ سے بڑی چڑ ہے" ——— عمران نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ——— فیصلہ ہو گیا ——— آپ انگلش میں داخلہ لے لیں ——— کم سے کم ڈھمپ میں انگریزی بول کر رعب تو ڈال ہی سکیں گے" ——— ایک لڑکی نے تجویز پیش کی۔

"انگلش ——— ہاں یہ ٹھیک ہے۔ واقعی بہت اچھی تجویز ہے۔ مم ——— مگر ——— ایک بات ہے ——— مجھے انگریزی نہیں آتی۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں اردو میں انگریزی پڑھ سکوں" ——— عمران نے کہا اور پھر اپنے پیچھے قہقہوں کی گونج چھوڑتا ہوا وہ وائس چانسلر کے دفتر کی طرف تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔

اسے انتہائی تیز رفتاری سے بڑھتا دیکھ کر دروازے کے باہر بیٹھا ہوا چپڑاسی چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا بات ہے ——— کس سے ملنا ہے" ——— چپڑاسی نے عمران کے پہنچنے سے پہلے ہی قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"میں تو آپ سے ملنے آیا تھا ——— السلام علیکم" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور پھر چپڑاسی کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی مصافحہ

کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ارے۔ ارے۔ وعلیکم السلام —— مگر تم" —— چپڑاسی اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا۔

"ارے چچا —— مجھے نہیں پہچانا —— میں کلوا قصائی کا لونڈا شبراتی ہوں —— شبراتی" —— عمران نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کلوا قصائی —— شبراتی" —— چپڑاسی شاید ذہن پر زور دینے میں مصروف ہو گیا تھا اور عمران کو اسی موقعے کی تلاش تھی —— اس نے دفتر کا پردہ اٹھایا اور سڑاپ سے اندر داخل ہو گیا تھا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بہت بڑی میز کے پیچھے یونیورسٹی کے وائس چانسلر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ شاید کچھ لکھنے میں مصروف تھے کہ عمران کی آواز سن کر انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔

"السلام علیکم یا وائس چانسلر صاحب" —— عمران تقریباً بھاگتا ہوا میز کے قریب آیا اور پھر یوں ٹھٹھک کر رک گیا جیسے چابی والے کھلونے کی چابی یکدم ختم ہو گئی ہو۔

"ارے۔ ارے۔ باہر نکلو —— میں کسی کلوے قصائی کو نہیں جانتا"۔

اچانک چپڑاسی چیختا ہوا اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے —— کیوں شور مچا رہے ہو" —— وائس چانسلر نے کرخت لہجے میں چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی —— جناب —— یہ کہتا ہے کہ میں کلوے قصائی کا لونڈا ہوں شبراتی —— تم سے ملنے آیا ہوں۔ جبکہ میں کسی کلوے قصائی کو نہیں جانتا"۔ چپڑاسی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو کلوے قصائی کو نہیں جانتے تو خیر وکنجڑے کو تو جانتے ہی ہو گے۔ وہی جس سے تم سبزی ادھار لیا کرتے ہو" —— عمران نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں" —— وائس چانسلر صاحب اس بار عمران سے مخاطب ہو کر بولے۔ ان کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"آپ اسے باہر بھیجیں تو میں اپنا تعارف کراؤں —— یہ تو عزرائیل کی طرح سر پہ چڑھا جا رہا ہے" —— عمران نے بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

وائس چانسلر صاحب ایک لمحے کے لئے تذبذب کے عالم میں عمران کو دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے چپڑاسی کو ہاتھ سے باہر جانے کا اشارہ کیا اور بوڑھا چپڑاسی بڑبڑاتا ہوا دفتر سے باہر نکل گیا۔

"فرمایئے" —— وائس چانسلر صاحب نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فرماتا ہوں جناب —— جلدی کیا ہے —— پہلے یہ بتایئے کہ ایئر چانسلر صاحب کہاں ہیں" —— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ایئر چانسلر —— کیا مطلب ہے —— میں سمجھا نہیں" —— وائس چانسلر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ تو ان کی وائس یعنی آواز ہیں —— آپ تو صرف بول سکتے ہیں، سن نہیں سکتے —— اس لئے میں ایئر چانسلر یعنی چانسلر صاحب کے کانوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں تاکہ انہیں اپنی بات سنا سکوں" —— عمران نے بڑے سادہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یو گٹ آؤٹ ۔۔۔ نان سنس" ۔۔۔ وائس چانسلر صاحب اچانک غصے سے پھٹ پڑے ۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی یوں دفتر میں آکر ان کا مذاق اڑائے گا۔

" ارے ۔۔۔ آپ بالکل ٹھیک سمجھے ہیں ۔۔۔ میں اسی کلاس میں داخلہ لینا چاہتا ہوں ۔۔۔ یعنی کہ اسی زبان کی کلاس میں جو آپ نے ابھی ابھی بولی ہے" ۔۔۔ عمران نے خوش ہو کر باقاعدہ تالی بجاتے ہوئے کہا۔

" کیا بکواس ہے ۔۔۔ کیا تم پاگل ہو" ۔۔۔ وائس چانسلر کے لہجے میں شدید جھنجھلاہٹ تھی۔

" مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں جناب ۔۔۔ اور میں یونیورسٹی میں داخلہ لینے آیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" پرنس آف ڈھمپ" ۔۔۔ وائس چانسلر نے چونک کر کہا۔ وہ چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتے رہے۔

" آپ یقین کریں ۔۔۔ میں مذاق نہیں کر رہا ۔۔۔ بس طبیعت ذرا مزاحیہ پائی ہے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

وائس چانسلر صاحب خاموش رہے ۔۔۔ وہ کچھ سوچ رہے تھے۔

پھر انہوں نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا۔

" سرسلطان ۔۔۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سے بات کراؤ" ۔۔۔ انہوں نے پی اے کو ہدایت کی اور رسیور رکھ دیا۔

" ارے ۔ ارے ۔ باپ رے ۔۔۔ یہ آپ نے کیا کر دیا ۔۔۔ میں چلا جاتا ہوں جناب ۔۔۔ خدا کے لئے ۔۔۔ کیوں میری کم بختی بلوا رہے ہیں" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" بیٹھو ۔۔۔ بیٹھو ۔۔۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم سے یوں اچانک ملاقات ہو گئی" ۔۔۔ وائس چانسلر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران دھم سے واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ہلکی آواز سے بجی اور وائس چانسلر صاحب نے رسیور اٹھا لیا۔

" سرسلطان سے بات کیجئے جناب" ۔۔۔ پی اے نے دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہیلو ۔۔۔ راشد علی بول رہا ہوں جناب ۔۔۔ ایک صاحب میرے پاس پہنچے ہیں جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بتاتے ہیں ۔۔۔ آپ نے ایک بار پرنس آف ڈھمپ کا ذکر کیا تھا ۔۔۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے تصدیق کر لوں" ۔۔۔ وائس چانسلر راشد علی نے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ ۔۔۔ اور تمہارے پاس ۔۔۔ ذرا رسیور دینا اسے" ۔۔۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

اور پھر وائس چانسلر نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا

" یس ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" عمران بیٹے ۔۔۔ یہ تم یونیورسٹی کیسے پہنچ گئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" عمر رفتہ کو آواز دینے کے لئے جناب ۔۔۔ میں ایم اے انگلش کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"اوہ ــــ کوئی خاص چکر ہے" ــــ سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"جناب چکر تو کوئی نہیں ــــ اب تک تو میں یہی سمجھتا رہا کہ ہمارے ملک کی قومی زبان اردو ہے اور یہ قومی زبان جلد ہی سرکاری بھی بن جائے گی اس لئے اردو زبان پر ہی زور دیتا رہا ــــ مگر اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اردو بس قومی ہی رہ جائے گی۔ سرکاری دربار میں اس کی رسائی مشکل ہے اس لئے مجبوراً انگریزی پڑھنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ کوئی ڈھنگ کی نوکری مل سکے۔ اور آپ جانتے ہیں ــــ بڑے بڑے قابل نوجوان انٹرویو کے وقت انگریزی نہ بول سکنے کی وجہ سے رہ جاتے ہیں اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھارتے ہیں ــــ اس لئے مجبوری ہے ــــ پلیز سفارش کر دیجئے" عمران نے کہا اور رسیور وائس چانسلر کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو راشد علی ــــ بھئی یہ واقعی پرنس آف ڈھمپ ہے ــــ مگر تم کیسے پہچانتے ہو" ــــ سر سلطان نے پوچھا۔

"اوہ ــــ ایک محفل میں یونہی ذکر آ گیا تھا اور آپ نے ملکی خدمات کے سلسلے میں ان کی تعریف کی تھی ــــ چونکہ نام عجیب و غریب تھا۔ اس لئے میں نے آپ سے ریاست ڈھمپ کا حدود اربعہ پوچھا تھا جس پر آپ نے تفصیل بتائی تھی کہ یہ اصل نام نہیں ہے ــــ بس اچانک جب انہوں نے پرنس آف ڈھمپ کے نام سے تعارف کرایا تو مجھے آپ یاد آ گئے" ــــ وائس چانسلر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو اچھا ہے تم نے پہچان لیا ــــ بہرحال یہ کسی خاص چکر میں تمہارے پاس آیا ہو گا ــــ اس کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرنا۔ یہی ہم سب کیلئے

بہتر ہو گا" ــــ سر سلطان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب ــــ میں سمجھتا ہوں ــــ اچھا خدا حافظ" وائس چانسلر نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ہاں تو جناب پرنس آف ڈھمپ صاحب ــــ آپ ایم اے انگلش میں داخلہ لینا چاہتے ہیں" ــــ وائس چانسلر نے اس بار مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر داخلہ کے بغیر ڈگری مل سکتی ہو تو زیادہ بہتر ہے ــــ ورنہ دوسری صورت میں مجبوری ہے" ــــ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"مگر اصل چکر کیا ہے ــــ پہلے میں یہ پوچھنا چاہوں گا" ــــ وائس چانسلر نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پوچھیں ــــ ضرور پوچھیں ــــ آپ کو پوچھنے سے کون روک سکتا ہے" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"تو بتاؤ" ــــ وائس چانسلر نے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بتاؤں" ــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اصل چکر" ــــ وائس چانسلر اور زیادہ جھنجھلا گئے۔

"پہلے آپ نقل چکر بتا دیں ــــ پھر میں اصل چکر بتا دوں گا۔ اب مجھے کیا معلوم کہ کون سا چکر اصلی ہے اور کون سا نقلی ــــ جو میں بتاؤں آپ کہیں کہ نقلی ہے ــــ پھر میں کیا کروں گا" ــــ عمران نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ــــ اس کا مطلب ہے تم بتانا نہیں چاہتے ــــ ٹھیک ہے تمہاری مرضی ــــ میں تمہیں مجبور نہیں کر سکتا" ــــ وائس چانسلر نے ایک طویل سانس

لیتے ہوئے کہا۔ مگر ان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کوئی چکر نہیں ہے جناب ——— آپ وہم نہ کریں ——— بس دماغ بیٹھے بیٹھے اکتا گیا تو یہاں چلا آیا کہ کچھ وقت ہنسی خوشی گزر جائے گا" ——— عمران نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

اور یہی حقیقت بھی تھی ——— مگر ظاہر ہے وائس چانسلر کو عمران کی بات پر کیسے یقین آجاتا جبکہ سر سلطان کی زبانی وہ اس کی حقیقت کو کسی حد تک جان چکے تھے۔

انہوں نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے گھنٹی بجائی۔ وہی بوڑھا چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"شعبہ انگلش کے ہیڈ کلرک کو بلاؤ ——— انہیں کہو کہ فارم داخلہ بھی لیتے آئیں" ——— وائس چانسلر نے کہا اور چپڑاسی سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

اس کے بعد انہوں نے رسیور اٹھا کر پی۔اے سے شعبہ انگلش کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ پروفیسر اکرم کو دفتر بھیجنے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اور اس نے بڑے مودبانہ لہجے میں ایک فارم وائس چانسلر کے سامنے رکھ دیا اور خود واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بزرگ سی شخصیت اندر داخل ہوئی۔ وہ چہرے مہرے سے ہی پروفیسر ٹائپ کی چیز لگ رہے تھے۔

عمران ان کے اندر آتے ہی احتراماً یوں اٹھ کھڑا ہوا جیسے چوتھی جماعت کے بچے ماسٹر کے کلاس میں داخل ہوتے ہی سٹینڈ اپ ہو جاتے ہیں۔

"بیٹھیے ——— بیٹھیے" ——— پروفیسر اکرم نے حیران ہوتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا" ——— پروفیسر نے وائس چانسلر صاحب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں ——— یہ صاحب آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں داخلہ لینا چاہتے ہیں ——— میں نے سوچا آپ سے تعارف ہو جائے" ——— وائس چانسلر نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ" ——— پروفیسر اکرم نے موٹے شیشوں کی عینک کے پیچھے سے گھور کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران ایک بار پھر جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

"تشریف رکھیے" ——— پروفیسر اکرم نے بوکھلا کر کہا۔ اور عمران دوبارہ ایک جھٹکے سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ فارم پُر کر دیجیے" ——— وائس چانسلر نے فارم عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مگر ——— یہ تو انگریزی میں ہے۔ مم..... مجھے تو انگریزی نہیں آتی ——— انگریزی سیکھنے کے لئے تو میں داخلہ لے رہا ہوں"۔ عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ——— آپ کو انگریزی نہیں آتی اور آپ ایم اے انگلش میں داخلہ لینے آئے ہیں" ——— پروفیسر اکرم حیرت کی شدت سے اچھل پڑے۔

"جی ہاں ——— آپ درست کہہ رہے ہیں" ——— عمران نے بڑے معصوم لہجے میں جواب دیا۔

"پروفیسر ——— آپ ان کی باتوں پر نہ جائیں ——— یہ کوئی اور چکر ہے۔ یہ فارم لیجئے اور ان سے کوائف پوچھ کر خود پُر کر لیجیے" ——— وائس چانسلر نے

پروفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ساتھ ہی فارم بھی ان کی طرف بڑھا دیا
"چکر ـــــ میں سمجھا نہیں" ـــــ پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"اگر جناب چکر سمجھ میں آجائے تو اسے چکر نہیں گھن چکر کہتے ہیں
آپ کی اردو کمزور معلوم ہوتی ہے ـــــ آپ ایم اے اردو میں داخلہ لے لیں" ـــــ عمران نے پروفیسر اکرم کو بڑے خلوص سے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔
"آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں" ـــــ پروفیسر اکرم ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔
"نہیں جناب ـــــ بھلا میری یہ مجال کہاں کہ میں مذاق اڑاؤں ـــــ میں تو پتنگ اڑا سکتا ہوں ـــــ کبوتر اڑا سکتا ہوں، جہاز اڑا سکتا ہوں ہاتھوں کے طوطے اڑا سکتا ہوں۔ کسی کو چٹکیوں میں اڑا سکتا ہوں ـــــ مذاق جیسی بھاری شئے بھلا مجھ سے اٹھ سکتی ہے" ـــــ عمران نے دونوں ہاتھوں کو کراس پوزیشن میں لاتے ہوئے کان پکڑ لیے۔
"پروفیسر ـــــ وقت ضائع نہ کیجئے ـــــ فارم پر کیجئے" ـــــ وائس چانسلر نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔
"اور مسٹر ـــــ آپ بھی ان کا احترام کیجئے ـــــ یہ استاد ہیں" ـــــ وائس چانسلر نے عمران کو فہمائش کرتے ہوئے کہا۔
اور عمران وائس چانسلر کی بات سنتے ہی ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور دوسرے لمحے اس نے جھک کر پروفیسر اکرم کے پیر پکڑ لیے۔
"ارے ـــــ ارے ـــــ یہ آپ کیا کر رہے ہیں" ـــــ پروفیسر اکرم نے بوکھلا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"احترام کر رہا ہوں جناب ـــــ آپ بیٹھے رہیں ورنہ گر پڑیں گے اور مجھے احترام کو اٹھا کر کرسی پر بٹھانا پڑے گا" ـــــ عمران نے کہا
اور وائس چانسلر بے اختیار ہنس پڑے۔
"بھئی بہت عجیب شئے ہو تم ـــــ آرام سے کرسی پر بیٹھو" ـــــ وائس چانسلر نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران اٹھ کر خاموشی سے واپس کرسی پر آبیٹھا۔ اس کے چہرے سے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ جبکہ پروفیسر اکرم کا چہرہ خجالت سے سرخ پڑ گیا تھا۔
"نام بتائیے" ـــــ پروفیسر نے پن جیب سے نکال کر کھولتے ہوئے پوچھا
"پرنس آف ڈھمپ" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔
"پرنس آف ڈھمپ، ـــــ یعنی" ـــــ پروفیسر نے چونک کر کچھ کہنا چاہا۔
"چونکیے نہیں ـــــ بس لکھتے جائیے" ـــــ وائس چانسلر نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پروفیسر نے فارم پُر کرنا شروع کر دیا۔
"آپ کے والد صاحب کا نام" ـــــ پروفیسر نے دوبارہ پوچھا۔
"کنگ آف ڈھمپ" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا
پروفیسر ایک لمحے کے لیے جھجکے مگر پھر انہوں نے لکھنا شروع کر دیا۔
"ذات" ـــــ پروفیسر نے پوچھا۔
"میراثی" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کیا بکواس ہے" ـــــ پروفیسر اکرم نے غصے سے فارم ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔
"جناب ـــــ اس میں مذاق کا کون سا پہلو ہے ـــــ آپ نے ذات پوچھی ـــــ میں نے بتا دی" ـــــ عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ ہوتے

ہوئے پوچھا۔

"مگر میراثی" ——— پروفیسر نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"جناب ——— میراثی ——— میراث سے نکلا ہے ——— اور ہم سب آدم کی میراث ہیں ——— اس لئے میراثی ہیں ——— یعنی یہ ذات تو انٹرنیشنل قسم کی ذات ہے ——— اسے مخفف کر دیجئے تو میر بن جاتا ہے، اور آپ جانتے ہیں میر، سیّد کو کہتے ہیں اور سیّد سردار کو کہتے ہیں اور سردار وہ ہوتا ہے جو سر رکھتا ہے جیسے سر سلطان وغیرہ ——— اور دوسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس کا سر، دار پر چڑھنے کے قابل ہو۔ اور دار پر وہ چڑھتے ہیں جن میں بغاوت کی جرأت ہو ——— اور جرأت ایک ایسی صفت ہے جو قطعاً نایاب ہے اور آپ کی یونیورسٹی کے مونوگرام میں بھی جرأت، دیانت، امانت قسم کے الفاظ یقیناً موجود ہوں گے ——— اس لئے ....." عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح جب چل نکلی تو ظاہر ہے رکنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

"بس ——— بس ——— ہم سمجھ گئے ——— پروفیسر صاحب ——— آپ میراثی کی بجائے ذات ڈھمپ لکھ دیجئے" ——— وائس چانسلر نے اسے درمیان میں روکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں ——— جو مرضی آئے لکھ دیجئے ——— بڑی ذات تو اللہ کی ہے اور پھر ذات میں کیا رکھا ہے ——— سب انسان ہیں ——— ویسے وائس چانسلر صاحب! ——— میرا مشورہ ہے کہ آپ اس کالم کو فارم میں سے نکال ہی دیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے بی اے کس سن میں کیا تھا" ——— پروفیسر اکرم نے جھنجھلاتے ہوئے فارم دوبارہ اپنی طرف کھینچتے ہوئے پوچھا۔

"سن ——— یعنی آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی زبان میں کس سورج میں ——— ویسے اتنا تو آپ کو علم ہی ہوگا کہ ابھی سورج میں کوئی کالج قائم نہیں ہوا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پروفیسر اکرم سے اب مزید برداشت نہ ہو سکا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں اس سے زیادہ توہین برداشت نہیں کر سکتا" ——— پروفیسر اکرم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور پھر پیر پٹختے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"ارے ——— تو اس سے کم برداشت کر لیجئے ——— ویسے بھی زیادتی ہر چیز کی بری ہوتی ہے" ——— عمران نے کہا مگر پروفیسر اکرم تیزی سے باہر نکل گئے۔

"پرنس آف ڈھمپ ——— اب یہی ایک صورت ہے کہ جو آپ چاہیں، کرتے رہیں بس سمجھ لیجئے کہ آپ کو داخلہ مل گیا ——— آپ کا فارم بھرنا کسی کے بس میں نہیں" ——— وائس چانسلر صاحب نے فارم اٹھا کر اس کے نیچے دستخط کرتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ جناب ——— اور جناب ہوسٹل میں ایک کمرہ بھی دلا دیجئے ——— میں خانہ بدوش قسم کا آدمی ہوں ——— ساری عمر فٹ پاتھوں پر گزری ہے۔ چلو اس بہانے کمرے میں رہنے کی حسرت بھی پوری ہو جائے گی" عمران نے باقاعدہ تسلیمات بجا لاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ہوسٹل کے وارڈن کے پاس چلے جائیے۔ میں انہیں کہہ دوں گا" ——— وائس چانسلر بھی شاید اب پیچھا چھڑانے کے موڈ میں تھے۔

"اچھا جناب ——— بس اب کل سے یونیورسٹی حاضر ہو جاؤں گا ——— اب اجازت دیجئے ——— ابھی میں نے اس پریس کا بھی پتہ کرنا ہے۔ جہاں آپ کی یونیورسٹی کی ڈگریاں چھپتی ہیں ——— نجانے وہ مشین ہیں کتنے پیسوں میں راضی ہو ورنہ پروفیسر اکرم تو مجھے ڈگری دینے سے رہے ——— اچھا خدا میرا حافظ" ——— عمران نے زبردستی وائس چانسلر کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دفتر سے باہر نکلتا چلا گیا۔

سرسبز پہاڑوں میں گھری ہوئی خوبصورت جھیل کے کنارے دو خیمے نصب تھے۔ اور جھیل کے کنارے پر پھیلی ہوئی دھوپ میں سیکرٹ سروس کے سارے ممبران خوش فعلیوں میں مصروف تھے۔ صفدر۔ چوہان۔ صدیقی اور کیپٹن شکیل کے درمیان تاش کی بازی جمی ہوئی تھی ——— جبکہ تنویر، جولیا کے خیمے میں بیٹھا اسے رومانی شعر سنانے میں مصروف تھا۔

یہ پورا گروپ ایکسٹو سے اجازت لے کر پچھلے دو روز سے سکالا جھیل پر تفریح کرنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ وہ جوزف کو بھی اپنے ہمراہ لے آئے تھے اور جوزف اس وقت جولیا کے خیمے کے دروازے پر کھڑا بُرے بُرے منہ بنا رہا تھا۔ اُسے تنویر کے عشقیہ شعر زہر لگ رہے تھے۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ تنویر

کی گردن مروڑ دے۔ مگر جولیا چونکہ خلاف توقع بڑی دلچسپی سے تنویر کے شعر سن رہی تھی۔ اس لئے وہ اپنے آپ پر جبر کئے خاموش کھڑا تھا اور جب تنویر کی شعر و شاعری بڑھتی ہی گئی تو اس سے برداشت نہ ہو سکا اور وہ خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر آ گیا۔

"اب آپ اپنی شعر و شاعری بند کر دیں ——— میں اس بیہودگی کو زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا" ——— جوزف نے انتہائی سخت لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ——— تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم مجھے ٹوکو ——— میں تمہاری گردن مروڑ دوں گا ——— کالے سوّر" ——— تنویر اس مداخلت بیجا پر بیٹھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"سوّر کالا ہو یا سفید سوّر ہی ہوتا ہے ——— اور باقی رہ گئی گردن مروڑنے والی بات ——— تو تم جیسے مچھر بس عورتوں کو شعر ہی سنا سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے" ——— جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تت ——— تم مجھے چیلنج کر رہے ہو ——— مجھے مچھر کہہ رہے ہو ——— مجھے ——— یعنی تنویر کو......" تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ وہ بھلا جولیا کے سامنے اپنی بے عزتی کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

"ہاں ——— میں چیلنج کر رہا ہوں ——— اگر تم میں واقعی جرأت ہے تو میدان میں آ جاؤ ——— مجھے یقین ہے۔ اس کے بعد تمہارے دماغ سے رومانی شعر ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائیں گے" ——— جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ارے۔ ارے ——— یہ کیا کر رہے ہو تم ——— یہاں ہم تفریح

کے لئے آئے ہیں ـــــ لڑنے کے لئے نہیں" ـــــ جولیا نے اچانک اٹھ کر درمیان میں آتے ہوئے کہا۔

" درمیان سے ہٹ جاؤ جولیا ـــــ میں آج اس کا خاتمہ کر کے چھوڑوں گا ـــــ عمران نے اس گھٹیا آدمی کو ضرورت سے زیادہ سر چڑھا رکھا ہے" ـــــ تنویر نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

" یہی بات میں کہنا چاہتا ہوں کہ باس نے تم جیسے نخنے کو خواہ مخواہ دم چھلا بنا رکھا ہے" ـــــ جوزف آج کچھ زیادہ ہی موڈ میں معلوم ہوتا

" اوہ ـــــ اوہ ـــــ ہٹ جاؤ جولیا ـــــ میں اس کا خون پی جاؤں گا" ـــــ تنویر نے جولیا کو زبردستی ایک طرف دھکیلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" صفدر ـــــ شکیل ـــــ جلدی آؤ" ـــــ اچانک جولیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اسے خطرہ تھا کہ یہ دونوں پاگل ہیں اور اگر یہ لڑ پڑے تو ان میں سے ایک کی موت یقینی ہے۔

صفدر اور شکیل تک جولیا کی چیخ پہنچ گئی اور وہ سب ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ دوڑتے ہوئے خیمے میں داخل ہوئے۔

" کیا ہوا ـــــ کیا بات ہے" ـــــ صفدر نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

" میں اس کالے کا خون پی جاؤں گا ـــــ اس نے مجھے نخا کہا۔ میں اسے گولی مار دوں گا" ـــــ تنویر نے زبردستی جولیا کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے پھڑپھڑا رہا تھا۔

" کیا بات ہے ـــــ ہوش میں آؤ ـــــ کیا ہم لڑنے کے لئے یہاں آئے

کیا بات ہے جوزف" ـــــ صفدر نے ان دونوں کے درمیان آتے ہوئے کہا۔

" یہ مجھے کالا سؤر کہہ رہا ہے ـــــ یہ مچھر ـــــ اور پھر یہ مسّی کو عشقیہ شعر سنا رہا تھا ـــــ ہے ہی نخا ـــــ میں نے جھوٹ تو نہیں کہا" ـــــ جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میں کہتا ہوں ہٹ جاؤ درمیان سے ـــــ میں اس کا خون پی جاؤں گا ہٹ جاؤ" ـــــ تنویر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے صفدر کو ایک طرف دھکا دیتے ہوئے کہا۔

" سنو ـــــ اگر تم لڑنا چاہتے ہو تو خیمے سے باہر نکلو ـــــ ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے" ـــــ صفدر نے اچانک کہا ـــــ اسے معلوم تھا کہ اب تنویر باز نہیں آئے گا۔ اس لئے اس نے سوچا کہ چلو یہ بھی ایک تفریح ہی سہی۔ اسے معلوم تھا کہ جوزف، عمران کا پروردہ ہے اس لئے تنویر سے کم نہیں پڑے گا۔ اور جب یہ دونوں لڑتے لڑتے تھک جائیں گے تو معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔

" ہاں ٹھیک ہے ـــــ چلو ـــــ مگر میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے" ـــــ تنویر نے کہا۔

" ہوں ـــــ زندہ نہ چھوڑوں گا ـــــ تم بس عورتوں کو شعر سناؤ۔ لڑنا تمہارے بس کی بات نہیں" ـــــ جوزف نے اسے چڑاتے ہوئے کہا اور تنویر ایک بار پھر بے قابو ہو گیا۔

" جوزف ـــــ زبان چلانے کا کوئی فائدہ نہیں ـــــ تم بھی اپنی طاقت آزما لو ـــــ تنویر تم سے کم نہیں ہے" ـــــ اچانک جولیا نے کہا۔ وہ بھی شاید تفریح کے موڈ میں تھی۔

اور پھر فیصلہ ہو گیا کہ وہ دونوں خیمے سے باہر خالی ہاتھ ایک دوسرے کا

مقابلہ کریں گے۔ اور دونوں میں سے جب کوئی ایک فریق شکست مان لے گا تو معاملہ ختم ہو جائے گا۔

چنانچہ وہ سب خیمے سے باہر آ گئے۔ خالی جگہ پر وہ سب ایک دائرہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔ اور تنویر اور جوزف پہلوانوں کی طرح خالی جگہ پر دھکیل دیئے گئے ——— تنویر کا غصے سے بُرا حال تھا جبکہ جوزف بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

"ہاں بھئی ——— اب فیصلہ ہو جائے کہ تم میں سے بہادر کون ہے" ——— جوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے تنویر نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی۔ مگر جوزف انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور تنویر اپنے ہی زور میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ سانپ کی سی تیزی سے پلٹا اور اس نے جوزف کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کا بھرپور وار کیا۔ جوزف کو شاید تنویر کے اس طرح اچانک پلٹنے کی امید نہ تھی۔ اس لئے وہ اس خوفناک وار سے بچ نہ سکا اور الٹ کر نیچے زمین پر جا گرا۔ دوسرے لمحے تنویر نے اسے چھاپ لیا۔ اس کے دونوں بازو مشین کی طرح اس کے چہرے پر مکے برسانے لگے۔

"بہت اچھے تنویر ——— گڈ شو" ——— سب نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔ مگر اسی لمحے جوزف نے ایک جھرجھری لی۔ اس کی وحشت جاگ اٹھی تھی اس نے پوری قوت سے تنویر کو ایک طرف اچھال دیا۔

اور پھر وہ دونوں بیک وقت ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اب جوزف کی آنکھوں میں خون کی چمک ابھر آئی تھی۔ اس کا چہرہ تنویر کی بھرپور ضربات سے جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا اور خون رس رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ تنویر کوئی حرکت کرتا۔ جوزف کا دایاں بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور تنویر چیختا ہوا دو فٹ دور جا گرا۔ جوزف کا مکہ پوری قوت سے تنویر کے چہرے پر پڑا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ تنویر اٹھتا جوزف اچھل کر اس پر جا گرا۔ تنویر نے تیزی سے کروٹ لے کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی مگر جوزف کے دماغ پر تو وحشت سوار تھی۔ اس نے پھرتی سے جسم کو آگے بڑھایا اور تنویر اس کے جسم کے نیچے دبتا چلا گیا۔

جوزف نے اس کے اوپر گرتے ہی دونوں گھٹنے جوڑے اور پوری قوت سے تنویر کی پسلیوں میں مار دیئے۔ تنویر کے حلق سے ایک چیخ سی نکلی اور وہ بل کھا کر رہ گیا۔

جوزف نے تنویر کا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر مار دی۔ ٹکر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی شدید تھی کہ تنویر نے بے اختیار سر مارنا شروع کر دیا۔

جوزف نے ایک اور مکہ اس کی گردن پر مارنا چاہا۔ مگر تنویر اب سنبھل گیا تھا۔ اس نے دونوں پیر سمیٹے اور پھر پوری قوت سے جوزف کے سینے پر مارے اور جوزف الٹ کر ریت پر جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف سنبھلتا۔ تنویر پلٹ کر اس کے اوپر جا گرا۔ اور اس نے بھی جواب میں پوری قوت سے جوزف کے چہرے پر ٹکر جما دی۔ جوزف نے جواب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان پوری قوت سے گھٹنا مار دیا۔ اور تنویر ایک بار پھر کراہ کر بل کھانے لگا۔

پھر جوزف ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے پوری قوت سے بوٹ کی ٹھوکریں تنویر کی پسلیوں میں مارنی شروع کر دیں۔ اچانک تنویر نے اس،

کی ٹانگ پکڑی اور پوری قوت سے مروڑ دی۔ اور جوزف بل کھا کر نیچے گر
گیا۔ تنویر نے اٹھ کر اس کی ٹانگ توڑنے کی کوشش کی مگر جوزف نے
دوسری ٹانگ کی بھرپور ضرب لگائی اور تنویر ایک طرف جا گرا اور پھر دونوں
ہی سپرنگوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بس ——— بس ——— بھئی دونوں برابر ——— مقابلہ ہار جیت کے فیصلہ
کے بغیر ختم کیا جاتا ہے" ——— اچانک صفدر بھاگ کر ان دونوں کے
درمیان آ گیا۔

اور پھر باقی ساتھی بھی آگے بڑھ آئے۔ اور چونکہ تنویر کا غصہ بھی اب
ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ اس لئے اس نے بھی لڑنے کی کوشش نہیں کی۔

اور پھر جب جولیا نے تنویر کو خیمے میں لا کر اس کی مرہم پٹی کرنی شروع کی
تو اس کا سارا غصہ ہی کافور ہو گیا۔

"صفدر درمیان میں نہ آتا تو آج جوزف واقعی میرے ہاتھوں مر جاتا"
تنویر نے حلق سے نکلنے والی بے اختیار سسکی پر قابو پانے کی ناکام کوشش
کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے ——— تمہاری لڑائی کا انداز اتنا خوبصورت تھا کہ کیا
بتاؤں ——— جی چاہتا تھا کہ بس تم اسی طرح لڑتے رہو" ——— جولیا نے
ہنسی دباتے ہوئے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

جیسے ہی جولیا مرہم پٹی سے فارغ ہوئی۔ اچانک اس کی کلائی میں بندھی
ہوئی گھڑی سے ایک پن نکلی اور اس نے اس کی کلائی پر ضربیں لگانی شروع
کر دیں۔

جولیا نے بوکھلا کر گھڑی کا ونڈ بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے گھڑی کے

ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ——— ایکسٹو سپیکنگ اوور" ——— ایکسٹو کی مخصوص آواز
گونجی۔

"جولیا سپیکنگ اوور" ——— جولیا نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"کیا ہو رہا ہے ——— اوور" ——— ایکسٹو نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"بس جناب ——— تفریح ہو رہی ہے ——— ابھی ابھی تنویر اور جوزف
کا مقابلہ ختم ہوا ہے اور میں تنویر کی مرہم پٹی کر رہی تھی ——— اوور"۔
جولیا نے جواب میں ہنستے ہوئے کہا۔

"کس بات پر مقابلہ ہو رہا تھا ——— اوور" ——— ایکسٹو کا لہجہ یکدم سخت
ہو گیا۔

"وہ جناب ——— بس یونہی ——— تفریحاً جناب ——— کوئی خاص بات نہ
تھی ——— اوور" ——— جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— جوزف کو فوراً واپس بھیج دو ——— اسے کہو کہ عمران کو رپورٹ
کرے ——— اوور" ——— ایکسٹو نے کہا۔

"بہتر جناب ——— ہمارے لئے کیا حکم ہے ——— اوور" ——— جولیا
نے پوچھا۔

"اگر تمہارا پکنک سے جی بھر گیا ہو تو واپس چلے آؤ ——— اور عمران سے
ملو ——— اس نے ایک نئی تفریح ڈھونڈ لی ہے ——— ہو سکتا ہے وہ
تفریح تمہارے لئے بھی نئی ثابت ہو ——— اوور" ——— ایکسٹو کے لہجے
میں ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"وہ کونسی تفریح ہے جناب ـــــ جو آپ کو بھی پسند آئی ـــــ اوور"۔
جولیانے ایکسٹو کا موڈ اچھا دیکھ کر اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"اس نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ـــــ اور ساتھ ہی ہوسٹل میں بھی ـــــ بس اب وہاں خوب مگن ہے ـــــ اوور"ـــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ـــــ مگر جناب وہ تو پہلے ہی ڈی۔ ایس۔ سی ہے ـــــ اوور"ـــــ جولیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس تفریحاً ہی اس نے ایسا کیا ہے ـــــ اس سے کوئی خاص مقصد تو نہیں ہے ـــــ اوور"ـــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"اچھا جناب ـــــ میں دیگر ممبروں سے بات کرتی ہوں ـــــ اگر انہوں نے اتفاق کیا تو ہم واپس آجائیں گے ـــــ آپ کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی حکم تو نہیں ہے جناب ـــــ اوور"ـــــ جولیانے کہا۔

"نہیں ـــــ فی الحال تم آزاد ہو ـــــ خوب تفریح کرو ـــــ جوزف کو بھیج دو۔ عمران اسے یونیورسٹی میں بطور باڈی گارڈ رکھنا چاہتا ہے ـــــ اس نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ جوزف کو بلوا دوں ـــــ اوور"ـــــ ایکسٹو نے کہا۔

"او کے سر ـــــ میں ابھی جوزف کو کہہ دیتی ہوں ـــــ اوور"ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی جولیانے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دبا دیا۔

"اوہ ـــــ تو عمران نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ـــــ خوب عیش کر رہا ہوگا"ـــــ تنویر نے رشک بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ایکسٹو کی وجہ سے اب تک بالکل دم سادھے بیٹھا تھا۔

"عیش کیسی ـــــ الٹا پڑھائی کرنی پڑ رہی ہوگی"ـــــ جولیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پڑھائی ـــــ اس نے پڑھائی کے لئے داخلہ نہیں لیا جولیا ـــــ وہاں یونیورسٹی میں بڑی خوبصورت لڑکیاں پڑھتی ہیں ـــــ ضرور وہ کسی لڑکی کے چکر میں یونیورسٹی پہنچا ہوگا"ـــــ تنویر نے کہا۔

"نہیں ـــــ میں نہیں مانتی ـــــ عمران بڑا گہرا ہے ـــــ مجھے یقین ہے کہ وہ یونیورسٹی میں بھی کسی کیس کے چکر میں گیا ہوگا ـــــ اور اس نے ابھی اس کیس کی ہوا ایکسٹو کو بھی نہیں لگنے دی ہوگی"ـــــ جولیانے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہوں ـــــ اتنا فرض شناس سمجھتی ہو تم ـــــ میں اچھی طرح جانتا ہوں اس کی فرض شناسی کو ـــــ میں واپس جا کر یونیورسٹی میں داخلہ لیتا ہوں اور میں تم پر ثابت کر دوں گا کہ عمران کسی لڑکی کے چکر میں وہاں گیا ہے"۔ تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو دیکھ لیں گے ـــــ آؤ دوسرے ساتھیوں سے بات کرتے ہیں"۔ جولیانے کہا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر خیمے سے باہر آگئے۔

باقی ساتھی جوزف سمیت باہر ریت پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے مذاق اور خوش فعلیوں میں مصروف تھے۔

"بھئی ہو گئی مرہم پٹی ـــــ بڑی دیر لگا دی"ـــــ چوہان نے ان

دونوں کو دیکھتے ہی ہانک لگائی۔

"ایکسٹو کی کال آگئی تھی ــــ اس لئے دیر ہوگئی" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ ایکسٹو کی کال ــــ کیا ہوا ــــ کوئی نیا کیس شروع ہوگیا" ــــ سب نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ــــ کیس تو کوئی نہیں ــــ البتہ عمران نے نئی تفریح ڈھونڈ لی ہے ــــ اور ایکسٹو کا کہنا ہے ــــ کہ اگر ہم لوگوں کا جی پکنک سے بھر گیا ہو تو ہم بھی اس نئی تفریح میں شامل ہو سکتے ہیں ــــ البتہ جوزف کے لئے حکم ہے کہ وہ فوراً عمران سے واپس جا کر ملے" ــــ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ارے کونسی نئی تفریح ہے وہ ــــ جلدی بتاؤ" ــــ صفدر نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تفریح کیسی ــــ بس عیاشی کر رہا ہے" ــــ تنویر نے بُرا سا مُنہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس کے متعلق بات کرنے سے پہلے ہوش میں رہا کرو مسٹر" ــــ اچانک جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ۔ ارے ــــ بس بھئی لڑائی بند ــــ پہلے ہی کافی ہو چکی ہے" صفدر نے کہا۔

"عمران نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ــــ اور وہ ہوسٹل میں رہ رہا ہے" ــــ جولیا نے بتایا۔

"یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ــــ بھئی بہت خوب ــــ بڑا

لطف آرہا ہوگا ــــ واہ بھئی واہ ــــ خوب تفریح کی سوجھی ہے ــــ واقعی جینیئس ہے" ــــ صفدر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"واقعی ــــ اچھی تفریح ڈھونڈی ہے ــــ کیا باس نے ہمیں بھی اجازت دے دی ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ــــ اجازت دے دی ہے ــــ اگر ہم لوگ چاہیں تو" ــــ جولیا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ یہ بھی ایک نیا تجربہ ہوگا" ــــ سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے واپسی کی تیاریاں شروع کر دیں۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ مگر اتنی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا کہ اندر داخل ہوتے ہی آنکھیں اس کی خوبصورت سجاوٹ پر حیران ہو جاتی تھیں۔

کمرے میں موجود ایک خوبصورت سے پلنگ پہ ایک نوجوان غیر ملکی لڑکی مختصر سے لباس میں لیٹی ہوئی ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی۔ قریب رکھی ہوئی تپائی پر شراب کا جام بھی موجود تھا۔ لڑکی رسالہ پڑھتے پڑھتے اس جام سے چسکیاں لے رہی تھی۔

اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور لڑکی چونک پڑی۔ اس نے بڑی پھرتی سے سرہانے کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے دروازے کے اوپر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

ایک نوجوان کا چہرہ سکرین پر نظر آنے لگا۔ لڑکی نے بٹن آف کیا اور پھر پلنگ کے کنارے پر لگا ہوا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"کم آن مسٹر راضی" ــــ لڑکی نے بڑے اٹھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور سکرین پر نظر آنے والا نوجوان مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"آؤ ــــ آؤ ــــ بیٹھو" ــــ لڑکی نے اٹھ کر سرہانے سے پشت

لگاتے ہوئے کہا اور آنے والا قریب پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں لڑکی پر جمی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں ہوس کے سائے تیر رہے تھے۔

"مس شوگی ــــ آپ کا پیغام ملا تھا ــــ اس لئے حاضر ہو گیا ہوں"۔ راضی نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر راضی ــــ کیا بتاؤں ــــ میں جب سے اس ملک میں آئی ہوں۔ مجھے یوں لگتا تھا جیسے یہاں کوئی مرد ہی نہ رہتا ہو ــــ سب شرمائے شرمائے اور جھینپے جھینپے رہتے ہیں ــــ بس میں نے آپ کو دیکھا تو یقین کرو دل بری طرح دھڑک اٹھا ــــ جی چاہتا ہے کہ بس آپ سے باتیں ہوتی رہیں ــــ اور آپ میرے قریب رہیں" ــــ مس شوگی نے مسکراتی ہوئی نظروں سے راضی کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ــــ مس شوگی ــــ آپ کی مہربانی ہے ــــ آپ بھی تو کم خوبصورت نہیں ہیں ــــ آپ کو دیکھ کر تو قیامت یاد آتی ہے ــــ جس روز سے میں نے آپ کو یونیورسٹی میں دیکھا ہے ــــ بس یقین کیجئے ــــ دل چاہا کہ آپ کو اٹھا کر دل میں رکھ لوں" ــــ راضی نے بے اختیار ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ جذبات کی حدت کی بنا پر سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

"شکریہ مسٹر راضی ــــ مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کو پسند آئی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے کمپنی دیتے رہیں گے" ــــ شوگی نے قاتلانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"بڑی خوشی سے مس شوگی ــــ یہ تو میرے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے" ــــ راضی نے کہا۔

"یہ مس وغیرہ نہ کہا کریں ــــ بس شوگی ہی کافی ہے" ــــ شوگی نے

مسکرا کر کہا۔

" آپ بھی تو مجھے مسٹر کہتی ہیں —— راضی کہا کریں "—— راضی نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" راضی —— مجھے جب سے معلوم ہوا ہے کہ آپ یونیورسٹی کی سٹوڈنٹس یونین کے صدر ہیں —— یقین کیجئے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں "—— شوگی نے بستر سے اُٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اور راضی کی ہوس ناک نظریں اس کے نیم عریاں جسم پر جیسے چپک سی گئیں۔

" اوہ —— یہ تو کوئی ایسی بات نہیں —— آپ کو شاید علم نہیں کہ میں پورے ملک کی سٹوڈنٹس فیڈریشن کا بھی جنرل سیکرٹری ہوں "—— راضی نے خوشی سے سینے کو پھیلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— واقعی —— ویری گڈ —— یہ لیجئے شوق فرمایئے "—— شوگی نے شراب کا جام راضی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— شکریہ "—— راضی نے اُٹھ کر شراب کا جام لیتے ہوئے کہا۔

" راضی صاحب —— ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ یہیں میرے پاس رہ جائیں یقین کیجئے —— اکیلے دل نہیں لگتا "—— شوگی نے ہوس ناک نظروں سے راضی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— شوگی —— دل و جان سے میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں۔ بس ہوسٹل کے قوانین سے ڈر لگتا ہے —— پھر مخالف یونین سے تعلق رکھنے والے لڑکے بھی سکینڈل بنا لیں گے —— اس لئے مستقل طور پر تو نہیں رہ سکتا —— البتہ جب بھی آپ یاد کریں —— حاضر ہو جایا کروں گا "—— راضی نے شراب کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا —— اس کے چہرے پر جیسے مسرت کا

آبشار بہنے لگا تھا۔

" شکریہ راضی صاحب —— ایک بات کہوں —— اگر آپ ناراض نہ ہوں تو "—— شوگی نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— ایسی کوئی بات نہیں —— آپ کھل کر کہیں "—— راضی نے کہا۔

" راضی صاحب —— آپ کے پاس بہت بڑی طاقت ہے —— آپ اقتدار میں آنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے "—— شوگی نے کہا۔

" اقتدار میں —— وہ کیسے —— میں تو ابھی طالب علم ہوں "—— راضی نے چونکتے ہوئے کہا۔

" اقتدار کی بہت سی شکلیں ہوتی ہیں راضی صاحب —— ضروری نہیں کہ آدمی براہ راست اقتدار میں آجائے —— بلا واسطہ حکومت بھی تو کی جا سکتی ہے —— اگر اپنے آدمی اقتدار میں ہوں تو آدمی خود ہی اقتدار میں ہوتا ہے اور پھر پورا ملک اپنی جاگیر ہوتا ہے "—— شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں —— آپ کی بات تو درست ہے مگر ..... " راضی کچھ ہچکچاتے ہوئے بولا۔

" اگر مگر کچھ نہیں راضی صاحب —— بس یہ میری خواہش ہے کہ میرا محبوب اس ملک کا مالک ہو —— بے پناہ اختیارات کا مالک "—— شوگی نے اٹھ کر راضی کی کرسی کے بازو پر بیٹھتے ہوئے کہا اور راضی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں کسی بھی لمحے ایٹم بم پھٹنے والا ہو۔

" اوہ —— اوہ —— اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو میں تیار ہوں —— مگر اس سلسلے میں "—— راضی نے فوراً ہی ریشہ خطمی ہوتے ہوئے کہا۔

" آپ تیار ہیں تو باقی باتیں مجھ پر چھوڑ دیں —— میں سارا انتظام کر لوں

گی" ـــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تیار ہوں ـــــ بالکل تیار ہوں ـــــ آپ بس حکم کریں کہ مجھے کیا کرنا ہوگا" ـــــ راضی اب مکمل طور پر ہتھیار ڈال چکا تھا۔

"وعدہ رہا ـــــ کہ آپ دھوکہ نہیں دیں گے ـــــ یقین کریں راضی اگر آپ نے دھوکہ دیا تو میں خودکشی کر لوں گی ـــــ میں بڑی جذباتی اور حساس لڑکی ہوں" ـــــ شوگی نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"آپ جیسی قسم چاہیں لے لیں ـــــ راضی ایک بار جو بات کہہ دے وہ پتھر پہ لکیر ہوتی ہے" ـــــ راضی نے شوگی کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ آپ کتنے اچھے ہیں ـــــ کتنے سویٹ ہیں" ـــــ شوگی نے مترنم ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اچھل کر دوبارہ بستر پہ جا بیٹھی۔

"راضی صاحب ـــــ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ہمیشہ اکٹھے رہیں تو میری خاطر آپ کو اقتدار میں آنا پڑے گا" ـــــ شوگی نے کہا۔

"آپ بتائیں تو سہی ـــــ کہ یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے" ـــــ راضی نے پوچھا۔

"بڑا آسان ہے ـــــ سنیں راضی صاحب ـــــ میں آپ کے ملک میں ایک خاص مقصد لے کر آئی ہوں ـــــ اور وہ مقصد ہے ـــــ مخصوص لوگوں کو اقتدار میں لے آنا ـــــ میں نے یہ سکیم بنائی ہے کہ طالب علموں کو حکومت کے خلاف سڑکوں پر لے آیا جائے ـــــ اور پھر یہاں طالب علموں کی ایسی تحریک شروع کرائی جائے کہ حکومت اس کے مقابلے میں بے بس ہو جائے اور اس وقت حکومت کا تختہ اُلٹ کر حکومت پر قبضہ کر لیا جائے ـــــ آپ یقین کریں کہ حکومت پر موجود لوگ ڈمی ہوں گے ـــــ اصل اقتدار آپ کے اور

میرے پاس ہوگا" ـــــ شوگی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ مگر اس کے لئے تو بہت خفیہ پلاننگ اور بے شمار روپے کی ضرورت ہو گی اور میں اکیلا" ـــــ راضی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"روپے پیسے کی فکر مت کرو ـــــ باقی رہی پلاننگ ـــــ تو بس تمہارا کام صرف اتنا ہوگا کہ جیسے میں کہتی جاؤں ـــــ کرتے جاؤ ـــــ نتیجہ مجھ پر چھوڑ دو" ـــــ شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ راضی کچھ کہتا ـــــ شوگی تیزی سے بستر سے اٹھی اور الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کھول کر ایک بیگ اٹھایا اور اسے لا کر راضی کے سامنے رکھ دیا۔

"اسے کھولو" ـــــ شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور راضی نے بیگ کی زپ کھولی ـــــ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ـــــ بیگ بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرا ہوا تھا۔

"یہ دس لاکھ روپے ہیں ـــــ یہ صرف تمہارے ہیں ـــــ جس طرح چاہو استعمال کرو ـــــ کوئی حساب نہ ہوگا ـــــ بس عیش کرو ـــــ کام کے لئے اور روپیہ وافر مقدار میں مل جائے گا" ـــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اوہ ـــــ اتنی بڑی رقم" ـــــ راضی کا چہرہ حیرت سے مسخ ہونے لگا تھا۔

"ارے ـــــ یہ تو کچھ بھی نہیں ـــــ یہ تو صرف پہلی قسط ہے ـــــ تم دیکھنا کہ میں تمہیں کہاں پہنچا دیتی ہوں ـــــ میری فطرت ہے کہ جو مجھے پسند آ جائے۔ میں اسے اس بلندی پر پہنچا دیتی ہوں، جہاں کا تصور بھی ناممکن ہے"

شوگی نے بڑی لاپروائی سے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر مجھے کرنا کیا ہوگا"۔۔۔ راضی اب گھبرا رہا تھا۔ شاید رقم اس کے تصور سے بہت بڑی تھی۔

"فی الحال کچھ نہیں ۔۔۔ بس عیش کرو ۔۔۔ جب وقت آئے گا میں تمہیں بتادوں گی۔ اور سنو ۔۔۔ اس بیگ میں نوٹوں کے نیچے تمہارے لئے ایک لفافہ بھی موجود ہے، اسے ضرور دیکھ لینا"۔۔۔ شوگی نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ میری خوش قسمتی ہوگی ۔۔۔ آپ نے مجھ پر جو اعتماد کیا ہے میں اس کے لئے شکر گزار ہوں ۔۔۔ آپ یقین کریں کہ میں آپ کے احکامات کی تعمیل کے لئے جان کی بازی لگا دوں گا"

راضی نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

رقم دینے سے پہلے شوگی راضی کو آپ کہہ رہی تھی جبکہ اب راضی اُسے آپ کہہ رہا تھا۔

"شکریہ ۔۔۔ مجھے اپنے انتخاب پر فخر ہے ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ اب تم جا سکتے ہو ۔۔۔ فی الحال اتنا ہی کافی ہے ۔۔۔ اور سنو راضی ۔۔۔ میں نے تم پر اعتماد کیا ہے ۔۔۔ میرے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچے ورنہ تم جانتے ہو کہ مجھے تمہاری اذیت ناک موت پر بڑا افسوس ہوگا"۔۔۔ شوگی نے راضی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور راضی کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے کوئی پتھر کا مجسمہ ہو۔

"اوہ ۔۔۔ ایسا نہیں ہوگا ۔۔۔ راضی اپنے قول کا پکا ہے۔ اور پھر آپ کو حاصل کرنے کے لئے تو میں پورے ملک کو آگ میں جھونکنے کے لئے تیار ہوں"۔۔۔ راضی نے لہجے کو پُر اعتماد بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے راضی ۔۔۔ اب تم جاؤ ۔۔۔ میں تمہیں پھر بلاؤں گی"۔۔۔ شوگی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور راضی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

شوگی نے بیگ اٹھا کر راضی کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ راضی چند لمحوں تک کھڑا ہونٹ چاٹتا رہا۔ اس کی آنکھوں سے ہوس کی چنگاریاں جھڑ رہی تھیں۔ چہرہ شدتِ جذبات سے سرخ ہوگیا تھا۔ مگر پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

راضی کے باہر نکلتے ہی شوگی نے بڑے نفرت اور حقارت بھرے انداز میں منہ بنایا اور پھر وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری میں پڑا ہوا ایک ٹرانسمیٹر اٹھایا۔

اس کو آن کر کے اس نے سوئی کو گھماتے ہوئے مخصوص ہندسے پر فٹ کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس نے اسے دوبارہ آن کیا۔ پھر آف کر دیا۔ پھر آن کیا اور پھر آف کر دیا۔ جب چوتھی بار اس نے اسے آن کیا تو ٹرانسمیٹر سے ہلکی ہلکی موسیقی پھوٹنے لگی۔ چند لمحوں تک موسیقی کی تانیں کمرے میں بکھرتی رہیں پھر اچانک موسیقی بند ہوگئی اور ایک نسوانی آواز گونجی۔

"ہیلو ۔۔۔ وی سپیکنگ ۔۔۔ اوور"۔۔۔

"شوگی سپیکنگ ۔۔۔ اوور"۔۔۔ شوگی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ دو شوگی ۔۔۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"راضی کو تیار کر لیا گیا ہے مادام ۔۔۔ رقم والا بیگ اس کے حوالے کر دیا گیا ہے ۔۔۔ بیگ میں وہ لفافہ بھی موجود ہے جس میں راضی اور اس کی محبوبہ

کی عریاں تصاویر ہیں ـــــ اوور" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ ویری گڈ ـــــ مجھے تمہاری صلاحیتوں سے یہی امید تھی ـــــ فی الحال بس تم نے یونیورسٹی میں رہ کر راضی کی نقل و حرکت چیک کرنی ہے ـــــ ٹیم کے باقی ممبر بھی اسے چیک کریں گے۔ جب ضرورت ہوگی میں خود تمہیں مزید ہدایات دوں گی ـــــ اوور" ـــــ مادام وی نے جواب دیا۔

"بہتر مادام ـــــ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی ـــــ اوور" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اور سنو ـــــ یونیورسٹی میں ایسے لڑکوں کی تلاش کرو جو ہمارے مشن کے لئے کام کرسکیں ـــــ مجھے ان کے متعلق رپورٹ دینا پھر میں خود انہیں چیک کروں گی اور ہدایات دوں گی ـــــ اوور" ـــــ مادام وی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ـــــ آپ بے فکر رہیں ـــــ میں یہ کام کر لوں گی۔ اوور" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی موسیقی کی تانیں دوبارہ ابھرنے لگیں ـــــ شوگی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر دوبارہ الماری میں رکھ دیا اور دوبارہ بڑے آسودہ انداز میں بستر پر لیٹ کر رسالے کے مطالعے میں مصروف ہو گئی۔

اور پھر یہ خبر پوری یونیورسٹی میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی چلی گئی کہ کسی ریاست کے شہزادے نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے۔ اور شہزادہ نہ صرف بے حد خوبصورت ہے بلکہ انتہائی شوخ اور کھلنڈرا بھی ہے۔ اس خبر کو پھیلانے میں کچھ تو ان لڑکوں اور لڑکیوں کا ہاتھ تھا جنہوں نے عمران سے باتیں کی تھیں اور کچھ نوٹس بورڈ پر لگنے والے نوٹس کا اثر تھا۔ جس میں ایم اے انگلش میں پرنس آف ڈھمپ کے داخلے کا اعلان کیا گیا تھا۔

پوری یونیورسٹی میں ہر طرف پرنس کے متعلق ہی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ اور وہ لڑکے اور لڑکیاں جنہوں نے عمران سے باتیں کی تھیں۔ بڑے فخریہ لہجے میں پرنس کے متعلق بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہے تھے۔

پرنس ابھی تک یونیورسٹی نہ پہنچا تھا۔ اس لئے ہر شخص کی نظریں گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ سب پرنس کو دیکھنا چاہتے تھے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک سرخ رنگ کی لمبی چوڑی اور انتہائی قیمتی کار گیٹ میں داخل ہوئی۔ کار پر نامانوس سا جھنڈا لہرا رہا تھا اور نمبر پلیٹ پر ریاست ڈھمپ کے الفاظ اور "عقاب" کا مونوگرام بنا ہوا تھا۔

کار آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی پارکنگ میں آکر رکی۔ یونیورسٹی کی تمام لڑکیاں

اور لڑکے تیزی سے پارکنگ کی طرف سمٹتے چلے آئے۔
کار کا دروازہ کھلا اور جوزف اپنی مخصوص خاکی وردی میں نیچے اُترا۔ اس کے دونوں اطراف میں لٹکتے ہوئے ہولسٹروں میں ریوالور لٹک رہے تھے۔
اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کار کا عقبی نشست کا دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے عمران کشمشی رنگ کے قیمتی کپڑے اور ماہرانہ تراش کے سوٹ میں ملبوس باہر آگیا۔ وہ اس قیمتی اور سمارٹ لباس میں بے حد خوبصورت اور وجیہہ معلوم ہو رہا تھا۔

"ارے ـــ یہ تو واقعی پرنس ہے" ـــ

"ارے ـــ کتنا خوبصورت اور وجیہہ ہے" ـــ لڑکیوں میں کھسر پھسر شروع ہوگئی اور ہلکی ہلکی سسکیاں بلند ہونے لگیں۔

عمران ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے بڑے اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھا اور جوزف اس کے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں چل رہا تھا۔

"بڑا خوفناک باڈی گارڈ ہے اس کا ـــ تو یہ پورا دیو ہے" ـــ لڑکوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

عمران کے چہرے پر حماقت آمیز سنجیدگی تھی۔ وہ یوں آنکھیں پٹ پٹا رہا تھا جیسے پہلی بار دھوپ میں آنکھیں کھولی ہوں۔

"بھئی آپ لوگ کیوں یہاں اکٹھے ہیں ـــ کیا وائس چانسلر صاحب کی شادی ہو رہی ہے" ـــ عمران نے قریب آکر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے سب لڑکے اور لڑکیاں اس کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑے

"کمال ہے ـــ شادی کوئی ہنسنے والی بات ہے ـــ یہ تو رونے کا مقام ہوتا ہے ـــ ایک شریف آدمی کے ساتھ اس کی زندگی کی سب سے بڑی زیادتی

ہو رہی ہوتی ہے" ـــ عمران نے اور زیادہ حماقت آمیز لہجے میں کہا۔

"واہ ـــ شادی تو ایک رومانٹک واقعہ ہوتا ہے اور آپ اسے زیادتی کہہ رہے ہیں" ـــ ایک لڑکی نے بلند آواز میں کہا۔

"رومانٹک واقعہ ـــ یعنی دس بچے چیخم دھاڑ مچا رہے ہوں ـــ کسی کی ناک بہہ رہی ہو ـــ کسی کو بخار ہو ـــ اور وہ شریف آدمی ان کے درمیان کھڑا کان بند کئے انہیں گھرکیاں دے رہا ہو ـــ واقعی رومانٹک واقعہ ہے" ـــ عمران نے تصویر کشی کرتے ہوئے کہا اور ساری یونیورسٹی کشتِ زعفران بن گئی۔

اتنے میں پیریڈ لگنے کی گھنٹی بج گئی اور سب لڑکے لڑکیاں بادل نخواستہ اپنے اپنے شعبوں کی طرف بڑھ گئیں۔

"آئیے پرنس ـــ آج سب سے پہلے پروفیسر اکرم کا پیریڈ ہے" ـــ ایک لڑکے نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں چلو" ـــ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ شعبہ انگریزی کے لڑکے اور لڑکیوں کے جلوس میں بڑے شاہانہ انداز میں شعبے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
جوزف اس کے پیچھے پیچھے بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہا تھا۔

"پرنس ـــ یہ آپ کا باڈی گارڈ ہے" ـــ ایک لڑکی نے پوچھا۔

"یہ ہمارے والد صاحب کا عطیہ ہے ـــ کم بخت ہماری پوری باڈی کا گارڈ بنا ہوا ہے ـــ ذرا ہم نے اپنی باڈی کو غلط سمت میں ہلایا اور اس نے ریوالور نکالا" ـــ عمران نے بڑے بیزار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے پرنس ـــ باڈی گارڈ ہے بہت شاندار" ـــ ایک لڑکے

نے کہا۔

"آپ کو پسند ہے تو آپ لے لیں ۔۔۔ دس بوتلیں وہسکی کی روزانہ پیتا ہے ۔۔۔ معمولی سا خرچہ ہے" ۔۔۔ عمران نے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

"دس بوتلیں" ۔۔۔ سب نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ مذاق نہیں کر رہا۔ ۔۔۔ یہ اس کا کم سے کم کوٹہ ہے۔ کمبخت پانی کی طرح پیتا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اسے نشہ نہیں ہو جاتا" ۔۔۔ ایک لڑکی نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہو جاتا ہے ۔۔۔ اور جب نشہ ہوتا ہے تو پھر لڑکیاں اس کی مرغوب غذا ہیں ۔۔۔ افریقہ کے آدم خور قبیلے کا سردار ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور لڑکیاں یوں بدک کر پرے ہٹ گئیں جیسے انہیں ڈر ہو کہ ابھی انہیں پکڑ کر کھا جائے گا۔

پھر عمران سب ساتھیوں سمیت کلاس روم میں داخل ہو گیا۔ ان سب نے خود ہی اسے سب سے اگلی قطار میں بٹھایا ۔۔۔ جوزف اس کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

"بھئی یہ تمہارا باڈی گارڈ یہاں کیسے کھڑا ہو گا ۔۔۔ اسے باہر کھڑا کرو" لڑکیوں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"مارشل" ۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ جوزف نے الرٹ ہوتے ہوئے کہا۔

"دروازے پر کھڑے ہو جاؤ" ۔۔۔ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا

"یس باس" ۔۔۔ جوزف نے کہا اور پھر فوجی انداز میں چلتا ہوا وہ دروازے

کے باہر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے پروفیسر اکرم ایک ضخیم کتاب اٹھائے کلاس روم کی طرف آتے دکھائی دیئے مگر دروازے پر جوزف کو کھڑے دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئے۔

جوزف دروازہ روکے بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

"کون ہو تم ۔۔۔ کیوں کھڑے ہو" ۔۔۔ پروفیسر اکرم نے حیرت بھرے انداز میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے دروازے پر کھڑا ہونے کے لئے کہا گیا ہے ۔۔۔ اس لئے کھڑا ہوں ۔۔۔ تم کون ہو پوچھنے والے" ۔۔۔ جوزف نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

"بھاگ جاؤ یہاں سے ۔۔۔ ہٹو راستے سے" ۔۔۔ پروفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تم مجھے بھاگنے کے لئے کہہ رہے ہو" ۔۔۔ جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور ہولسٹر سے نکالا اور ریوالور کی نال پروفیسر کے سینے پر رکھ دی ۔۔۔ پروفیسر کے ریوالور دیکھتے ہی ہوش اڑ گئے۔ ان کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔

"مارشل" ۔۔۔ اچانک عمران نے اندر سے ہانک لگائی۔

"یس باس" ۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔

"یہ پروفیسر اکرم ہیں ۔۔۔ ان کا ادب کرو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ جوزف نے بڑے میکانکی انداز میں جواب دیا۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ریوالور پلک جھپکنے میں دوبارہ ہولسٹر میں غائب ہو گیا۔

"تشریف لے جایئے جناب" ۔۔۔ جوزف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا، اور پروفیسر اکرم سر جھٹکتے ہوئے کلاس روم میں داخل ہو گئے۔

"یہ کون ہے" ۔۔۔ پروفیسر نے کتاب میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارا باڈی گارڈ ہے جناب" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ تم ۔۔۔ تم آ گئے" ۔۔۔ پروفیسر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا نام پرنس آف ڈھمپ ہے پروفیسر ۔۔۔ "تم" نہیں" ۔۔۔ عمران نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"ہونہہ ۔۔۔ پرنس ۔۔۔ اگر تم نے میرے شعبے میں رہنا ہے تو تمہیں طالب علم بن کر رہنا ہوگا ۔۔۔ تم میرے لئے ایک طالب علم ہو۔ میں کلاس میں طالب علموں کو تو برداشت کر سکتا ہوں ۔۔۔ پرنسوں کو نہیں ۔۔۔ سمجھے" پروفیسر اکرم کو غصہ آ گیا۔

"سر ۔۔۔ یہ بتایئے ۔۔۔ طالب علم کسے کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"علم کو طلب کرنے والا ۔۔۔ علم حاصل کرنے والا" ۔۔۔ پروفیسر نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"اور علم کسے کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"تم یہاں پڑھنے کے لئے آئے ہو یا میرا انٹرویو لینے" ۔۔۔ پروفیسر نے غصیلے لہجے میں جھنجھلا کر کہا اور پھر انہوں نے فوراً ہی کتاب کھولی اور اپنا لیکچر شروع کر دیا۔ تمام طالب علموں نے اپنی اپنی کاپیاں کھولیں اور نوٹس لینے شروع کر دیئے۔

عمران تھوڑی دیر تو خاموش بیٹھا لیکچر سنتا رہا۔ مگر پھر اچانک وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پروفیسر یکدم خاموش ہو گئے۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ میں لیکچر کے دوران کسی کو بولنے کی اجازت نہیں دے سکتا ۔۔۔ جو کچھ پوچھنا چاہو ۔۔۔ بعد میں پوچھ لیا کرو" ۔۔۔ پروفیسر نے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"سر ۔۔۔ آپ آج سے ستر سال پہلے کے نظریات بتا رہے ہیں جبکہ اب تو اس سے بھی جدید نظریات سامنے آ گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے جدید نظریات پر باقاعدہ لیکچر شروع کر دیا۔ اور پروفیسر اور لڑکے حیرت سے بت بنے اسے دیکھتے رہ گئے۔

"تت ۔۔۔ تم نے یہ سب کیسے پڑھ لیا" ۔۔۔ پروفیسر نے خفت بھرے انداز میں کہا۔

"آنکھوں سے پڑھا ہے جناب ۔۔۔ اور تو میرے پاس پڑھنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ بات ہے تو تم خود کلاس کو پڑھاؤ ۔۔۔ میں جا رہا ہوں" ۔۔۔ پروفیسر سے جب اور کوئی بات نہ بن سکی تو اس نے کتاب اٹھالی۔

"ارے ۔ ارے ۔۔۔ ایسی بات نہیں ۔۔۔ آپ پڑھائیں ۔۔۔ میں جا رہا ہوں ۔۔۔ جب آپ ستر سال بعد کے نظریات پر پہنچیں گے تو میں آ جاؤں گا" عمران نے کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ جوزف اس

کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

عمران کلاس روم سے نکل کر سیدھا ہوسٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوسٹل کالج سے ملحق ہی تھا۔ اس وقت ہوسٹل خالی پڑا ہوا تھا۔ صرف چوکیدار موجود تھا۔

اس نے جب عمران کو جوزف سمیت آتے دیکھا تو وہ بوکھلا گیا۔

"جی — جناب فرمایئے" — چوکیدار نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا

"ہمارا کمرہ کہاں ہے" — عمران نے جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر چوکیدار کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے کہا۔

چوکیدار کے ہاتھ اتنا بڑا نوٹ دیکھ کر پھول گئے۔ یہ تو شاید اس کی دو ماہ کی تنخواہ سے بھی زیادہ تھا۔

"جی — جناب" — چوکیدار نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمارا نام پرنس آف ڈھمپ ہے" — عمران نے کہا۔

"اوہ — آپ کا کمرہ مس شوگی کے ساتھ والا ہے — بڑا اچھا کمرہ ہے جناب" — چوکیدار اور زیادہ مرعوب ہو گیا۔

"مس شوگی" — عمران نے اس نام پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ غیر ملکی لڑکی ہے — جناب بڑی خوبصورت ہے۔ دو ماہ ہوئے ہیں یہاں آئی ہے — جناب اس کا کمرہ اتنا سجا ہوا ہے کہ بس کچھ نہ پوچھیں" — چوکیدار نے جواب دیا۔

"ہوں — ٹھیک ہے — دیکھ لیں گے — تم ہمارا کمرہ دکھاؤ" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آیئے جناب" — چوکیدار نے کہا اور پھر وہ ہوسٹل کی عمارت میں گھستا چلا گیا۔ آخری رو کے آخری سے پہلے کمرے کے قریب جا کر وہ رک گیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔

یہ ایک کافی بڑا اور ہوادار کمرہ تھا۔ اور عمران کو یہ کمرہ اس لئے بھی پسند آ گیا تھا کہ اس کے ساتھ بیرونی دروازہ تھا جہاں سے آسانی سے آیا اور جایا جا سکتا تھا۔

"اس کی صفائی کرو — ہم کل دیکھنے آئیں گے — اور سنو — صفائی اچھی طرح ہونی چاہیئے — انعام بھی ملے گا" — عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"حضور آپ تسلی رکھیں" — چوکیدار نے ادب سے جھکتے ہوئے کہا۔

اور عمران جوزف سمیت واپس ہوسٹل کے گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ چوکیدار بھی بڑے مؤدبانہ انداز میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔ وہ بار بار جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹ کی موجودگی کا یقین کرتا۔ اور پھر عقیدت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگ جاتا۔

ابھی عمران مین گیٹ کے قریب نہ پہنچا تھا کہ ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی ہاتھ میں کتاب پکڑے اندر داخل ہوئی۔ اس نے چونک کر عمران اور جوزف کو دیکھا۔ اور پھر آگے بڑھ گئی۔ عمران نے ایک اچٹتی ہوئی نظر اس پر ڈالی اور پھر لاپرواہی سے آگے بڑھ گیا۔ جبکہ لڑکی بار بار مڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"جناب — یہی مس شوگی ہے — آپ کے ساتھ والا کمرہ اس

کا ہے جناب" ـــــ چوکیدار نے عمران کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے
"ہوں" ـــــ عمران نے ہنکارا بھرا۔ اور پھر وہ مین گیٹ سے باہر نکل گ
چوکیدار سلام کر کے واپس مڑا تو مس شوگی نے جو برآمدے میں کھڑ
تھی۔ اسے بلایا۔
"یہ کون تھے" ـــــ مس شوگی نے پوچھا۔
"مس صاحبہ ـــــ یہ کسی ریاست کے پرنس ہیں ـــــ یونیور
میں داخل ہوئے ہیں ـــــ آپ کے ساتھ والا کمرہ انہیں ملا ہے ـــــ
دیکھیں ـــــ انہوں نے اتنا بڑا نوٹ مجھے انعام میں دیا ہے" ـــــ چوکیدا
نے باچھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
"اوہ ـــــ تو یہی پرنس آف ڈھمپ ہیں ـــــ ٹھیک ہے"
مس شوگی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے اپنے کمرے
طرف بڑھ گئی

راضی بیگ اٹھائے جب واپس اپنے کمرے میں پہنچا۔ اس کے چہرے پر سوچ کے گہرے تاثرات نمایاں تھے۔

راضی سوائے پڑھائی کے باقی ہر کام میں انتہا درجے کی مہارت رکھتا تھا۔
راضی کے والدین کافی عرصہ پہلے کاروبار کے سلسلے میں بیرون ملک چلے گئے تھے اور دونوں نے وہاں کی شہریت اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے بڑی کوشش کی کہ راضی کو بھی وہاں بلا لیں۔ مگر راضی اس پر تیار نہ ہوا۔
اسے کالج کے زمانے سے ہی سٹوڈنٹس لیڈری کا چسکہ پڑ گیا تھا۔ اور وہ اپنی بے پناہ جوڑ توڑ کی صلاحیتوں کی وجہ سے کالج کی سٹوڈنٹس یونین کا صدر منتخب ہوا۔ وہ بہترین مقرر ـــــ ہاکی کا مایہ ناز کھلاڑی اور ساتھ ہی جوڈو کراٹے اور باکسنگ کا بھی ماہر تھا۔ اس کا جسم کھلاڑیوں کی طرح خوبصورت تھا۔ اور خوبصورت باتیں کرنی جانتا تھا۔ اس لئے لڑکے اور لڑکیوں میں اس کی شخصیت یکساں طور پر مقبول تھی۔ اس کے والدین اسے ہر ماہ کافی بڑی رقم خرچ کے طور پر بھیج دیتے تھے۔ اس لئے اسے روپے پیسے کی کبھی پرواہ نہ رہی تھی۔
کالج کے بعد یونیورسٹی میں آکر تو اس کی صلاحیتیں اور نکھر گئیں۔ اور آہستہ آہستہ وہ نہ صرف یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا صدر منتخب ہو گیا۔ بلکہ پورے ملک

کی سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جنرل سیکرٹری بھی بن گیا۔

وہ ایک لاابالی سا نوجوان تھا جو منجھے ہوئے سیاستدانوں کی طرح ہر محفل کا جان بن جانے کا گر جانتا تھا اور ہر موقع سے فائدہ اٹھانے سے کبھی نہ چوکتا تھا۔ اس کے تصور میں بھی تعلیم کے بعد سیاسی زندگی اپنانے کی خواہش موجود تھی اور وہ سوچتا تھا کہ ایک روز ایسا ضرور آئے گا جب وہ اس ملک کا وزیر اعظم منتخب ہو جائے گا۔

اور اب وہ اپنے کمرے کی طرف آتے ہوئے اسی بات پر غور کر رہا تھا۔ وہ بچہ نہیں تھا کہ شوگی کی باتوں سے اتنا بھی نہ سمجھ سکتا کہ شوگی غیر ملکی ایجنٹ ہے اور طالب علم تحریک کا سہارا لے کر موجودہ حکومت کا تختہ الٹنا چاہتی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ شوگی نے اسے کیوں منتخب کیا ہے۔ اسے اپنی اہمیت کا اچھی طرح احساس تھا۔ آج سے پہلے اس نے کبھی اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔ مگر اب وہ اس سلسلے میں پوری طرح غور کرنا چاہتا تھا۔ وہ شوگی کے ساتھ تعاون اور عدم تعاون کے ہر پہلو پر پوری تفصیل کے ساتھ غور کرنا چاہتا تھا۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے کرسی پر حسن کو بیٹھے دیکھ کر چونک پڑا حسن اس کا دوست بھی تھا اور سیاسی ہنگاموں کا ساتھی بھی۔ ان دونوں کی گہری چھنتی تھی۔

"کہاں سے آ رہے ہو راضی ـــــ کافی دیر سے انتظار کر رہا ہوں"ـــــ حسن نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس ـــــ ذرا ایک کام گیا تھا"ـــــ راضی نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے بیگ الماری میں رکھ دیا۔ اسے حسن کی اس وقت آمد ناگوار گزری تھی۔

"کمال ہے ـــــ آج پکچر جانے کا پروگرام تھا ـــــ مگر تم تو یوں کہہ رہے

جیسے تمہیں یاد ہی نہ ہو"ـــــ حسن نے کہا۔

"نہیں حسن ـــــ آج میری طبیعت خراب ہے ـــــ میں بس سونا چاہتا ہوں ـــــ کل چلیں گے پکچر پر"ـــــ راضی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واقعی ـــــ تمہاری طبیعت کچھ خراب ہی لگتی ہے ـــــ اچھا تم سوؤ۔ میں چلتا ہوں"ـــــ حسن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی ناگواری کے تاثرات تھے۔ شاید اسے راضی کی اس طرح اچانک سرد مہری کھل گئی تھی۔

حسن کے جانے کے بعد راضی نے دروازہ اندر سے لاک کیا۔ اور شیشے کے پیچھے ایک کارڈ گھسا دیا۔ کارڈ پر نوڈسٹربنس کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اس کارڈ کو دیکھنے کے بعد اب کوئی لڑکا کمرے میں نہیں آئے گا۔ یہ ان کے ہوسٹل کا اصول تھا۔

اس کے بعد دوبارہ راضی الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری سے بیگ اٹھایا۔ اور ایک کونے میں آ کر اس نے بیگ فرش پر پلٹ دیا۔ یہ کونہ ہر طرف سے محفوظ تھا۔ یہاں اسے کوئی چیک نہ کر سکتا تھا۔ بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیاں فرش پر بکھر گئیں۔ راضی نے نوٹ اٹھا کر انہیں غور سے روشنی میں دیکھا۔ اس نے فلموں میں دیکھا تھا کہ مجرم جعلی نوٹ بھی استعمال کرتے ہیں ـــــ مگر یہ نوٹ اصلی تھے اور گڈیوں پر بنک کی مہریں موجود تھیں۔ راضی نے بیگ کے اندر ہاتھ ڈالا تو ایک بڑا سا لفافہ موجود تھا۔

راضی نے لفافہ باہر نکال لیا۔ لفافے میں چند تصویریں تھیں۔ راضی نے جیسے ہی تصویریں باہر نکالیں ـــــ وہ یوں اچھلا جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔ اس کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ تصویروں میں راضی ایک لڑکی کے ساتھ محو اختلاط تھا۔ تصویریں واضح تھیں اور راضی اور لڑکی کے چہرے صاف پہچانے جاتے تھے۔ یہ لڑکی یونیورسٹی میں ہی پڑھتی تھی اور ایک بہت بڑے سیاستدان کی لڑکی

تھی۔ تصویروں کے ساتھ ایک ٹائپ شدہ رقعہ بھی تھا۔ راضی نے جلدی سے رقعہ پڑھا۔

" مسٹر راضی —— یہ تصویریں بطور نمونہ ہیں —— اس قسم کی بے شمار تصویریں ہمارے پاس موجود ہیں —— اگر یہ تصویریں یونیورسٹی اور پورے ملک کے طالب علموں میں تقسیم کردی جائیں تو ایک احمق بھی سمجھ سکتا ہے کہ تمہاری طالب علم سیاست کا کیا حشر ہوگا —— اور دوسری بات یہ کہ اس لڑکی کا باپ بہت با اثر ہے —— جب یہ تصویریں اسے ملیں گی تو اس کے لئے اپنی اور اپنی لڑکی کی عزت بچانے کا ایک ہی راستہ ہوگا کہ تم کسی پیشہ ور قاتل کے ہاتھوں مارے جاؤ، اور تمہاری لاش کسی خوفناک دلدل کی تہہ میں سڑتی گلتی رہے —— لیکن یہ سب کچھ بھلایا جا سکتا ہے —— اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو "

رقعہ کے آخر میں دستخطوں کی جگہ ڈی کا حرف ٹائپ تھا۔

راضی نے ایک طویل سانس لی۔ اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے دوبارہ نوٹوں کو بیگ میں بھر دیا اور بیگ اٹھا کر الماری کے ایک ایسے خانے میں ڈال دیا۔ جو مقفل ہوجاتا تھا۔ تصویروں والا لفافہ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

لفافہ لئے وہ سیدھا اس جگہ کی طرف گیا۔ جہاں چائے بنانے کے لئے برقی ہیٹر موجود تھا۔ اس نے ہیٹر جلایا اور پھر پہلے اس نے وہ رقعہ جلایا۔ پھر ایک ایک کر کے وہ تصویریں جلا دیں۔ آخر میں وہ لفافہ بھی جلا کر اس نے ہیٹر بند کر دیا۔ اور ڈھیلے قدموں سے بستر کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔

لفافہ کھولنے سے پہلے وہ اس پہلو پر سوچ رہا تھا کہ مجرموں سے تعاون کرے یا نہ کرے۔ مگر اب سوائے تعاون کے اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔

ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ وہ صبح اٹھتے ہی خاموشی سے اس ملک سے باہر اپنے والدین کے پاس چلا جائے۔ اور اس ملک اور یہاں کی سیاست کو ہمیشہ کے لئے بھول جائے۔

مگر اب اس پر واضح ہو گیا تھا کہ مجرم بے حد ہوشیار اور چالاک ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ان کی نظروں میں ہو۔ اور وہ اسے ایرپورٹ پر ہی گولی مار دیں۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اگر وہ مجرموں سے تعاون کرے اور ملک کی حکومت کا تختہ الٹ دے تو یقیناً اُسے اس تعاون کے بدلے میں بہت کچھ مل سکتا ہے جبکہ دوسری صورت میں موت کا اندھیرا ہی تھا۔ چنانچہ کافی دیر کی کش مکش کے بعد اس نے مجرموں سے بھرپور تعاون کا فیصلہ کر لیا۔ اور اس فیصلے کے بعد اسکے ذہن کو سکون مل گیا اور وہ بتی بجھا کر اطمینان سے سو گیا۔

ایکسٹو کے کہنے پر صفدر، جولیا، تنویر، نعمانی اور چوہان بھی عمران کی نئی تفریح میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے یونیورسٹی کے مختلف شعبوں میں داخلہ لے لیا تھا۔ اور ظاہر ہے اس داخلے کا انتظام بھی ایکسٹو نے ہی کیا ہوگا۔

انہیں یونیورسٹی جاتے ہوئے کئی دن ہو گئے تھے۔ اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے انہوں نے عمر کا پہیہ اُلٹا چلا دیا ہو۔ ہر قسم کی فکر سے بے نیاز لڑکوں اور مسکراتی چہکتی لڑکیوں میں سارا دن گزار کر جب وہ واپس لوٹتے تو ان کا رواں رُواں اطمینان سے بھرپور ہوتا۔ واقعی عمران نے جدید اور خوبصورت تفریح ڈھونڈی تھی۔

عمران کا حال بھی وہ دیکھ چکے تھے۔ پوری یونیورسٹی میں اس کا ڈنکا بج رہا تھا۔ لڑکے اور لڑکیاں اس کے ساتھ یوں چمٹی رہتی تھیں جیسے گڑ پر مکھیاں۔ اور عمران واقعی پرنس بنا ہوا تھا۔ وہ کئی بار پوری یونیورسٹی کی کنٹین میں دعوت کر چکا تھا۔ اس نے کنٹین والے سے کہہ دیا کہ آج تمام دن جو کچھ لڑکے اور لڑکیاں کھائیں سب کا بل وہ ادا کرے گا۔

عمران تو جوزف کے ساتھ ہوسٹل میں رہ رہا تھا جبکہ یہ سب لوگ اپنے اپنے فلیٹوں میں رہتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سب ڈے سکالر تھے۔

اس وقت صفدر اور کیپٹن شکیل جولیا کے فلیٹ میں بیٹھے گپ شپ میں مصروف تھے۔

”مجھے تو یہ سب کچھ کوئی خاص چکر ہی محسوس ہوتا ہے“ ——— جولیا نے اچانک کہا۔

”کونسا چکر“ ——— صفدر نے چونک کر پوچھا۔

”یہی ——— پوری ٹیم کا یونیورسٹی میں داخلہ لینا“ ——— جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مگر ——— مجھے تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی ——— بس تفریح ہو رہی ہے اگر کوئی چکر ہوتا تو یقیناً ایکسٹو ہمیں ہدایات دیتا“ ——— صفدر نے جواب دیا۔

”میں نہیں مانتی ——— ایکسٹو کو بھلا کیا دلچسپی ہو سکتی ہے کہ وہ یونیورسٹی میں ہمارے داخلے کراتا پھرے“ ——— جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

”بھئی ——— یہ ایکسٹو بھی عجیب شے ہے ——— جب موڈ میں آ جائے تو سب کچھ کر سکتا ہے ——— ویسے میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے“ ——— کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اصل بات یہ ہے ——— کہ مسلسل مجرموں کے خلاف کام کر کے ہمارا حال بھی پولیس والوں کی طرح ہو گیا ہے ——— جو سیدھی سادی بات کو بھی مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں ——— اب دیکھو ——— ہو سکتا ہے ایکسٹو نے واقعی تفریح کے لئے ہمیں وہاں بھیجا ہو ——— مگر ہمیں یقین نہیں آ رہا“ ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویسے ایک بات ہے ——— یونیورسٹی میں داخلے کے بعد ہم سب

اپنے آپ میں نامعلوم سی تبدیلیاں محسوس کر رہے ہیں ــــ مجھے تو یوں لگ رہا ہے ــــ جیسے میں واقعی ایک بے فکرا طالب علم ہوں۔ جسے سوائے پڑھنے، اچھلنے، کودنے اور سیر و تفریح کے اور کوئی فکر ہی نہ ہو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ بات تو ہے ــــ میں خود اپنے آپ کو ترو تازہ محسوس کر رہا ہوں یوں لگتا ہے ــــ جیسے میری اوور ہالنگ ہو گئی ہو" ــــ صفدر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

"ہاں ــــ یہ بات تو ہے ــــ بہرحال جو کچھ ہو گا ــــ سامنے آ ہی جائے گا ــــ فی الحال تو عیش ہیں" ــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سب سے زیادہ خوش تنویر ہے ــــ وہ تو یوں لگتا ہے جیسے اسے زندگی کی منزل مل گئی ہو ــــ ہر وقت دو تین لڑکیاں چمٹائے رکھتا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"مجھے تو یوں لگتا ہے کہ تنویر کو اگر یونیورسٹی سے واپس آنے کا حکم ملا تو وہ انکار کر دے گا" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے ــــ یہ سب کیا دھرا عمران کا ہے ــــ ایکسٹو کو بھی علم نہیں ہے کہ عمران نے کیوں یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے۔ جس طرح ہم سوچ رہے ہیں کہ کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے ــــ اسی طرح ایکسٹو نے بھی سوچا ہو گا ــــ کہ عمران کے داخلے میں کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے ــــ اسی لئے اس نے ہمیں بھی یونیورسٹی میں داخلہ دلا دیا تاکہ اگر

واقعی کوئی چکر ہوا تو وہ ہماری معرفت اس سے آگاہ ہو سکے اور پھر کنٹرول خود سنبھال سکے" ــــ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ تمہاری بات دل کو لگتی ہے ــــ تو پھر ہمیں چاہیئے کہ ہم صرف تفریح ہی نہ کرتے رہیں بلکہ عمران پر بھی نظر رکھیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم عمران کے ہوسٹل جائیں اور باتوں ہی باتوں میں کوشش کریں کہ عمران آخر کس چکر میں ہے" ــــ جولیا نے اچانک کہا۔

"عمران سے اس کی مرضی کے بغیر کوئی بات اگلوا لینا ناممکن ہے۔ اور اگر عمران نے ایکسٹو کو اس چکر کی ہوا نہیں لگنے دی تو ہمیں کیسے پلو پکڑوا سکتا ہے" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"کوشش کر لینے میں ہرج ہی کیا ہے ــــ پھر بھی تو دیکھیں کہ ہوسٹل میں عمران کی مصروفیات کیا ہیں" ــــ جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ دیکھ لیتے ہیں ــــ اور کچھ نہیں تو تفریح ہی سہی" ــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے ــــ ان دونوں کے پاس چونکہ موٹر سائیکل تھے۔ اس لئے جولیا کی کار میں ہوسٹل جانے کا پروگرام بنا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ جولیا کی کار میں بیٹھے ہوئے یونیورسٹی ہوسٹل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد کار ہوسٹل کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ ہوسٹل کی رونق عروج پر تھی۔ ہر طرف لڑکے اور لڑکیوں کی ٹولیاں گھومتی پھر رہی تھیں۔

کیپٹن شکیل نے کار ایک طرف روکی اور پھر سب نیچے اتر آئے۔

"فرمائیے جناب" ——— ہوسٹل کا چوکیدار تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"پرنس آف ڈھمپ کا کمرہ کون سا ہے" ——— شکیل نے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ——— آیئے میں دکھا دیتا ہوں ——— پرنس اس وقت کمرے میں موجود ہیں ——— آیئے" ——— چوکیدار پرنس کا نام سنتے ہی مودب ہو گیا اور وہ سب زیر لب مسکرا دیئے۔

چوکیدار کے انداز سے ہی محسوس ہو رہا تھا کہ عمران کی سخاوت کا شکار ہو چکا ہے۔

اور پھر وہ چوکیدار کی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے ——— راستے میں انہیں اپنے شعبے کے کئی طالب علم ملے اور چونکہ انہیں یونیورسٹی جاتے ہوئے کئی دن ہو چکے تھے۔ اس لئے سب انہیں پہچاننے لگ گئے تھے۔ اس لئے راستے میں ہیلو ہیلو ہوتی گئی۔

"یہ کمرہ ہے جناب ——— اندر پرنس کے مہمان موجود ہیں ——— کیا نام بتاؤں جناب" ——— چوکیدار نے کہا۔

"وہ ہمیں ناموں سے نہیں جانتے ——— ہم خود مل لیں گے" ——— صفدر نے کہا اور پھر دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل اور جولیا نے اس کی پیروی کی۔

عمران بڑے شاہانہ انداز میں ایک آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جوزف اس کے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ جبکہ ارد گرد کی کرسیوں پر یونیورسٹی کے کچھ لڑکے اور لڑکیاں موجود تھے۔ اور وہ سب عمران سے باتیں کرتے ہوئے

بری طرح ہنس رہے تھے۔

ان کے اندر داخل ہوتے ہی وہ یکدم خاموش ہو گئے۔

"کون ہو تم ——— اور بغیر اجازت ہمارے کمرے میں داخل ہونے کی تمہیں جرأت کیسے ہوئی" ——— عمران نے انہیں دیکھتے ہی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرنس ——— ہم یونیورسٹی میں نئے داخل ہوئے ہیں ——— آپ سے ملاقات کی خواہش ہمیں یہاں لے آئی ہے" ——— صفدر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اگر ہم آسمان پر ہوتے تو کیا ہماری ملاقات کی خواہش میں تم وہاں بھی آ جاتے" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن آسمان پر تم پرنس نہ ہوتے ——— ایک روح ہوتے۔ اس لئے وہاں جانے کی ہمیں کوئی خواہش نہ ہوتی" ——— جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا پرنس ——— ہمیں اجازت ——— تم نئے دوستوں سے باتیں کرو" کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لڑکے اور لڑکیاں اٹھ کھڑی ہوئیں اور عمران نے سر ہلا کر انہیں جانے کی اجازت دے دی۔

ان کے اٹھتے ہی تینوں نے کرسیوں پر قبضہ جما لیا۔

"یار ——— اس بیچارے کو کیوں سارا دن کھڑا رکھتے ہو" ——— صفدر نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم ہم سے بے تکلف ہونے کی کوشش مت کرو مسٹر ——— ہمیں یہ باتیں اچھی نہیں لگتیں" ——— عمران نے اسی طرح لہجے کو بارعب بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ـــ تمہاری پرنسی کی ایسی کی تیسی ـــ تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو" ـــ جولیا اس کے انداز سے چڑ گئی۔

"ٹھیک ہے ـــ ٹھیک ہے ـــ تم اپنی صنف کی باتیں کر رہی ہو تم نے پرنس کو بھی مونث بنا دیا اور ایسی تیسی تو ہے ہی مونث" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آخر یہ سب چکر کیا ہے ـــ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ" ـــ کیپٹن شکیل نے قدرے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"چکر ـــ کون سا چکر ـــ ہم تعلیم حاصل کر رہے ہیں ـــ اگر تعلیم کو تم چکر سمجھتے ہو تو اور بات ہے" ـــ عمران بدستور اسی موڈ میں تھا۔

"دیکھو ـــ اگر تم نے سیدھی طرح بات نہیں کی تو میں پوری یونیورسٹی میں تمہاری قلعی کھول دوں گا ـــ صبح نوٹس بورڈ پر تمہارا تمام کچا چٹھا لکھا ہوا موجود ہو گا" ـــ صفدر نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــ تم چٹھے کو پکا کر نوٹس بورڈ پر لگا دینا ـــ کچا ہوا تو معدے کو نقصان دے گا" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر پتہ تو چلے کہ تم نے یونیورسٹی میں داخلہ کیوں لیا ہے" ـــ جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تعلیم حاصل کرنے کے لئے ـــ میری انگریزی کمزور تھی ـــ اس لئے میں نے سوچا۔ انگریزی کو یونیورسٹی کے وٹامن کھلا کر مضبوط بنا لوں" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر تم کہو تو کنگ آف ڈھمپ کو تمہاری تعلیم کے متعلق رپورٹ پہنچا دی جائے"

صفدر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے ان کی اجازت سے یہاں داخلہ لیا ہے" ـــ عمران بدستور ٹھس تھا۔

"یہ کچھ نہیں بتائے گا صفدر ـــ اس کا کوئی اور علاج کرنا پڑے گا اور وہ علاج میں جانتی ہوں" ـــ جولیا غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ میڈیکل شعبے کی طالبہ نظر آتی ہیں ـــ ویسے آپ نے کوئی قبرستان الاٹ کرا لیا ہے محترمہ" ـــ عمران نے اسے مزید چڑاتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ ـــ تم دیکھنا کہ میں تمہارا حشر کیا کرتی ہوں" ـــ جولیا نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"مارشل" ـــ اچانک عمران نے ہانک لگائی۔

"یس باس" ـــ جوزف نے چونک کر کہا۔

"انہیں باہر کا راستہ دکھاؤ ـــ یہ پرنس سے خواہ مخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہیں" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جوزف تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کے تیور واقعی خطرناک معلوم ہو رہے تھے۔

"کک ـــ کیا مطلب ـــ کیا تم ہمیں زبردستی کمرے سے باہر نکالو گے۔" جولیا سمیت صفدر اور کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب ہمارے آرام کا وقت ہے ـــ اس لئے چلتے پھرتے نظر آؤ ـــ ورنہ مارشل اس کام میں بڑا ماہر ہے ـــ اگر تم زندہ نہ جانا چاہو تو تمہاری لاشیں کمرے سے باہر پھینک دے گا" ـــ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران کا اشارہ ملتے ہی جوزف نے دونوں ریوالور نکال لیے۔

"چلو جولیا چلیں" ـــ صفدر نے جولیا کا بازو پکڑتے ہوئے کہا جو غصے کی شدت

سے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

اور پھر وہ تینوں خاموشی سے کمرے سے باہر آ گئے۔ جوزف نے ان کے عقب میں ایک دھماکے سے دروازہ بند کر دیا۔ جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے تھپڑ مار دیا ہو۔

"یہ ہماری بے عزتی ہے ـــــ میں اس کا انتقام لوں گی" ـــــ جولیا نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جذباتی مت بنو ـــــ عمران احمق نہیں ـــــ اگر اس نے ہمارے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا ہے تو ضرور کچھ سوچ کر ہی کیا ہوگا" ـــــ صفدر نے اسے ٹھنڈا کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو ـــــ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا" ـــــ جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر یا شکیل اس کی بات کا جواب دیتے ـــــ اچانک چوکیدار بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا۔

"آپ کو مس شوگی بلا رہی ہیں جناب" ـــــ چوکیدار نے ان کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"مس شوگی ـــــ وہ کون ہے" ـــــ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"پرنس کے ساتھ والے کمرے میں رہتی ہیں جناب ـــــ غیر ملکی طالب علم ہیں" ـــــ چوکیدار نے ان کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا

"اوہ ـــ اچھا ـــ ٹھیک ہے ـــ آؤ جولیا" ـــــ صفدر نے فوری طور پر کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئے۔

عمران کے ساتھ والے کمرے کے دروازے پر ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی کھڑی تھی۔

"ہیلو فرینڈز ـــــ میں نے آپ کو یوں پرنس کے کمرے سے نکلتے دیکھا تو میں نے سوچا کہ یہ بات غلط ہے ـــــ آپ اتنی دور سے انہیں ملنے آئے اور اس نے ملنے سے انکار کر دیا ـــــ میں نے سوچا کہ کہیں آپ پرنس کی طرح سب کو ہی مغرور نہ سمجھ لیں" ـــــ مس شوگی نے ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ ایسی بات نہیں ـــــ ہم بھی یونیورسٹی کے طالب علم ہیں بس پرنس سے ملنے کے لئے آ گئے ـــــ مگر پرنس تو شاید بہت ہی مغرور اور ناک چڑھا ہے" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھئی پرنس جو ہوا ـــــ اگر وہ ایسی حرکتیں نہ کرے تو اسے پرنس کون کہے ـــــ آئیے ـــ اندر آ جائیے" ـــــ شوگی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں کمرے میں داخل ہو گئے۔

کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ـــــ ہوسٹل لائف میں ایک طالب علم کے کمرے کی اس طرح کی سجاوٹ کا شاید انہیں تصور تک نہ تھا۔

"بڑا خوبصورت کمرہ ہے آپ کا" ـــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ـــ بس مجھے شوق ہے کمرہ سجانے کا ـــ تشریف رکھیں" شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تینوں نے کرسیاں سنبھال لیں جبکہ شوگی

بستر پر بیٹھ گئی۔

"کیا پئیں گے آپ" ۔۔۔ شوگی نے پوچھا۔

"اوہ نہیں، نہیں ۔۔۔ شکریہ ۔۔۔ آپ واقعی بڑی خلیق ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ارے ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔۔۔ یہ تو میرا فرض ہے"۔ شوگی نے کہا اور پھر اس نے الماری میں سے شراب کی ایک بوتل اور گلاس نکالے۔

"سوری ۔۔۔ ہم یہ نہیں پیتے" ۔۔۔ صفدر نے شراب دیکھتے ہی کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر آپ تو پئیں گی ۔۔۔ آپ بھی میری طرح غیر ملکی طالبعلم ہیں" ۔۔۔ شوگی نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری ۔۔۔ میں بھی نہیں پیتی" ۔۔۔ جولیا نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ابھی تک عمران کے سلوک پر دل ہی دل میں کھول رہی تھی۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ تو پھر کوکا کولا سے کام چل جائے گا" ۔۔۔ شوگی نے بوتل واپس رکھی اور کمرے کے کونے میں موجود آئس باکس کی طرف بڑھی۔ اس نے اس میں سے کوکا کولا کی بوتلیں نکالیں اور میز پر رکھ دیں۔

"سب سے پہلے تعارف ہو جائے تو بہتر ہے" ۔۔۔ شوگی نے ایک بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام صفدر ہے ۔۔۔ میں کالام یونیورسٹی سے مائیگریشن کرا کر یہاں آیا ہوں ۔۔۔ نفسیات کے شعبے کا طالب علم ہوں ۔۔۔ یہ میرے دوست شکیل ہیں ۔۔۔ یہ بھی میرے ساتھ ہی کالام یونیورسٹی سے آئے ہیں

اور یہ مس جولیانا ہیں ۔۔۔ ان سے یہیں تعارف ہوا ہے" ۔۔۔ صفدر نے سب کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ شاید سوئس ہیں جولیانا" ۔۔۔ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ میرا تعلق سوئٹزرلینڈ سے ہے ۔۔۔ مگر مجھے اس ملک میں آئے کافی عرصہ ہو گیا ہے ۔۔۔ مجھے یہاں کی تہذیب اور کلچر پسند ہے" ۔۔۔ جولیا نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام شوگی ہے ۔۔۔ میرا تعلق مغربی جرمنی سے ہے ۔۔۔ میں یہاں آثار قدیمہ کے شعبے کی طالبہ ہوں ۔۔۔ میں اس ملک کے آثار قدیمہ پر ریسرچ کر رہی ہوں" ۔۔۔ شوگی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ۔۔۔ بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر" ۔۔۔ صفدر نے رسمی فقرہ بولتے ہوئے کہا۔

"ارے چھوڑیں ان رسمی فقروں کو ۔۔۔ یہ تو کاروباری لوگوں کو زیب دیتے ہیں ۔۔۔ ہم تو طالب علم ہیں" ۔۔۔ شوگی نے مترنم ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ نے کب اس یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے" ۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"دو ماہ ہوئے ہیں" ۔۔۔ شوگی نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے ۔۔۔ آپ بھی ہماری طرح نئی ہیں ۔۔۔ بہر حال آپ کے حسن اخلاق کا شکریہ" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے چھوڑو ۔۔۔ یہ تکلفات پرنس کے لئے رہنے دو"۔ شوگی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہم نے تو پرنس کے اخلاق کی بڑی تعریفیں سنی تھیں ۔۔۔ مگر

پرنس تو بڑا بد اخلاق ثابت ہوا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے شوشہ چھوڑتے ہوئے کہا۔

"ہوں ــــ نجانے اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے ــــ میں نے بھی ایک دن بات کرنی چاہی کہ چلو ہمسائے بن ہی گئے ہیں تو اچھے ہمسائے بن جائیں ــــ مگر اس نے تو بات کا جواب دینا بھی گوارا نہ کیا ــــ مغرور نک چڑھا" ــــ شوگی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ــــ کمال ہے ــــ آپ جیسی خوبصورت لڑکی کو اس نے لفٹ نہیں دی ــــ بڑا کور ذوق ہے" ــــ جولیا نے اچانک چہچہاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

اور صفدر اور شکیل نے چونک کر بڑے حیرت بھرے انداز میں جولیا کو دیکھا کہ ابھی چند لمحے پہلے تو وہ عمران پر خار کھا رہی تھی ــــ ابھی یکدم اس کا لہجہ کیسے بدل گیا۔

اور پھر وہ ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے دھیرے سے مسکرا دیئے ــــ وہ سمجھ گئے تھے کہ شوگی کو لفٹ نہ دینے پر جولیا کو خوشی ہوئی ہے۔

"ہوں ــــ مجھے کیا ضرورت ہے کہ اس سے لفٹ مانگتی پھروں ــــ مجھے غصہ آگیا تو مچھر کی طرح مسل دوں گی ــــ میں نے بہت دیکھے ہیں، ایسے پرنس" ــــ شوگی نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے جوزف اندر داخل ہوا اس کا رخ شوگی کی طرف تھا۔

"مس ــــ پرنس کہہ رہے ہیں کہ آہستہ بولیں ــــ آپ کی پہاڑی کوے جیسی آواز سُن کر پرنس کے سر میں درد ہونے لگتا ہے" ــــ جوزف کا لہجہ بھی بڑا تحقیر آمیز تھا۔

"کک ــــ کیا ــــ تمہارے پرنس کی یہ جرأت کہ وہ میری توہین کرے"۔ شوگی غصے سے کانپتی ہوئی کھڑی ہو گئی ــــ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ انتہائی تیزی سے سرہانے کے نیچے گھسا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سب کچھ سمجھتے ــــ ایک دھماکہ ہوا ــــ اور گولی جوزف کے کان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا ــــ اور شوگی کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا ــــ دوسرا دھماکہ جوزف کے ریوالور سے ہوا تھا۔

"یہ گولی تمہارے سینے میں بھی گھس سکتی تھی ــــ مگر پرنس بہت رحمدل ہے ــــ اس بات کو نوٹ کر لو" ــــ جوزف نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

شوگی چند لمحے حیرت اور خفت سے بت بنی کھڑی رہی۔ پھر وہ اچانک اپنی جگہ سے اچھلی اور تیر کی طرح اڑتی ہوئی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

صفدر۔ شکیل اور جولیا بھی اس کے پیچھے لپکے۔

"کھولو ــــ دروازہ کھولو کمینے ــــ بدمعاش ــــ میں تمہارا خون پی جاؤں گی" ــــ شوگی عمران کے کمرے کے بند دروازے پر ہسٹریائی انداز میں مکے برسا رہی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے پورا ہوسٹل وہاں اکٹھا ہو گیا ــــ گولیوں کے دھماکے اور شوگی کے چیخنے نے مقناطیس کا کام کیا تھا۔

"کیا ہوا — کیا ہوا — یہ گولیاں کس نے چلائیں" — تمام نے چیختے ہوئے پوچھا

"ٹھہرو — یہ اس طرح دروازہ نہیں کھولے گا — میں اس کا کمرہ بم سے اڑا دیتی ہوں" — اچانک شوگی تیزی سے پلٹی مگر صفدر نے اچانک اس کے بازو پکڑ لئے۔

"مس شوگی — آپ کو کیا ہو گیا ہے — کچھ اپنی پوزیشن کا خیال کیجیے"۔ صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں — چھوڑ دو مجھے — میں اس سے اپنی توہین کا بھرپور انتقام لوں گی۔ خوفناک انتقام" — شوگی نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

مگر ظاہر ہے گرفت صفدر کی تھی — وہ اتنی آزادی سے کہاں آزاد ہو سکتی تھی۔

اسی لمحے عمران کے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ اور دوسرے لمحے دروازے میں عمران کا مطمئن چہرہ نظر آیا۔

"کیا بات ہے — ہماری عبادت میں خلل ڈالنے کی کس نے جرات کی ہے"۔ عمران نے بڑے باوقار انداز میں کہا۔

"تم — کمینے — بدمعاش — اُلو — میں تمہارا خون پی جاؤں گی"۔

"ارے۔ ارے مس چھوگی — اوہ سوری — مس جوگی — بڑا خوبصورت ہے — آپ کے ملک کا ڈانس — واہ بھئی — واہ — واقعی بڑے پیارے انداز میں ناچ رہی ہیں — ہیئر — ہیئر — گڈ شو"۔ عمران نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

"میں ناچ رہی ہوں — تم میرا مذاق اڑا رہے ہو — تم — تم نہیں جانتے — میں کون ہوں" — شوگی واقعی غصے سے ناچ گئی۔

"کمال ہے — اگر تالیاں بجانے کو آپ مذاق سمجھتی ہیں — تو پھر تو میں واقعی مذاق اڑا رہا ہوں — ارے مس چوگی — آپ جانتی ہیں چوگی کسے کہتے ہیں — ہماری ریاست میں چار سال کی عمر کی بکری کو چوگی کہتے ہیں۔ کمال ہے — آپ کی عمر صرف چار سال ہے — بھئی واہ — واقعی آپ بڑی کمسن ہیں — یہ یونیورسٹی والے بھی پاگل ہیں — کم سے کم آپ کی عمر تو پوچھ لیتے — چوگی کو تو پرائمری سکول میں داخلہ نہیں ملتا"۔

عمران کی زبان چل رہی تھی جبکہ چہرے پر حماقت کا آبشار بہہ رہا تھا۔

اب تو شوگی پر واقعی ہسٹریائی دورہ پڑ گیا۔ اس کے منہ سے کف بہنے لگا اور وہ بری طرح چیخنے لگی — صفدر اسے گھسیٹتا ہوا اس کے کمرے میں لے گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ بہت سے طالب علم کمرے میں گھس گئے ہر طرف چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ مس شوگی کمرے میں پہنچتے ہی بیہوش ہو گئی۔ اور صفدر نے اسے بستر پہ لٹا دیا۔

"آپ سب لوگ باہر جائیں اور تازہ ہوا آنے دیں — فوراً کسی ڈاکٹر کو بلائیں — یہ دورہ خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے" — جولیا نے کمرے میں آنے والے لڑکوں اور لڑکیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب تیزی سے باہر نکل گئے۔

صفدر مس شوگی کو ہوش میں لانے کی کوششوں میں مصروف ہو گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل ایک طرف خاموش کھڑے تھے کہ اچانک جولیا کی نگاہیں کپڑے لٹکانے والی الماری کے نچلے خانے پر جا پڑیں۔ الماری کا ایک پٹ شاید لڑکوں کے اندر آنے کی وجہ سے کھل گیا تھا۔ وہ چند لمحے حیرت بھرے انداز میں دیکھتی رہی پھر تیزی سے الماری کی طرف جھپٹی — الماری کے خانے میں ایک انسانی

پنجہ پڑا ہوا تھا۔ اس انسانی پنجے کی صرف دو انگلیاں تھیں۔ چھوٹی انگلی۔ انگوٹھا اور درمیان کی بڑی انگلی غائب تھی جبکہ دو انگلیاں سیدھی تھیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہاتھ وی کا نشان بنا رہا ہو۔

اسی لمحے دروازے پر آہٹ ہوئی اور جولیا نے پھرتی سے وہ انسانی پنجہ جیب میں ڈال لیا۔ دوسرے لمحے وارڈن ایک ڈاکٹر کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا — مس شوگی کو کیا ہوا" — وارڈن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب — پرنس کے ملازم نے انہیں کوئی سخت بات کہہ دی جس پر یہ اتنے غصے میں آئیں کہ چیختے چیختے بیہوش ہو گئیں" — صفدر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو" — وارڈن نے غور سے صفدر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم بھی یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس ہیں جناب — پرنس سے ملنے آئے تھے کہ مس شوگی نے ہمیں بلا لیا۔ ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ پرنس کا باڈی گارڈ اندر آیا — اس نے مس شوگی کو بڑے توہین آمیز انداز میں خاموش ہونے کے لئے کہا جس پر مس شوگی نے انتہائی غصے کی حالت میں اس پر گولی چلا دی۔ وہ بال بال بچ گیا۔ اس پر پرنس کے باڈی گارڈ نے بھی جواب میں گولی چلائی اور مس شوگی کا پستول ان کے ہاتھ سے دور جا گرا۔ ملازم چلا گیا تو مس شوگی نے جا کر پرنس کے دروازے پر مکے برسانے شروع کر دیئے۔ میں نے بڑی مشکل سے انہیں قابو کیا اور یہ غصے کی شدت سے بیہوش ہو گئیں" — صفدر نے پوری تفصیل سے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ — یہ تو بہت برا ہوا — میں وائس چانسلر سے اس کی شکایت کروں گا" — وارڈن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ غصے کی شدت سے بیہوش ہو گئی ہیں — میں نے انجکشن لگا دیا ہے۔ خطرے کی کوئی بات نہیں — جلد ہی ہوش میں آ جائیں گی" — ڈاکٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب — جب تک یہ ہوش میں نہ آئیں — آپ یہیں ٹھہریں اور سنیں — آپ لوگ اب جا سکتے ہیں" — وارڈن نے ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ صفدر وغیرہ کو ہدایت کر دی۔

"بہتر جناب" — صفدر نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں خاموشی سے باہر آ گئے — عمران کا دروازہ بند تھا۔ جبکہ ہوسٹل میں لڑکے اور لڑکیاں ٹولیوں کی صورت میں کھڑے بڑی متجسس نظروں سے مس شوگی کے کمرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

جیسے ہی یہ تینوں باہر آئے — سب نے انہیں گھیر لیا۔ وہ جھگڑے کی تفصیلات سننا چاہتے تھے۔ صفدر نے مختصر طور پر انہیں واقعات بتائے۔ اور پھر بڑی مشکل سے پیچھا چھڑا کر وہ کار لے کر ہوسٹل سے باہر آ گئے۔

"کمال ہے — اتنا غصہ — یہ مس شوگی تو کوئی پاگل لڑکی ہے" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں — ایک معمولی سی بات پر وہ یوں غصے سے پاگل ہو گئی جیسے جوزف نے اسے گولی مار دی ہو — ویسے ایک بات ہے — مس شوگی نے جس انداز میں پستول نکال کر گولی چلائی — اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے پستول کے استعمال کا وسیع تجربہ ہے" — صفدر نے کہا۔

"یہ کوئی بڑی بات نہیں — غیر ممالک میں لوگ شوقیہ اسلحہ کے استعمال کی ٹریننگ لیتے ہیں" — جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا

"ارے ہاں جولیا —— وہ تم نے الماری سے کیا نکالا تھا"
کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔ جیسے اسے ابھی یاد آیا ہو۔

"یہ دیکھو" —— جولیا نے کہا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر انسانی پنجہ باہر نکال لیا۔

"ارے —— یہ تو اصلی انسانی پنجہ ہے —— مگر یہ مس شوگی کے پاس کہاں سے آیا۔ وہ میڈیکل کی طالبہ تو نہیں ہیں" —— کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بہت پرانا لگ رہا ہے —— شاید کہیں آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران ملا ہوگا" —— صفدر نے کہا۔

"ہاں —— یہی بات ہوگی —— اس نے بتایا تو تھا کہ وہ آثار قدیمہ پر ریسرچ کر رہی ہے" —— کیپٹن شکیل نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے تو کچھ اور ہی چکر معلوم ہوتا ہے" —— جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیسا چکر" —— صفدر اور کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے ایک دفعہ عمران کی زبانی سنا تھا کہ مجرموں کی ایک بین الاقوامی تنظیم انسانی پنجہ جس کی دو انگلیاں وی کی شکل میں اٹھی ہوئی ہوں اپنے مخصوص نشان کے طور پر استعمال کرتی ہیں —— اور یہ پنجہ اس تنظیم کے سربراہوں یا اہم ارکان کے پاس ہوتا ہے" —— جولیا نے جواب دیا۔

"ارے نہیں —— وہی ہماری پولیس والی عادت —— کہ ہر بات کو شک کی نگاہ سے دیکھنا —— بین الاقوامی مجرموں کو بھلا کیا ضرورت ہے کہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ لے کر ہوسٹلوں میں رہیں —— وہاں رہ کر انہوں نے کیا کرنا ہے" —— کیپٹن

شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر بھلا سیکرٹ سروس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ لے" —— جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"بھئی —— ہم تو تفریح کر رہے ہیں —— اور بس —— جیسے ہی کوئی کیس شروع ہوا —— تفریح ختم ہو جائے گی" —— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں لڑنے اور بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے —— ہم یہ پنجہ ایکسٹو کو بھیج دیتے ہیں —— اگر کوئی چکر ہوگا تو خود ہی دیکھ لے گا —— دوسری صورت میں ہم کیوں اپنا دماغ خراب کرتے پھریں" —— صفدر نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

"چلو یہ ٹھیک ہے" —— جولیا اور شکیل نے صفدر کا فیصلہ تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر نے جو کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ کار کا رخ دانش منزل کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا تاکہ پنجہ ایکسٹو کے حوالے کرنے کے بعد ہی جولیا کے فلیٹ پہنچا جائے۔ اس کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی فیصلہ کر لیتا تو پھر اس میں ایک لمحے کی تاخیر بھی اسے گوارا نہ ہوتی تھی۔

عمران نے دوسرے روز بڑے پُرخلوص انداز میں وارڈن کے سا
مس شوگی سے معافی مانگ لی تھی۔ اور مس شوگی نے نہ صرف اسے معا
کر دیا بلکہ اپنے کمرے میں بلا کر اس کی اور جوزف کی چھوٹی سی دعوت بھ
کر ڈالی تھی۔

"پرنس ــــ مجھے افسوس ہے کہ کل رات میں واقعی پاگل ہو گئی تھ
مس شوگی نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے ــــ میں تو سمجھا تھا کہ آپ اداکاری کر رہ
ہیں ــــ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ پاگل ہو گئی ہیں تو میں کب کا یونیورسٹی
سے فرار ہو چکا ہوتا۔ مجھے پاگلوں سے بڑا ڈر لگتا ہے اور خاص طور
پاگل عورتوں سے" ــــ عمران نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے
ہوئے کہا۔ اور مس شوگی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں آپ کی طبیعت سمجھ گئی ہوں پرنس ــــ اس لئے اب بُر
نہیں مانوں گی" ــــ مس شوگی نے کہا۔

"برا بے شک آپ مان جائیں ــــ بس ایک خیال رکھیں ک
پاگل نہ ہوں" ــــ عمران نے بڑے پُرخلوص انداز میں اسے مشورہ دی

ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ــــ اب میں پاگل نہ ہوں گی ــــ ویسے پرنس
آپ کی ریاست کہاں واقع ہے" ــــ مس شوگی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہمالیہ کی ترائی میں ہے" ــــ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے پرنس ــــ ایک مشورہ دوں" ــــ مس شوگی نے اچانک
موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"بشرطیکہ مفت ہو" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"بالکل مفت ــــ آپ سٹوڈنٹس سیاست میں حصہ کیوں نہیں لیتے۔
یقین کریں آپ اس میں بے حد کامیاب رہیں گے" ــــ مس شوگی نے کہا۔

"سٹوڈنٹس سیاست ــــ بھلا کیا بن جاؤں گا" ــــ عمران نے پوچھا۔

"آپ پورے ملک کی سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر بن سکتے ہیں"
مس شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہو گا ــــ میں ایک پرنس ہوں ــــ اور ہو سکتا ہے کہ
والد صاحب کسی بھی وقت فوت ہو کر مجھے کنگ بنا جائیں۔ مجھے بھلا سٹوڈنٹس
کا صدر بننے سے کیا ملے گا۔ پھر تقریریں کرو ــــ ہنگامے کرو ــــ ہڑتالیں
کرو ــــ ملک کو آگ لگاؤ ــــ تب جا کر کامیاب ہو ــــ میں باز آیا
ایسی سیاست سے" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"اسی میں تو لطف ہے ــــ تھرل ہے ــــ ایڈونچر ہے" ــــ مس
شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ ہے تو سہی ــــ مگر..." عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

"چلیں آپ براہ راست نہ آئیں ۔۔۔ فنانس تو کر سکتے ہیں" ۔۔۔ مس شوگی نے پینترا بدلتے ہوئے کہا۔

"فنانس ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔۔ عمران نے واقعی چونکتے ہوئے کہا۔

"راضی مجھے بتا رہا تھا کہ عنقریب حکومت کے خلاف کوئی ہنگامہ ہونے والا ہے ۔۔۔ اور اس کے لئے انہیں رقم کی ضرورت ہے" ۔۔۔ شوگی عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"چندہ کر لیں" ۔۔۔ عمران نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔

"چندے سے بات نہیں بنتی ۔۔۔ ملک گیر ہنگامے چندے سے کام نہیں ہو سکتے" ۔۔۔ مس شوگی نے جواب دیا۔

"تو نہ کریں ہنگامہ ۔۔۔ آخر ہنگامے کی ضرورت ہی کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واہ ۔۔۔ بغیر ہنگاموں کے سٹوڈنٹس سیاست کا کیا لطف ۔۔۔ ہنگامہ تو ہوگا ۔۔۔ اور ضرور ہوگا" ۔۔۔ مس شوگی نے کہا۔

"کتنی رقم کی ضرورت ہو گی اس لطف کے لئے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ۔۔۔ راضی کو پتہ ہو گا ۔۔۔ بہرحال رقم خاصی بڑی ہو گی ۔۔۔ تبھی کام چلے گا" ۔۔۔ شوگی نے کہا۔

"آپ راضی سے اس کی رضا پوچھ لیں ۔۔۔ اگر آپ راضی ہیں تو ہم بھی راضی ۔۔۔ رقم کی کیا پرواہ ہے ۔۔۔ واقعی لطف رہے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہت خوب ۔۔۔ آپ واقعی پرنس ہیں ۔۔۔ میں آج ہی راضی سے

بات کروں گی" ۔۔۔ مس شوگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اور سنو ۔۔۔ اگر اسلحہ وسلحہ چاہیئے تو اس کا انتظام بھی ہو جائے گا ۔۔۔ ہماری ریاست میں بڑا اچھا اسلحہ بنتا ہے اور یہ اسلحہ یہاں منگوانا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں" ۔۔۔ عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"بہت خوب ۔۔۔ یہ تو اور بھی اچھا ہے ۔۔۔ مگر ایک بات ہے پرنس اس بات کا کسی کو پتہ نہ چلے ۔۔۔ ورنہ پھر حکومت حرکت میں آ جائے گی اور سارا لطف کرکرا ہو جائے گا" ۔۔۔ مس شوگی نے بڑے لگاوٹ بھرے انداز میں کہا۔

"ارے یہ بات نہیں ۔۔۔ پرنس کا سینہ رازوں کا مدفن ہے ۔۔۔ ایک بار ہماری ریاست کے کچھ لوگوں نے ہمارے والد کے خلاف بغاوت کرنی چاہی ہمیں پہلے سے علم ہو گیا مگر ہم نے کسی کو نہ بتایا ۔۔۔ چنانچہ بغاوت ہوئی اور زور شور سے ہوئی ۔۔۔ مگر افسوس ہمارے والد صاحب نے بغاوت کو دبا دیا۔ پتہ نہیں کتنا گہرا دبا دیا کہ وہ پھر باہر نہیں آئی" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کمال ہے ۔۔۔ پھر تو آپ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے" ۔۔۔ مس شوگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اعتماد چھوڑ آپ اعتماد الدولہ کر سکتی ہیں ۔۔۔ اچھا اب اجازت ۔۔۔ یونیورسٹی کا ٹائم ہو گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف سمیت باہر نکل گیا۔

عمران کے جاتے ہی شوگی نے بڑی پھرتی سے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری میں سے ٹرانسمیٹر نکالا جو ٹرانزسٹر کی شکل کا تھا اور پھر اس نے مادام ڈی سے رابطہ قائم کیا۔

"ہیلو ــــ شوگی سپیکنگ ــــ اوور" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی شو
مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ــــ وی سپیکنگ ــــ اوور" ــــ دوسری طرف سے مادام
کی آواز اُبھری۔

"مادام ــــ یونیورسٹی میں ریاست ڈھمپ کے شہزادے نے داخلہ ا
اتفاق سے اس کا کمرہ ہوسٹل میں میرے کمرے کے برابر ہے ــــ میں ا
کئی دن سے چیک کر رہی تھی ــــ وہ بے حد احمق اور جذباتی قسم کا نوجوا
اور یونیورسٹی اور ہوسٹل میں بے دریغ دولت لٹا رہا ہے ــــ اوور" ــــ
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر اسے اپنے مشن کے لئے ٹٹولنا تھا ــــ اوور" ــــ مادام وی کی اُ
بھری آواز سنائی دی۔

"مادام ــــ میں نے ابھی ابھی اس سے بات کی ہے ــــ وہ نہ
مشن میں حصہ لینے کے لئے بے قرار ہے ــــ بلکہ فنانس بھی کرے گا اور
کے ساتھ ہی اس نے آفر دی ہے کہ وہ اپنی ریاست سے مطلوبہ اسلحہ بھی منگو
دے سکتا ہے" ــــ اوور" ــــ شوگی نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ پرنس دل سے ہمارے ساتھ شامل ہو جائے گا۔
نہ ہو کہ وہ راز کھول دے ــــ اوور" ــــ مادام وی نے کچھ سوچتے ہوئے
دیا۔

"نہیں مادام ــــ میں نے اسے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ وہ بہ
احمق سا شخص ہے ــــ وہ ہمارے مطلب کا ہے ــــ اوور" ــــ شوگ
یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ اسے ہینڈل کرو ــــ مگر اسے کسی خفیہ اجلاس میں شریک
نہ کرنا ــــ ہم اسے سائیڈ میں رکھیں گے۔ کیونکہ احمق آدمی بعض اوقات نقصان دہ
بھی ثابت ہوتے ہیں ــــ اوور" ــــ وی نے منظوری دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام ــــ ویسے بھی میں نے اسے فنانس کرنے کے لئے منتخب کیا ہے
تاکہ مشن کا مالی بوجھ ہلکا کیا جا سکے ــــ اوور" ــــ شوگی نے کہا۔

"ہاں ــــ ٹھیک ہے ــــ جتنا نچوڑا جا سکے ــــ نچوڑ دو ــــ بس
شروع میں ہاتھ ہلکا رکھنا ــــ اور اگر ہو سکے تو اس کے ساتھ ایسی تصویریں
بنوا لو ــــ جن کی بنا پر اسے بلیک میل کیا جا سکے ــــ اوور" ــــ مادام وی
نے کہا۔

"بہتر مادام ــــ میں اپنے ساتھ ہی تصویریں بنواؤں گی ــــ مجھے یقین ہے
کہ وہ میرے طلسم سے نہیں بچ سکے گا ــــ اوور" ــــ شوگی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ مجھے کوئی اعتراض نہیں ــــ خفیہ کیمرے فٹ کرا دیئے
جائیں گے ــــ اوور" ــــ مادام نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو ــــ مادام ــــ اوور" ــــ شوگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"راضی کے متعلق مزید کوئی رپورٹ ــــ اوور" ــــ مادام وی نے پوچھا

"وہ کام کر رہا ہے مادام ــــ عنقریب فائنل رپورٹ دے گا ــــ پھر
ابتدائی اجلاس ہو گا ــــ اوور" ــــ شوگی نے کہا۔

"ہاں ــــ جلد از جلد ابتدائی اجلاس ہو جانا چاہیئے ــــ باقی سیکشنوں میں
بھی کام ہو رہا ہے ــــ میں جلد از جلد مشن مکمل کرنا چاہتی ہوں ــــ اوور"
مادام وی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ــــ اوور" ــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ مادام وی نے کہا اور شوگی نے رابطہ ختم کر دیا۔

پھر اس نے ٹرانسمیٹر الماری میں رکھا اور یونیورسٹی جانے کے لئے لباس تبدیل کرنے میں مصروف ہو گئی۔

بلیک زیرو انسانی پنجہ ہاتھ میں اٹھائے اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جو جولیا وغیرہ نے اسے ایک روز قبل لا کر دیا تھا۔ میز پر ایک موٹی فائل پڑی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے پنجہ واپس میز پر رکھا اور فائل کھول کر غور سے اسے پڑھنے لگا۔ وہ فائل کے صفحے بار بار پلٹتا اور پھر رک جاتا۔ چند لمحے بغور اس صفحے کو دیکھنے کے بعد دوبارہ صفحے پلٹنا شروع کر دیتا۔

اچانک قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور بلیک زیرو نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کیا ہو رہا ہے ـــــ کالے صفر ـــــ کاش تم سفید ہوتے چاہے صفر ہی ہوتے تاکہ تمہاری کچھ قدر و قیمت تو ہوتی" ـــــ دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــــ عمران صاحب ـــــ آپ کے ہوتے ہوئے بھلا میں کس طرح

سفید صفر ہو سکتا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چوٹ کر گئے ہو پیارے ـــــ سناؤ کیا ہو رہا ہے ـــــ کوئی نئی خبر اوور" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب ـــــ جولیا نے آپ کی یونیورسٹی کے ہوسٹل سے ایک انسانی پنجہ لا کر دیا ہے ـــــ انسانی ہاتھ کا پنجہ جس کا انگوٹھا اور دو انگلیاں کٹی ہوئی ہیں ـــــ دو انگلیاں وی کی صورت میں اوپر کو اٹھی ہوئی ہیں۔ میں نے کراس فائل چیک کی ہے۔ مگر اس میں تو اس کے متعلق کوئی حوالہ نہیں ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"وی کی صورت میں انسانی پنجہ ـــــ ذرا دیکھو کلائی کی جگہ پر ہڈی میں ستاروں کی مانند تین گڑھے ہیں" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ستاروں کی مانند گڑھے" ـــــ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

اور پھر میز پر پڑا ہوا پنجہ اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔

"ارے ہاں ـــــ واقعی تین ستارے نما گڑھے موجود ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ جولیا یہ پنجہ کہاں سے لائی ہے" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"اس نے یہی بتایا تھا کہ وہ آپ کے ہوسٹل گئی تھی ـــــ وہاں آپ کے برابر کوئی غیر ملکی لڑکی شوگی رہتی ہے ـــــ اس کی الماری میں یہ پنجہ موجود تھا" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں سمجھ گیا ـــــ تم جولیا کو کہو کہ آج شام یہ پنجہ وہ واپس اس کمرے میں رکھ آئے ـــــ اس کی عدم موجودگی میں وہ ہوشیار ہو

جائے گی" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"مگر ۔۔۔ اس پنجے کا چکر کیا ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو۔ الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ بین الاقوامی مجرموں کی ایک خوفناک تنظیم کا مخصوص نشان ہے۔ تفصیل کے لئے فائل نمبر بارہ دیکھ لینا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے رسیور رکھا اور پھر تیزی سے اٹھ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ضخیم سی فائل تھی جس کے کونے پر سرخ رنگ سے بارہ کا ہندسہ لکھا ہوا تھا۔

بلیک زیرو نے فائل کھولی اور اس کا انڈکس دیکھنے لگا ۔۔۔ چند لمحوں بعد اسے اس تنظیم کا نام انڈکس میں لکھا ہوا مل گیا۔ اس نے فائل میں درج تفصیلات والا صفحہ نکالا اور غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔

یہ فائلیں عمران کی محنت شاقہ کا نتیجہ تھیں۔ اور عمران نے پوری دنیا میں کام کرنے والی یا سابقہ مجرموں کی تنظیموں کا جس حد تک ہو سکا تھا۔ مکمل ریکارڈ مرتب کیا تھا۔

فائل کے مطابق یہ تنظیم بین الاقوامی نوعیت کی تھی۔ اسے وی گینگ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس تنظیم کی سربراہ کوئی عورت تھی جسے مادام وی کہا جاتا تھا۔ یہ تنظیم ملکوں میں اعلیٰ پیمانے کی تخریبی کارروائیوں میں پوری دنیا میں مشہور تھی اور کئی مضبوط ترین حکومتیں اس کے ہاتھوں تباہ ہو چکی تھیں۔

اس تنظیم کا خاصہ یہ تھا کہ یہ انتہائی ہوشیاری، احتیاط اور خفیہ طور پر کام

کرتی تھی۔ اس کے ایجنٹ بظاہر عام افراد جیسی زندگی گزارتے تھے۔ ان کا پولیس یا سیکرٹ سروس کے پاس کوئی ریکارڈ نہ تھا۔ اور نہ ہی اس تنظیم کے افراد براہ راست تخریب، توڑ پھوڑ یا قتل و غارت میں ملوث ہوتے تھے۔ اور نہ ہی یہ اس کے لئے مقامی غنڈوں کی خدمات حاصل کرتے تھے۔

بلکہ تنظیم کی اعلیٰ کمیٹی بڑی احتیاط سے ایک منصوبہ تیار کرتی اور پھر اس منصوبے پر بڑے خفیہ پیمانے پر کام شروع کر دیا جاتا۔ محسوس یوں ہوتا جیسے یہ سب کچھ عام لوگ کر رہے ہوں۔ مگر آخر میں نتیجہ اس تنظیم کے حسب منشا نکلتا۔

صرف ایک بار مغربی جرمنی میں اس تنظیم کا سراغ ملا تھا اور اس کے کچھ ایجنٹ گرفتار ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے دنیا کو پہلی بار اس تنظیم سے آگاہی ہوئی تھی۔ اس تنظیم کا مخصوص نشان انسانی پنجہ تھا۔ جس کی دو انگلیاں وی کی شکل میں اٹھی ہوئی ہوتی تھیں اور کلائی پر تین ستارے نما گڑھے ہوتے تھے۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ملک میں وی گینگ سرگرم عمل ہے اور ظاہر ہے ان کا مقصد حکومت کا تختہ الٹنا ہے۔ مگر یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ آخر اس تنظیم کے افراد یونیورسٹی ہوسٹلوں میں کیوں مقیم ہیں۔

"بہرحال اسے خوشی تھی کہ عمران کو اس تنظیم کی موجودگی کا سراغ مل گیا ہے اب وہ خود ہی اس سے نپٹ لے گا۔

اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیا سپیکنگ" ۔۔۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"بس سر" ——— جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا ——— دانش منزل سے وہ پنجہ حاصل کر کے واپس اسی جگہ رکھ آؤ ——— جہاں سے تم اسے لے آئی تھیں ——— مگر کسی کو پتہ نہ چلے" ——— بلیک زیرو نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ——— مگر کیا اس پنجے کی کوئی اہمیت ہے" ——— جولیا نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ——— میں دیکھ رہا ہوں کہ کیا اس کی کوئی اہمیت ہے بھی یا نہیں ——— بہرحال تم فوراً پنجہ واپس رکھ آؤ" ——— بلیک زیرو نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے سر ——— میں شام کو پنجہ حاصل کر لوں گی" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"او کے ——— پنجہ تمہیں کانفرنس ہال کی الماری میں رکھا ہوا مل جائے گا" بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر بلیک زیرو نے فائلیں دوبارہ الماری میں رکھیں اور پنجہ اٹھا کر کانفرنس روم میں چلا آیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں پنجہ رکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ دوبارہ اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا۔

جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر سلطان سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"طاہر بول رہا ہوں جناب ——— فرمایئے" ——— بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"طاہر ——— عمران کہاں ہے" ——— سر سلطان نے پوچھا۔

"اس نے آجکل یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہوا ہے ——— اور رہتا بھی ہوسٹل میں ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ہاں ——— مجھے یاد آ گیا ——— ایک بار وائس چانسلر نے مجھ سے پوچھا تھا ——— مگر چکر کیا ہے" ——— سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔ انہیں شاید عمران کے داخلے کے متعلق خیال نہیں رہا تھا۔

"فی الحال تو کوئی چکر نہیں جناب ——— عمران صاحب نے بس تفریحاً داخلہ لیا ہے ——— اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی اس کی دیکھا دیکھی اس تفریح میں شامل ہو گئے ہیں" ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ——— اچھی تفریح ڈھونڈی ہے ——— مگر عمران کی فطرت دیکھتے ہوئے یقین نہیں آتا کہ وہ خالی تفریح کے چکر میں وہاں گیا ہوگا" سر سلطان نے جواب دیا۔

"وہ گیا تو تفریح کے لئے ہے ——— مگر مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی چکر وہاں بھی چل ہی جائے گا" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ——— ظاہر ہے جہاں عمران ہو ——— وہاں چکر کیسے نہ ہو" سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ فرمایئے جناب ——— کیسے یاد کیا" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں ——— ایک مشورہ کرنا تھا عمران سے ——— اس سے جیسے ہی رابطہ قائم ہو ——— اسے میرا یہ پیغام دے دینا کہ وہ مجھ سے

مل لے" ـــــ سرسلطان نے کہا۔

"بہتر جناب ـــــ میں آپ کا پیغام دے دوں گا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا ـــــ خدا حافظ" ـــــ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے بھی رسیور رکھ دیا ـــــ وہ جانتا تھا کہ سرسلطان اہم مسائل میں ہمیشہ عمران سے مشورہ کرتے تھے۔ اس لئے اسے اس بات پر کوئی حیرت نہ ہوئی کہ سرسلطان عمران سے خارجہ مسائل میں مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔
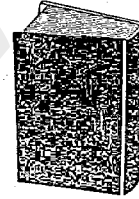
دارالحکومت کے شمال میں واقع ایک مضافاتی کالونی کے آخری سرے پر موجود ایک نئی تعمیر شدہ کوٹھی کے اندرونی حصے میں دس بارہ کاریں اور موٹر سائیکل کھڑے نظر آ رہے تھے۔ عمارت کے سامنے کے رخ پر آرائشی بلبوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔ اور گیٹ پر آرائشی دروازہ نظر آ رہا تھا۔

کوٹھی کے اندر ایک ہال کمرے میں اس وقت تقریباً بیس کے قریب افراد موجود تھے۔ جن میں سے اکثریت نوجوانوں کی تھی۔ وہ سب کرسیوں پر بیٹھے ایک دوسرے سے گپیں مارنے اور کوکا کولا پینے میں مصروف تھے۔

کوٹھی کے برآمدے میں راضی خوبصورت اور جدید تراش کے سوٹ میں ملبوس کھڑا تھا۔ یہ کوٹھی راضی نے حال ہی میں بنوائی تھی اور وہ یہاں اپنے ملازموں کے ساتھ رہتا تھا۔ آج اس نے اپنی سالگرہ منائی تھی۔ اور اس سلسلے میں اپنے مخصوص دوستوں کی دعوت کی تھی۔ ان میں سے کئی دوست خاص طور پر اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے دوسرے شہروں سے آئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ایک کار کوٹھی میں داخل ہوئی اور پورچ کے قریب آ کر رک گئی۔ کار میں سے مس شوگی برآمد ہوئی۔ اور راضی اسے دیکھتے ہی تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

"ہیلو شوگی ـــــ بڑا انتظار کرایا تم نے" ـــــ راضی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ ہاں ـــــ چند منٹ لیٹ ہو گئی ہوں ـــــ کیا سب مہمان آ گئے" ـــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ـــــ بس تمہارا ہی انتظار تھا ـــــ تم اندر چلو ـــــ میں چوکیدار کو گیٹ بند کرنے کی ہدایت کر آؤں" ـــــ راضی نے جواب دیا اور شوگی مسکراتی ہوئی کوٹھی کے اندر داخل ہو گئی۔ جبکہ راضی تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"گیٹ بند کر دو ـــــ اور سنو ـــــ بغیر اجازت کسی کو اندر مت داخل ہونے دینا ـــــ سمجھے" ـــــ راضی نے پٹھان چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ سالا آدمی تو کیا مکھی کا بچہ بھی اندر داخل نہیں ہو گا" ـــــ پٹھان چوکیدار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر گیٹ بند کر دیا۔

راضی سر ہلاتا ہوا واپس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

برآمدے کے قریب پہنچ کر اسے خیال سا آیا اور وہ عمارت کے عقب کی طرف مڑ گیا۔ اس نے عقبی دیوار اور پائیں باغ کا بڑے محتاط انداز میں چکر لگایا۔ جیسے وہ یہاں کسی چھپے ہوئے آدمی کو تلاش کر رہا ہو۔

جب اسے پوری طرح تسلی ہو گئی کہ پائیں باغ میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے تو وہ مڑ کر عمارت کے سامنے رخ پر آیا اور پھر راہداری سے گزرتا ہوا ہال میں آ گیا۔

"آؤ راضی ——— بھئی یہ تمہاری کون سی سالگرہ ہے" ——— ایک نوجوان نے اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال تو پہلی ہی سمجھو ——— کیونکہ زندگی میں پہلی بار سالگرہ منا رہا ہوں" راضی نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور ہال قہقہوں سے گونج اٹھا۔

راضی نے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر پڑے ہوئے کیک کو کاٹا اور اس کے ساتھ ہی سب مہمانوں نے تالیاں بجا کر اسے سالگرہ کی مبارکباد دی۔ اس کے بعد کھانے کا دور شروع ہوا۔ اور چونکہ سب نوجوان تھے۔ اس لئے ایک دوسرے پر خوب فقرے بھی اچھالے گئے اور کھانے پینے کی چیزوں کی چھینا جھپٹی بھی ہوئی۔ سب نے راضی کو تحفے دیئے۔

"اچھا دوستو ——— اب یہ جشن تو اختتام کو پہنچا ——— اس لئے اب ذرا سنجیدگی سے کچھ باتیں ہو جائیں" ——— راضی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ——— شادی کا اعلان کرنے والے ہو" ——— ایک نوجوان نے معنی خیز نظروں سے مس شوگی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں ——— مجھ غریب سے کس نے شادی کرنی ہے" ——— راضی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو اس کے سوا سنجیدہ بات اور کون سی ہو سکتی ہے" ——— ایک اور نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دوستو ——— بات یہ ہے کہ میں نے اپنے دوستوں سمیت اقتدار میں آنے کا ایک منصوبہ بنایا ہے ——— اگر سب ساتھی بھرپور ساتھ دیں تو اس منصوبے کو کامیاب بنایا جا سکتا ہے" ——— راضی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اقتدار میں آنے کا ——— کون سے اقتدار کی بات کر رہے ہو" ——— ایک نوجوان نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"ملکی اقتدار کی بات کر رہا ہوں ——— دوستو ——— بات یہ ہے کہ میں کافی عرصے سے سوچ رہا ہوں کہ ہمارے ملک کے سیاستدانوں نے اس ملک کو ترقی پر لے جانے کی بجائے تنزلی کی طرف ہی دھکیلا ہے۔ یہ لوگ بوڑھے ہونے کی وجہ سے مصلحت اندیش بن گئے ہیں۔ اور مصلحتوں کو دیکھ دیکھ کر بجائے آگے بڑھنے کے سمٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے میرا یہ یقین ہے کہ اگر ملک کی باگ ڈور نوجوان طبقہ سنبھال لے تو اس ملک کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لایا جا سکتا ہے" ——— راضی نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات تو بالکل درست ہے ——— نوجوان نسل وہ کام کر سکتی ہے جس کا یہ بوڑھے تصور بھی نہیں کر سکتے ——— مگر"... ایک نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر کا جواب میرے پاس ہے ——— بشرطیکہ آپ سب دوست

پورے خلوص اور مکمل رازداری کا حلف اٹھا کر میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو" راضی نے جواب دیا۔

پورے ہال پر گھمبیر سنجیدگی طاری ہو گئی ـــــ بات کی نزاکت کا سب کو اچھی طرح احساس تھا۔

"دوستو ـــــ آپ سب لوگ سٹوڈنٹس سیاست کے اہم ستون ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس وقت حکومت کے خلاف اگر کوئی تحریک چلائی جا سکتی ہے تو صرف طلبا ہی ایسا کر سکتے ہیں ـــــ اگر آپ سب لوگ مکمل حمایت کا وعدہ کریں تو ہم اس ملک کی باگ ڈور سنبھال سکتے ہیں" ـــــ راضی نے کہا۔

"راضی ـــــ تمہیں احساس ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو" ـــــ ایک نوجوان نے اٹھ کر انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں ـــــ پوری طرح سوچ سمجھ کر اور انتہائی ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں ـــــ اور سالگرہ کا جشن تو صرف ایک آڑ لے کر منایا گیا ہے ورنہ میں دراصل آپ لوگوں سے اس موضوع پر بات کرنا چاہتا تھا" ـــــ راضی نے جواب دیا۔

"بھئی ـــــ راضی کے متعلق ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ بے حد ذمہ دار شخص ہے ـــــ اس لئے جہاں تک میرا تعلق ہے ـــــ میں راضی کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلاتا ہوں" ـــــ ایک نوجوان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اس کے بات کرتے ہی باری باری دوسروں نے بھی راضی کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

"تو دوستو ـــــ مجھے خوشی ہے کہ آپ سب نے انتہائی ذمہ داری

سمجھ بوجھ سے کام لیا ہے ـــــ مگر چونکہ یہ انتہائی اہم اور نازک مسئلہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم سب اپنی مقدس کتاب پر ہاتھ رکھ کر اس بات کا عہد کریں کہ اس سلسلے میں مکمل رازداری اور تعاون کیا جائے گا۔ اور کسی قیمت پر اس مشن سے غداری نہ کی جائے گی ـــــ میں آپ سب کو یقین دلاتا ہوں کہ جلد ہی ہم سب ملک کے اہم عہدوں پر قابض ہو جائیں گے" ـــــ راضی نے تجویز پیش کی اور سب نے اس کی تائید کی۔

چنانچہ راضی نے میز کی دراز کھول کر مقدس کتاب نکال کر میز پر رکھی۔ اور سب سے پہلے اس پر ہاتھ رکھ کر بلند آواز سے عہد کیا۔

پھر باری باری سب نے مقدس کتاب پر ہاتھ رکھ کر عہد کو دوہرایا۔ مس شوگی کے لئے ان کی مقدس کتاب مہیا کی گئی اور اس نے بھی اپنی مقدس کتاب پر ہاتھ رکھ کر عہد کو دوہرایا۔

"تو دوستو ـــــ اب میری بات غور سے سنو ـــــ میں نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ ہم حکومت کے خلاف تحریک چلائیں گے ـــــ توڑ پھوڑ اور تخریبی تحریک ـــــ یہ تحریک پورے ملک کے طلبا بیک وقت چلائیں گے۔ اور جب حکومت ہماری تحریک کے سامنے بے بس ہو جائے گی تو ہم منصوبے کے مطابق صدارتی محل پر قبضہ کر لیں گے ـــــ اور تمام سیاسی عہدیداروں کو گرفتار کر کے انہیں گولی مار دی جائے گی ـــــ اور ہم خود اقتدار پر آ جائیں گے" راضی نے کہا۔

"مگر راضی ـــــ تمہارے اس منصوبے کو عملی جامہ کس طرح پہنایا جائے گا" ـــــ فوج ہمارا ساتھ نہیں دے گی ـــــ اور عوام ـــــ انہیں کس طرح قابو کیا جائے گا" ـــــ ایک نوجوان نے کہا۔

"اور پھر سرمایہ کہاں سے آئے گا" ۔۔۔ ایک اور نوجوان نے اعتراض
کرتے ہوئے کہا۔
"اور اہم بات یہ کہ تحریک آخر کس طرح کامیاب کی جائے گی" ۔۔۔ ایک
نے کہا۔
راضی سب کی باتیں خاموشی سے سنتا رہا ۔۔۔ جب سب خاموش ہو گئے
تو اس نے کھڑے ہو کر کہا۔
"دوستو ۔۔۔ اس بارے میں سوچ بچار ہو چکا ہے ۔۔۔ جہاں تک
سرمایہ کا تعلق ہے ۔۔۔ ہماری یونیورسٹی میں داخل ہونے والا ایک ریاست
کا شہزادہ اس بارے میں مکمل امداد کرے گا ۔۔۔ اس کا مطالبہ صرف
اتنا ہے کہ ہم برسر اقتدار آ کر اس کے باپ کو معزول کر کے اسے بادشاہ نامزد
کر دیں۔ کیونکہ اس کا باپ اس کے بڑے بھائی کو اپنی جگہ بادشاہ بنانا چاہتا ہے
اور یہ ہمارے لئے اس وقت کوئی مسئلہ نہ ہوگا۔"
"بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ مسئلہ تو واقعی حل ہو گیا" ۔۔۔ سب نے
پُرزور انداز میں تائید کرتے ہوئے کہا۔
"اب رہا یہ سوال ۔۔۔ کہ فوج کیا کرے گی ۔۔۔ تو دوستو ۔۔۔ ہمارے
ملک کی تاریخ گواہ ہے کہ ہماری فوج نے کبھی ملکی معاملات میں دخل اندازی
نہیں کی ۔۔۔ اس لئے اس بار بھی ان کی دخل اندازی کا کوئی جواز نہیں
ہے ۔۔۔ بفرض محال ایسا ہوا بھی تو ہمارے والدین اور رشتہ دار فوج
میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ۔۔۔ ہم انہیں اوپر لے آئیں گے۔ ظاہر ہے
وہ یقیناً ہمارا ساتھ دیں گے" ۔۔۔ راضی نے جواب دیا۔
"بالکل درست ہے ۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے" ۔۔۔ سب نے

اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔
"اور جہاں تک عوام کا تعلق ہے ۔۔۔ عوام کو دل خوش کن وعدوں سے
ٹالا جا سکتا ہے ۔۔۔ عوام کی نفسیات ہے کہ وہ اس قسم کے دعووں پر فوراً
بھروسہ کر لیتے ہیں" ۔۔۔ راضی نے جواب دیا۔
"بہت خوب ۔۔۔ بہت خوب" ۔۔۔ سب نے ایک بار پھر تائید کی۔
"اور رہا یہ سوال ۔۔۔ کہ تحریک کیسے کامیاب ہو گی ۔۔۔ تو اس سلسلے میں
میں نے ایک منصوبہ بنایا ہے کہ ہم طالب علموں کا ایک بہت بڑا جلسہ کریں گے۔
اور پھر ہمارے آدمی پولیس کی وردیوں میں اس جلسہ گاہ کا انتظام کرنے والی پولیس
میں شامل ہو جائیں گے ۔۔۔ یہ لوگ ہمارا اشارہ ملتے ہی فائرنگ کھول
دیں گے۔ اور دو تین عام سے طالب علموں کو ہلاک کر دیں گے۔ ان طالب علموں
کی لاشوں کو بنیاد بنا کر ہم تحریک کا اعلان کر دیں گے ۔۔۔ اور پھر ہمارے آدمی
ہر مقام پر یہی ڈرامہ دوہرائیں گے ۔۔۔ جس کا نتیجہ آپ جانتے ہی ہیں کیا ہوگا۔
اس طرح عوام بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ کیونکہ نوجوانوں کی ہلاکت
پورے ملک کا ایک جذباتی مسئلہ بن جائے گا" ۔۔۔ راضی نے شیطانی
تجویز پیش کرتے ہوئے کہا
"اوہ ۔۔۔ واقعی بے حد اچھا اور قابل عمل منصوبہ ہے ۔۔۔ اگر ایسا
ہو جائے تو ہماری کامیابی یقینی ہے" ۔۔۔ شوگی نے فوری طور پر کہا۔
اور پھر باقی سب بھی آہستہ آہستہ اس تجویز پر رضا مند ہو گئے۔
"راضی ۔۔۔ کیا تم میری ایک بات کا صحیح صحیح جواب دو گے"
اچانک ایک لڑکے نے کھڑے ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ہاں ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ کیوں نہیں" ۔۔۔ راضی نے چونکتے ہوئے کہا

اور باقی سب افراد کی نظریں بھی اس لڑکے پر جم گیئں ۔

" تمہارا یہ منصوبہ کسی غیر ملکی طاقت کے اشارے پر کام تو نہیں کر رہا" ۔۔۔ نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا ۔

" غیر ملکی طاقت " ۔۔۔ راضی نے جھجکتے ہوئے کہا " کیا مطلب ۔ سمجھا نہیں " ۔۔۔ اس نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے فقرہ مکمل کیا

" دیکھو راضی ۔۔۔ میں تمہیں کافی عرصے سے جانتا ہوں ۔۔۔ آج پہلے تم نے ملکی سیاست میں کبھی ٹانگ نہیں اڑائی ۔۔۔ بلکہ جہاں تک میں ہوں ۔۔۔ تم ملکی سیاست میں ملوث ہونا پسند ہی نہیں کرتے تھے ۔ مگر آ لے یکایک اتنا خوفناک اور اہم منصوبہ بنا لیا ۔ اس لئے میں جاننا چاہتا ہوں تمہاری اس ذہنی کایا پلٹ میں کون سے عناصر کار فرما ہیں " ۔۔۔ اس لڑکے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" تمہاری بات درست ہے طاہر ۔۔۔ پچھلے کئی ماہ سے بس مجھے احساس ہونے لگا ہے کہ ہمارا ملک بجائے ترقی کرنے کے اور زیادہ تنزلی کی طرف رہا ہے ۔ چنانچہ فطری طور پر میں نے اس کا تجزیہ کرنا شروع کر دیا ۔۔۔ آخر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس ملک کی قیادت کو گرم اور نئے خون کی ضرورت راضی نے پس منظر بتاتے ہوئے کہا ۔

مس شوگی کی نظریں اس نوجوان پر جمی ہوئی تھیں جس نے یہ بات کی تھی سمجھ گئی کہ اعتراض کرنے والا نوجوان کچھ ضرورت سے زیادہ ذہین ہے اور کی ذہانت شوگی کے نظریئے کے مطابق خطرناک بھی ہو سکتی تھی ۔ اس لئے نے دل ہی دل میں اس نوجوان کے متعلق ایک فیصلہ کر لیا ۔

" ایسا نہ ہو راضی ۔۔۔ کہ جب ہمارا مشن کامیاب ہونے کے قریب

تو کوئی غیر ملکی طاقت درمیان میں کود پڑے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں " ۔۔۔ ایک اور نوجوان نے کہا ۔

" اگر ہمارے درمیان مکمل رازداری رہی تو ایسا نہیں ہوگا ۔ دراصل ہماری تحریک پر کسی کو یہ شبہ نہ ہو سکے گا کہ ہم اس کا انجام کس طور پہ کریں گے ۔ دنیا کے ہر ملک میں طلباء تحریکیں چلتی رہتی ہیں ۔ مگر آج تک ایسا نہیں ہوا کہ طلباء نے تحریک چلا کر اقتدار پر قبضہ کر لیا ہو ۔ اس لئے ظاہر ہے کسی کو اس بات کا خیال نہیں آئے گا ۔۔۔ اور ہم اچانک اپنے نقطۂ نظر کے مطابق تحریک کو موڑ کر اقتدار پہ قبضہ کر لیں گے ۔۔۔ اور ظاہر ہے قبضہ کے بعد کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا " ۔۔۔ راضی نے جواب دیا ۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ ہم مطمئن ہیں ۔۔۔ اب ہمیں بتاؤ کہ اس سلسلے میں عملی اقدام کب کیا جائے گا " ۔۔۔ بیشتر لڑکوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" دیکھو دوستو ۔۔۔ یہ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے ۔۔۔ اگر حکومت کو ہمارے اس مشن کی بھنک بھی مل گئی تو ہم سب ہمیشہ کے لئے جیلوں میں سڑتے رہیں گے ۔۔۔ اس لئے جو کچھ بھی کیا جائے گا ۔۔۔ انتہائی سوچ سمجھ کر کیا جائے گا ۔۔۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جب اس تحریک کا آغاز ہو تو پھر یہ درمیان میں رکے نہیں ۔۔۔ اس لئے فی الحال آپ لوگوں کا یہ کام ہو گا کہ اپنے اپنے حلقوں سے ایسے نوجوانوں کو منتخب کریں جو اس مشن میں ہمارا ہاتھ بٹا سکیں ۔۔۔ مگر انہیں اصل مشن کی ہوا تک نہیں لگنی چاہیئے ۔ اس دوران میں کچھ ضروری اقدامات کر لوں گا ۔ اور پھر ہم ایک آخری میٹنگ بلا کر عملی اقدامات کے بارے میں فیصلہ کر لیں گے " ۔۔۔ راضی نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا ۔

" درست ہے ۔۔۔ ہم سب اس میٹنگ کا شدت سے انتظار کریں گے ۔

سب نوجوانوں نے بیک زبان ہو کر کہا۔ اور راضی نے میٹنگ برخواست ہونے کا اعلان کر دیا۔

اور پھر سوائے مس شوگی کے سب باری باری راضی سے ہاتھ ملا ملا کر باہر نکل گئے۔

"جب کوٹھی خالی ہو گئی تو شوگی نے راضی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے بہت اچھا کام کیا ہے راضی —— مجھے بہت خوشی ہوئی ہے بہرحال تم میں بہت صلاحیتیں ہیں" —— شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا

"ابھی آگے آگے دیکھنا مس شوگی —— کہ میں کیا کرتا ہوں —— ایسے تو مجھے یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا صدر اور سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جنرل سیکرٹری منتخب نہیں کیا گیا!" —— راضی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اور تو سب ٹھیک ہے راضی —— البتہ مجھے اس نوجوان طاہر سے خطرہ ہے —— وہ خطرناک حد تک ذہین معلوم ہوتا ہے —— اگر اس کانٹا ہمیشہ کے لئے نکال دیا جائے تو میرا خیال ہے زیادہ بہتر ہوگا" —— نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے —— خدا کے لئے ایسا نہ کرنا —— تم ہم نوجوانوں کی نفسیات سے واقف نہیں ہو —— اگر طاہر کو اچانک کچھ ہو گیا تو ہم سب کے ذہن میں بہت سے سوال پیدا ہو جائیں گے —— اور معاملہ ضرورت سے زیادہ بگڑ جائے گا" —— راضی نے کہا۔

"چلو —— وہی حربہ اس پر استعمال کر دیں گے —— جو تم پر استعمال کیا گیا تھا" —— شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں —— وہ نوجوان ملک سے بہت زیادہ مخلص ہے ——

اسے ذرا سا بھی احساس ہو گیا کہ اس مشن کی پشت پر غیر ملکی ہاتھ ہے تو وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرے گا" —— راضی نے جواب دیا۔

"پھر تم ہی کوئی تجویز بتاؤ —— جس سے اس کی طرف سے ہمیں اطمینان ہو جائے" —— شوگی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو —— میں اسے سنبھال لوں گا —— وہ ہمارے لئے خطرہ نہ بنے گا —— بس تم یہ بتاؤ کہ اب ہمارا آئندہ کیا اقدام ہوگا" —— راضی نے پوچھا۔

"آئندہ اقدام کے متعلق جلد ہی فیصلہ ہو جائے گا —— پھر تمہیں بتا دیا جائے گا" —— شوگی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا شوگی —— کہ آج کی رات تم یہیں رہ جاؤ" —— راضی نے پرہوس لہجے میں کہا۔

"نہیں —— ابھی نہیں —— میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ جب مشن مکمل ہو جائے گا —— تو تمہاری ہر خواہش پوری ہو جائے گی مگر ابھی نہیں" —— شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے چلتی ہوئی ہال کمرے سے باہر نکل گئی۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوسٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا ——— اسے ابھی ابھی معلوم ہوا تھا کہ مس شوگی سٹوڈنٹس یونین کے صدر راضی کی سالگرہ پر گئی ہے۔ اس لئے وہ جلد از جلد اس کے کمرے میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ چونکہ اس وقت یونیورسٹی ٹائم تھا۔ اس لئے ہوسٹل میں سوائے چوکیدار کے اور کوئی نہ تھا۔ سب کمرے خالی پڑے ہوئے تھے ——— جوزف بھی عمران کے پیچھے تھا۔

جیسے ہی عمران ہوسٹل کے گیٹ میں داخل ہونے لگا۔ چوکیدار نے آگے بڑھ کر حسب عادت بڑے مودبانہ انداز میں جھک کر سلام کیا۔

"سنو ——— میرا دل ہنٹر بیف کھانے کو چاہ رہا ہے" ——— عمران نے جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر چوکیدار کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"جناب ——— میں ابھی شہر سے جا کر لے آتا ہوں ——— کتنا ہو" ——— چوکیدار نے پوچھا۔

"بس ——— دس روپے کا لے آؤ ——— باقی تم رکھ لینا" ——— عمران نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔ اور چوکیدار کی باچھیں پھیل کر کانوں سے جا لگیں۔

"بہتر جناب ——— بس آپ کو کم از کم ایک گھنٹہ انتظار کرنا پڑے گا" ——— چوکیدار نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ——— ہنٹر بیف کے لئے میں ساری عمر تمہارا انتظار کر سکتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جوزف ——— تم یہیں گیٹ پر ٹھہرو ——— جب تک میں اشارہ نہ کروں کسی کو اندر نہ داخل ہونے دینا" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف تیزی سے مڑ کر گیٹ پر جم گیا۔

عمران سیدھا مس شوگی کے کمرے کی طرف بڑھا ——— اس نے جیب سے ایک باریک مگر مضبوط سی تار نکالی۔ اور چند لمحوں کی کوششوں کے بعد دروازے کا مضبوط قفل کھلتا چلا گیا۔ عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

اور پھر اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس کے ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ مگر الماری کے ایک خانے میں پڑے ہوئے اس پنجے کے علاوہ اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ عمران نے ٹرانسسٹر اٹھا کر اسے غور سے دیکھا مگر وہ ہر طرف سے ٹرانسسٹر ہی تھا اس نے پشت کی طرف سے اسے کھول کر دیکھا مگر وہ واقعی ٹرانسسٹر تھا۔ عمران نے اسے واپس رکھ دیا۔

پورے کمرے کی تلاشی لینے کے باوجود عمران کو وہاں سے اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی تو اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا۔ جس کی پشت پر ٹیپ چپکا ہوا تھا۔ اس ٹیپ کی مدد سے اس نے وہ بٹن شوگی کے پلنگ کے نچلے حصے پر چپکا دیا۔ اور پھر کمرے کی ہر چیز کو اسی طرح اسی جگہ رکھ کے وہ باہر آ گیا۔ اس نے اس ماہرانہ انداز میں کمرے کی تلاشی لی تھی کہ اندر داخل ہونے والے کو اس امر کا احساس بھی نہ ہو سکتا تھا۔

دروازے کا قفل لگا کر اس نے جوزف کو ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا اور اپنے

کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جوزف گیٹ چھوڑ کر کمرے میں آ گیا۔

عمران نے کونے میں پڑا ہوا ایک بیگ اٹھایا —— اور پھر اس کے ایک خفیہ خانے میں سے ایک جدید ترین وائرلیس ٹیپ ریکارڈر نکال کر اس کا بٹن آن کیا اور ٹیپ ریکارڈر کو اپنے پلنگ کی سائیڈ میں بنے ہوئے خانے میں رکھا

"جوزف —— تم یہیں کمرے میں ٹھہرو —— میں شام کو آؤں گا" —— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جوزف نے سر ہلا دیا۔

عمران کمرے سے باہر نکلا اور پھر سائیڈ دروازے سے ہوتا ہوا ہوسٹل کی پارکنگ میں پہنچ گیا۔ یہاں اس کی خوبصورت کار موجود تھی جس پر ریاست ڈھمپ کا جھنڈا اور مخصوص نشان موجود تھا۔

عمران نے کار سٹارٹ کی اور پھر وہ خاصی تیز رفتاری سے اسے دوڑاتا ہوا مین روڈ پر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ گئی عمران نے نیچے اتر کر دانش منزل کا گیٹ کھولا اور پھر کار کو اندر لے گیا۔ جیسے ہی اس نے کار پورچ میں کھڑی کی۔ بلیک زیرو اپنے مخصوص کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ گیا۔

"ہیلو عمران صاحب —— آج کیسے ادھر بھول پڑے" —— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار —— میں نے سوچا —— کہیں تم اکیلے رہتے رہتے اداس نہ ہو گئے ہو —— اس لئے تمہارا پتہ کرنے آیا ہوں" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بہت بہت شکریہ —— واقعی کوئی کیس نہ ہونے کی وجہ سے میں بور

ہو گیا ہوں" —— بلیک زیرو نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے لئے کیسوں کی کمی ہے بلیک زیرو —— بس فرق یہ ہے کہ یہاں بورڈ لگوا دو —— لیڈی ڈاکٹر بلیکی زیرو —— اور بس کیس ہی کیس آنے شروع ہو جائیں گے" —— عمران نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"وہ سر سلطان کا فون آیا تھا —— کوئی مشورہ کرنا چاہتے ہیں آپ سے" بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا —— مگر اب میں نے مفت مشورے دینے بند کر دیئے ہیں —— بڑی مہنگائی ہو گئی ہے" —— عمران نے مخصوص انداز میں کہا اور مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

"عمران صاحب —— وہ مادام وی کے کیس کا کیا ہوا —— جولیا نے تو پنجہ واپس کر دیا تھا" —— بلیک زیرو نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا

"ہاں —— میں نے دیکھا ہے —— فی الحال میں نے رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے —— آگے دیکھو کیا ہوتا ہے" —— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر عمران صاحب —— آخر مادام وی کا ہمارے ملک میں مشن کیا ہو گا" بلیک زیرو نے بھی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"وہی —— حکومت کا تختہ الٹنا اور پھر سیدھا کر کے خود بیٹھ جانا" عمران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"مگر یوں سٹوڈنٹس ہوسٹل میں پنجہ رکھ کر تو حکومت کا تختہ نہیں الٹا جا سکتا" بلیک زیرو نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ تعلیمی تختہ الٹنا چاہتے ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ——— عمران بول رہا ہوں" ——— عمران نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب ——— آپ نے تو مجھے بھلا ہی دیا ہے" —— دوسری طرف سے ٹائیگر کی شکر بھری آواز سنائی دی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ٹائیگر ——— بس تمہاری ضرورت ہی نہیں پڑی" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ٹائیگر سے وہ ہمیشہ سنجیدہ لہجے میں بات کرتا تھا۔

"سر ——— کوئی نہ کوئی ضرورت نکال لیا کریں ——— خالی بیٹھے بیٹھے تو مجھے زنگ لگتا جا رہا ہے" —— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ارے واقعی ——— میں تو سمجھا تھا تم سٹین لیس کے ہو تمہیں زنگ نہیں لگتا ——— مگر شاید دیسی ساخت کا سٹین لیس ہو" ——— عمران کا ذہن پٹڑی سے اترنا شروع ہو گیا" ——— اور دوسری طرف سے ٹائیگر کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر ——— ! تمہارے ذمہ ایک کام لگاتا ہوں ——— مگر کام انتہائی ہوشیاری سے کرنا ہو گا" ——— اچانک عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ فرمایئے جناب ——— آپ کبھی ٹائیگر کو غافل نہیں پائیں گے" ٹائیگر بھی جواب میں سنجیدہ ہو گیا۔

"یونیورسٹی کی سٹوڈنٹس یونین کا ایک لڑکا راضی ہے ——— تم نے اس کی نگرانی کرنی ہے۔ خاص طور پر یونیورسٹی کے بعد کی مصروفیات چیک کرنی ہیں۔ مگر کام اس طرح ہونا چاہیئے کہ اسے قطعی احساس نہ ہو" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس نے نیو ٹاؤن میں نئی کوٹھی بنوائی ہے۔ وہ آجکل وہیں رہ رہا ہے۔ کوٹھی کا نمبر گیارہ ہے۔ ——— آج شاید وہاں وہ اپنی سالگرہ کا جشن منا رہا ہے۔ مجھے اس فنکشن کی بھی مکمل رپورٹ چاہیئے ——— بی۔ ٹی کے ٹرانسمیٹر پر تم رپورٹ دے سکتے ہو" ——— عمران نے کہا۔

"بہتر جناب" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"تو کیا واقعی ——— تعلیمی تختہ الٹا ہو رہا ہے" ——— بلیک زیرو نے عمران کے ریسیور رکھتے ہی پوچھا۔

"نہیں بلیک زیرو ——— مادام دی گینگ چھوٹے چھوٹے کاموں میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ اس لیے ان کا مشن تو واقعی خطرناک ہو گا مگر طریقہ کار کیا ہو گا میں اسی کا پتہ چلانا چاہتا ہوں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ——— جب اس کے ایک ایجنٹ کا پتہ چل گیا ہے تو کیوں نہ اسے اغوا کر کے دانش منزل لے آیا جائے اور اسی سے تمام تفصیلات حاصل کر لی جائیں" ——— بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تمہارا دماغ بھی تھانیداروں کی طرح کام کرتا ہے کہ تشدد کرو اور مسئلہ حل۔ بلیک زیرو ——— مادام دی کوئی چھوٹی موٹی تنظیم نہیں ——— مس شوگی جیسے جانے کتنے ایجنٹ ہمارے ملک میں کام کر رہے ہیں ——— مس شوگی کی گرفتاری سے صرف اتنا ہو گا کہ وہ چوکنے ہو جائیں گے اور مس شوگی سے رابطہ ختم کر دیں گے اور ہم مکمل اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارتے رہ جائیں گے" ——— عمران نے

طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے مس شوگی مادام وی کے متعلق جانتی ہو" ___ بلیک زیرو نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ___ مادام وی کا طریقہ کار ایسا ہے کہ وہ کبھی سامنے نہیں آتی۔ بس کہیں بیٹھی اپنے مہروں کو چلاتی رہتی ہے۔ ویسے یہ بات یقینی ہے کہ مادام وی اس وقت ہمارے ملک میں موجود ہے" ___ عمران نے کہا۔

"یہ اندازہ آپ نے کیسے لگا لیا" ___ بلیک زیرو نے یوں پوچھا جیسے بچہ اپنے استاد سے سوال کرتا ہے۔

"اس لئے کہ شوگی کا رابطہ یقیناً اس سے ٹرانسمیٹر پر ہوگا اور اگر ملک سے باہر کی کال ہوتی تو اب تک ہمارا ٹرانسمیٹر سیکشن اسے کیچ کر چکا ہوتا" ___ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ___ ٹھیک ہے ___ سمجھ گیا ___ اب میں بھی اندازہ لگا سکتا ہوں کہ مادام وی یقیناً دارالحکومت میں موجود ہوگی" ___ بلیک زیرو نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں ___ اب تمہاری حس اندازہ کام کرنے لگی ہے۔ بس میں اسی مادام پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد اس کے ایجنٹوں کی گرفتاری کوئی مسئلہ نہ ہوگی" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور مادام وی کا کیسے پتہ چلے گا" ___ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یار تم نے تو آتے ہی میرا انٹرویو لینا شروع کر دیا ___ اگر انٹرویو میں پاس ہو جاتا تو یہی جاسوسی رہ گئی تھی کرنے کے لئے ___ کہیں نائب تحصیلدار بن کر بیٹھے ہوئے راج کرتے" ___ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا مقصد تھا کہ اگر کوئی لائن آف ایکشن مل جاتی تو میں سیکرٹ سروس کو اس کام پر لگا دیتا" ___ بلیک زیرو نے کہا۔

"لائن آف ایکشن ڈھونڈ کر میں دوں اور سیکرٹ سروس ریس لگا کر اس کیس کا سہرا اپنے سر باندھ لے ___ یہ نہیں ہو سکتا ___ لائن آف ایکشن میں ڈھونڈوں گا تو سہرا بھی میں ہی باندھوں گا ___ کم سے کم والد صاحب کی حسرت تو پوری ہو جائے گی" ___ عمران نے کہا۔

"چلیں آپ ہی سہرا باندھ لیں ___ سیکرٹ سروس بیچاری کنواری رہ جائیگی تو کوئی بات نہیں" ___ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ ___ تمہارے ہوتے کیسے کنواری رہ جائے گی" ___ عمران نے کہا۔

"میں تو ویسے بھی زیرو ہوں اور وہ بھی بلیک" ___ بلیک زیرو بھی مذاق پر اتر آیا۔

"کوئی بات نہیں ___ میں نے ایک عمدۃ الحکما قسم کا آدمی ڈھونڈ لیا ہے بس اس سے یارہ قائم نہیں ہوا۔ جس دن قائم ہو گیا بس سمجھ لو تم بھی قائم ہو جاؤ گے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور یارہ قیامت تک قائم نہیں ہوگا" ___ بلیک زیرو نے کہا۔

"یارہ نہ قائم ہوا تو قیامت تو قائم ہو جائے گی ___ کچھ نہ کچھ تو قائم ہوگا ہی" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس کر خاموش ہو گیا۔

"میں سر سلطان کے پاس جا رہا ہوں ___ شاید اس بار وہ مشورہ کی فیس دے ہی ڈالیں ___ فکر نہ کرو فیس مل گئی تو تمہارا کمیشن کھرا" ___ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر چھوٹی بڑی کئی سکرینیں لگی ہوئی تھیں اور سکرینوں کے نیچے جدید قسم کی کمپیوٹر نما مشینری تھی۔ مشینوں کے سامنے کرسی پر ایک نوجوان سبز رنگ کا چست لباس پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور چہرے پر ہیجان کا عالم تھا۔ جیسے اس نے کوئی خاص چیز دیکھ لی ہو۔

چند لمحوں بعد اس نے مشین کا ایک بٹن آف کیا اور پھر اٹھ کر اس نے شمالی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک قدآدم مشین کا بٹن آن کیا۔ چند لمحوں بعد اس مشین کے سپیکر سے آواز ابھری۔

"یس ——— دی سپیکنگ"———

"نمبر ٹو سپیکنگ ——— مادام ——— آپ کے حکم کے مطابق پرنس آف ڈھمپ کی کار میں انڈیکیٹر لگا دیا گیا تھا۔ اس کی رپورٹ بھی آ گئی ہے اور مس شوگی کے کمرے میں موجود خفیہ وائرلیس کیمروں کی رپورٹ بھی موصول ہوئی ہے۔ جو انتہائی خاص ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو فوری طور پر مطلع کر دوں" ——— نوجوان نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— کنکٹ کرو" ——— مادام دی کی آواز سنائی دی۔

اور نوجوان نے آگے بڑھ کر ایک مشین کا بٹن آن کر دیا۔ سکرین پہ عمران کی کار کی تصویر ابھر آئی۔ عمران ہوسٹل کے دروازے سے نکل کر کار میں بیٹھ رہا تھا۔ پھر کار ہوسٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر مین روڈ پہ دوڑتی ہوئی نظر آنے لگی۔ کمرے میں کار کی آواز کے ساتھ ساتھ ٹریفک کا شور بھی سنائی دے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک پھاٹک کے سامنے رکتی نظر آئی۔ عمران نیچے اترا اور پھر اس نے ایک مخصوص بٹن دبا کر پھاٹک کھولا اور پھر کار پھاٹک کے اندر داخل ہو گئی۔ جیسے ہی کار عمارت کے پورچ میں پہنچی ——— ایک اور نوجوان برآمدے میں ظاہر ہوا۔

"ہیلو ——— ! عمران صاحب ——— آج کیسے ادھر بھول پڑے" ——— عمارت کے اندر سے آنے والے نوجوان نے کہا۔

"یار میں نے سوچا کہیں تم اکیلے رہتے رہتے اداس نہ ہو گئے ہو۔ اس لئے تمہارا پتہ کرنے آیا ہوں" ——— عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ ——— واقعی میں کوئی کیس نہ ہونے کی وجہ سے بور ہو گیا ہوں" ——— دوسرے نوجوان نے جواب دیا۔

"سیکرٹ سروس کیلئے کیسوں کی کمی ہے بلیک زیرو ؟ ——— بس فرق یہ ہے کہ یہاں بورڈ لگوا دو ——— لیڈی ڈاکٹر بلیکی زیرو ——— اور بس کیس ہی کیس آنے شروع ہو جائیں گے" ——— عمران نے کار سے اتر کر نوجوان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے نوجوان کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"وہ ——— سر سلطان کا فون آیا تھا ——— وہ کوئی مشورہ کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسرے نوجوان نے کہا۔

"اچھا ——— مگر اب میں نے مفت مشورے دینے بند کر دیئے ہیں۔ بڑی مہنگائی

ہو گئی ہے" ــــــ عمران نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ دوسرا نوجوان بھی اس کے پیچھے تھا۔ دوسرے لمحے سکرین پر سے وہ دونوں اوجھل ہو گئے۔ نمبر ٹو نے آگے بڑھ کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"ویری بیڈ نمبر ٹو ــــــ اس کا مطلب ہے پرنس آف ڈھمپ کا اصل نام عمران ہے اور اس کا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے" ــــــ مادام ڈی کی تشویش سے پُر آواز سنائی دی۔

"جی ہاں ــــــ اسی لئے تو میں نے آپ کو دکھانا ضروری سمجھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مس شوگی کے کمرے کا منظر بھی دیکھ لیجئے" ــــــ نمبر ٹو نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر اسی مشین کا ڈائل تھوڑا سا گھمایا۔ اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا دوسرے لمحے سکرین پر منظر بدل گیا۔

سکرین پر مس شوگی کے کمرے کا اندرونی منظر دکھائی دے رہا تھا۔ دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر سکرین پر عمران بڑے ماہرانہ انداز میں کمرے کی تلاشی لیتا نظر آیا۔ وہ چند لمحے ٹرانسمٹر کو اٹھا کر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے کھول کر پشت کی طرف سے دیکھا اور دوبارہ الماری میں رکھ دیا۔ تلاشی لینے کے بعد عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور بٹن کی پشت پر لگی ہوئی ٹیپ کی مدد سے اس نے وہ بٹن مس شوگی کے پلنگ کے نیچے چپکا دیا۔ اور پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی نمبر ٹو نے آگے بڑھ کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"نمبر ٹو ــــــ یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے ــــــ مس شوگی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ چکی ہے۔ اور سب سے بڑا ستم یہ ہوا کہ اس نے عمران کو دا

رلن سمجھتے ہوئے مشن کے لئے فنانس کرنے کو بھی کہہ دیا ہے" ــــــ مادام ڈی کی تشویش زدہ آواز سنائی دی۔

"یس مادام ــــــ سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ چکی ہے۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے اس ملک کی سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک ہے۔ اس لئے اس کا فوری حل ہونا چاہئے" ــــــ نمبر ٹو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے کہ مس شوگی کے ساتھ عمران کو بھی ختم کر دیا جائے" ــــــ مادام ڈی نے سرد لہجے میں کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے مادام ــــــ مس شوگی نے پرنس کو راضی کے متعلق بھی بتا دیا ہوگا۔ اور سیکرٹ سروس مس شوگی کے بعد راضی کے ذریعے ہم تک پہنچ جائے گی اور اگر وہ پہنچ نہ سکے تو صرف راضی کی نگرانی کر کے وہ عین موقع پر ہمارے مشن کو ختم کر سکتے ہیں" ــــــ نمبر ٹو نے کہا۔

"ہاں ــــــ ایسا ہو سکتا ہے ــــــ مگر اس سٹیج پر ہم نے اپنے مشن کا تمام تر دارومدار راضی پر رکھا ہے ــــــ اگر راضی کو ختم کر دیا جائے تو پھر مشن کے لئے نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے" ــــــ مادام ڈی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"پھر اس کا ایک اور حل ہو سکتا ہے کہ مس شوگی کی بجائے عمران کو ختم کیا جائے اور سیکرٹ سروس کی عمارت پر دھاوا بول کر اسے تباہ کر دیا جائے ــــــ جہاں تک میرا خیال ہے یہی عمارت سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے ــــــ اور اگر ہم اس دوسرے نوجوان کو زندہ پکڑ سکیں تو اس پر تشدد کر کے اس سے سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کا پتہ چلایا جا سکتا ہے اور پھر انہیں چن چن کر ختم کیا جا سکتا ہے ــــــ اس طرح مشن کے راستے میں پیدا ہونے

والی رکاوٹ ختم ہو جائے گی اور ہم اطمینان سے مشن کی تکمیل کر سکیں گے"
نمبر ٹو نے تجویز پیش کی۔
"تمہاری تجویز تو اپنی جگہ درست ہے ــــ مگر یہ ہماری اب تک کی ر[illegible]
کے خلاف ہے ــــ ہم قتل و غارت میں ملوث نہیں ہوتے" ــــ
دی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"مادام ــــ یہاں ہمیں روایت سے ہٹ کر ہی کام کرنا پڑے گا
ہو سکتا ہے مشن کے ساتھ ساتھ ہماری تنظیم بھی خطرے میں پڑ جائے" ــــ
نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔
"ہاں ــــ ٹھیک ہے ــــ اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں
ٹھیک ہے ــــ تم خود یہ کام کرو ــــ میں کسی مقامی غنڈے کو در[illegible]
میں نہیں لانا چاہتی اور کام انتہائی جلدی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اب مشن مکمل
والا ہے" ــــ مادام دی نے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں مادام ــــ میں سب انتظام کر لوں گا ــــ
کل تک تفصیلی رپورٹ مل جائے گی" ــــ نمبر ٹو نے پر اعتماد لہجے میں [illegible]
"کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے ــــ میں اس سلسلے میں کوئی
چھوٹی اور لاپرواہی برداشت نہیں کروں گی" ــــ مادام نے سخت لہجے میں [illegible]
مسرت "ٹھیک ہے مادام ــــ مجھے اس بات کا بخوبی احساس ہے" ــــ
نے جواب دیا۔
"اوکے" ــــ دوسری طرف سے مادام دی کی آواز سنائی دی اور
نے آگے بڑھ کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔ اور تیزی سے ایک الماری کی [illegible]
بڑھا۔

الماری کے نچلے تہہ خانے میں ایک عجیب سا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے
[illegible]انسمیٹر کا بٹن آن کیا اور تیزی سے ایک چکر نما موٹھ گھما کر فریکوئنسی سیٹ کرنے
[illegible]ں مصروف ہو گیا۔ فریکوئنسی سیٹ ہوتے ہی ٹرانسمیٹر کے سامنے کے حصے پر
[illegible]ک چھوٹا سا چوکور خانہ روشن ہو گیا۔ اس خانے میں سکرین نصب تھی۔
[illegible]بر ٹو نے سکرین روشن ہوتے ہی ایک اور بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے
[illegible]کرین پر ایک منظر ابھر آیا۔
یہ ایک برآمدہ تھا اور اس میں سے مس شوگی تیز تیز قدم اٹھاتی باہر
لان کی طرف چلی جا رہی تھی۔
نمبر ٹو چند لمحے غور سے مس شوگی کو دیکھتا رہا ــــ جب مس شوگی پورچ
[illegible]یں موجود کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی تو نمبر ٹو نے ہاتھ بڑھا کر ایک سرخ
رنگ کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کے
ساتھ ہی مس شوگی سکرین پر چونک پڑی ــــ اس نے بڑی تیزی سے
کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن دبا دیا۔
"ہیلو ــــ مس شوگی ــــ نمبر ٹو سپیکنگ" ــــ نمبر ٹو نے کہا۔
"یس ــــ میں اٹنڈ کر رہی ہوں" ــــ مس شوگی نے کار سٹارٹ
کرتے ہوئے جواب دیا۔
"مس شوگی ــــ تم نے اپنے پیچھے مقامی سیکرٹ سروس کو لگا لیا ہے"۔
نمبر ٹو نے سخت لہجے میں کہا۔
"کیا کہہ رہے ہیں آپ ــــ سیکرٹ سروس اور میرے پیچھے" ــــ شوگی یوں
اچھلی جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔
"ہاں مس شوگی ــــ پرنس آف ڈھمپ دراصل یہاں کی سیکرٹ سروس کا

آدمی ہے ــــ اس نے تمہارے کمرے کی تلاشی لی ہے اور یہ بھی کہ وہا[ں]
ایک ٹرانسمیٹر بھی فٹ کر دیا ہے تاکہ تمہاری بات چیت ٹیپ ہو سکے" ــــ
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ یہ تو بہت برا ہوا ــــ میں نے تو مادام کے کہنے پر اس
مشن کے بارے میں بھی بات چیت کر لی تھی" ــــ شوگی نے انتہائی الجھے
ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس وقت اس کی کار راضی کی کوٹھی سے نکل کر مین روڈ پر پہنچ چکی تھی

"ہاں ــــ اسی لئے فیصلہ ہوا ہے کہ پرنس کو ختم کر دیا جائے اور یہا[ں]
کی سیکرٹ سروس کا بھی خاتمہ کر دیا جائے" ــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ہاں ــــ اب یہ ضروری ہو چکا ہے ــــ مگر پرنس یونیورسٹی میں بیحد مقبو[لیت]
رکھتا ہے۔ اس کی اچانک موت شکوک کا باعث بنے گی۔ اور ہو سکتا ہے پولیس
بھی متوجہ ہو جائے" ــــ شوگی نے کار ایک طرف خالی جگہ پر روکتے ہوئے

"نہیں ــــ میرا خیال ہے اس کی موت کو کسی طرح حادثے کا روپ د[ے]
اس طرح کسی کو کوئی شک نہیں ہو گا" ــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے ــــ کل یونیورسٹی میں سالانہ کھیلیں ہو رہی ہیں
میں شمشیر زنی کا مقابلہ بھی ہو گا۔ اور پرنس نے لڑکوں کے اصرار پر شمشیر زنی
مقابلہ میں حصہ لینے کا اعلان کیا ہے ــــ اگر کسی طرح اس مقابلے کے دورا[ن]
اس کا خاتمہ ہو سکے تو یہ ایک ایسا حادثہ بن جائے گا جو واقعی اچانک ہو گا
مس شوگی نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ــــ شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لینے والے کسی بھی ا[...]
کو جو میری قد و قامت کا ہو بہلا کر میرے پاس لے آؤ ــــ میں اس کا میک ا[پ]

کر کے اس مقابلے میں حصہ لوں گا ــــ اور اپنی تلوار کی نوک پر ایسا زہر
لگا دوں گا جو چیک نہ ہو سکے اور ہارٹ اٹیک کا رزلٹ دے" نمبر ٹو نے
خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ ٹھیک ہے ــــ ایک لڑکا محسن بالکل آپ کے قد و قامت کا ہے
وہ ہوسٹل میں رہتا ہے ــــ میں اسے ابھی وہاں سے لے کر آپ کے
پاس پہنچا دیتی ہوں" ــــ مس شوگی نے چہکتے ہوئے کہا۔

"اوکے ــــ اور سنو ــــ ہوسٹل میں جا کر کوئی ایسی بات نہ کرنا جو
مشکوک ہو اور نہ ہی وہ ٹرانسمیٹر ہٹانے کی کوشش کرنا ورنہ پرنس مشکوک ہو
جائے گا اور کھیل بگڑ سکتا ہے" ــــ نمبر ٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے
کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں خیال رکھوں گی" ــــ شوگی نے جواب دیا۔

اور نمبر ٹو نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے
آثار تھے۔ شمشیر زنی میں وہ مہارت کا درجہ رکھتا تھا۔ اور اس کے لئے مقابلے
کے دوران عمران کو ضرب پہنچانا انتہائی آسان تھا۔ اس کے پاس ایک ایسا
زہر موجود تھا جسے آج تک طب چیک نہ کر سکی تھی۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ
کل پرنس اپنے انجام کو پہنچ جائے گا اور اس کے بعد سیکرٹ سروس سے نپٹ
لیا جائے گا۔

ٹائیگر عمران کا فون ملتے ہی فوری طور پر حرکت میں آگیا۔ اور چند
لمحوں بعد اس کا موٹر سائیکل انتہائی تیز رفتاری سے شہر کی مضافاتی کالو
نیوٹاؤن کی طرف اڑی چلی جارہی تھی۔ اس کے جسم پہ سیاہ رنگ کا انتہ
چست لباس تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی موٹر سائیکل نیوٹاؤن کالونی میں داخل ہو گئ
نمبر گیارہ الف کالونی کے انتہائی آخری سرے پر واقع تھی۔

ٹائیگر کوٹھی کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔ واقعی کوٹھی میں کسی فنکشن
آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ گیٹ کے باہر سبزے کا دروازہ نصب کیا گیا تھا۔ کوٹھ
گیٹ بند تھا —— اس لئے ٹائیگر کوٹھی کے اندر نہ جھانک سکا۔

کوٹھی کراس کرنے کے بعد اس نے اپنی موٹر سائیکل کو ٹرن دیا
پھر بائی روڈ سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کی عقبی سمت کی طرف نکل آیا۔

عمران نے چونکہ فنکشن کی رپورٹ حاصل کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اس
ٹائیگر کا کوٹھی کے اندر جانا ناگزیر تھا۔ ٹائیگر نے موٹر سائیکل کو ایک طرف
درخت کی اوٹ میں کھڑا کیا اور پھر اسے لاک کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی
عقبی سمت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا اور
پھر اچانک اس کا جسم پنجوں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا۔ کھڑے کھڑے اتنی اونچی
چھلانگ لگانا ٹائیگر کا ہی کام تھا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ دیوار پر جم گئے اور
پھر اس کا جسم بازوؤں کے زور پر اوپر اٹھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ دیوار
کے اوپر لیٹا ہوا تھا۔ وہ چند لمحے دیوار پر لیٹا کوٹھی کے عقبی اندرونی حصہ کا جائزہ لیتا
رہا۔ پھر اس نے ایک بار پھر دیوار کا سرا دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور دیوار کی
اندرونی طرف لٹک گیا۔ پھر اس نے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ایک ہلکا سا دھماکا ہوا
اور ٹائیگر زمین پر آگرا۔ زمین پر گرتے ہی وہ تیزی سے دیوار کے ساتھ دبک گیا۔ مگر
جب اس دھماکے کے ردعمل میں کوئی آدمی سامنے نہ آیا تو ٹائیگر اٹھا اور دبے
قدموں چلتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کی پشت پر گندے پانی کی نکاسی کے لئے ایک پائپ چھت تک چلا
گیا تھا۔ ٹائیگر بڑے اطمینان سے پائپ پر چڑھتا ہوا چھت پر پہنچ گیا اور پھر
سیڑھیوں سے اتر کر درمیانی راہداری میں آگیا۔ یہاں اسے نیچے ہال کمرے میں ابھرنے
والے شور و غوغا کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

ٹائیگر بڑی تیزی سے ایک روشندان کی طرف بڑھا اور پھر اس نے روشندان
کا کنارہ دبا کر نیچے جھانکا۔ اب سالگرہ کا پورا منظر واضح تھا اور ہال کے درمیان میں
رکھی ہوئی ایک بڑی میز پر موجود کیک کاٹا جا رہا تھا۔

"ہونہہ —— آنا بیکار ہی ثابت ہوا —— یہاں تو واقعی سالگرہ منائی جا
رہی ہے" —— ٹائیگر نے دل ہی دل میں سوچا۔ مگر اب چونکہ وہ یہاں تک
پہنچ چکا تھا۔ اس لئے اس نے پوری کارروائی دیکھنے کا فیصلہ کر لیا۔

اور پھر سالگرہ کے اختتام پر جب اچانک ماضی نے اصل موضوع سے ہٹ

کہ تقریر شروع کی تو ٹائیگر بری طرح چونک پڑا۔ پہلے تو وہ کچھ دیر باتیں سنا
پھر ان باتوں کی اہمیت کے پیش نظر اس نے اس کارروائی کو ریکارڈ کرنے
کر لیا۔ اس نے تیزی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید
مگر چھوٹا سا وائرلیس ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ اب ہال میں
والی تمام گفتگو ٹیپ میں محفوظ ہونی شروع ہو گئی۔

یہ ایک ایسا خوفناک منصوبہ تھا کہ ٹائیگر کو جھرجھریاں آنی شروع ہو گئیں۔ وہ
رہا تھا کہ اگر منصوبہ کامیاب ہو گیا تو اسے سنبھالنا حکومت کے لئے ناممکن ہو جا

جب یہ میٹنگ برخواست ہو گئی تو ہال میں صرف راضی اور وہ غیر ملکی لڑکی
شوگی باقی رہ گئی۔ ٹائیگر نے ان کے درمیان میں ہونے والی تمام گفتگو بھی ری
اور جب مس شوگی ہال سے باہر نکل گئی تو ٹائیگر نے ٹیپ ریکارڈر آف کر کے
جیب میں ڈالا۔ اسے چونکہ راضی کی نگرانی کرنے کا حکم ملا تھا۔ اس لئے اس
سوچا کہ میٹنگ کے بعد راضی جو کچھ کرتا ہے، اسے بھی چیک کر لیا جائے۔ چنانچہ
روشندان سے آنکھ لگائے بیٹھا رہا۔

مس شوگی کے باہر جانے کے بعد راضی چند لمحے خاموش کرسی پر بیٹھا رہا۔ جیسے
ہی دل میں کوئی فیصلہ کر رہا ہے۔ پھر وہ اٹھ کر کمرے میں موجود ایک الماری کی طر
بڑھ گیا۔

ابھی اس نے الماری کھولی ہی تھی کہ ٹائیگر کی ناک میں سرسراہٹ ہوئی۔
نے اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا مگر اچانک آنے والی چھینک نہ رک سکی۔ چھینک کی
سے راہداری گونج اٹھی۔

اسی لمحے راضی نے چونک کر اوپر روشندان کی طرف دیکھا۔ ٹائیگر پھرتی
پیچھے ہٹ گیا۔ مگر شاید راضی نے اس کی جھلک دیکھ لی تھی۔ کیونکہ راضی انتہ

تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا ہال سے باہر نکل آیا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کا راز فاش ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر
کوٹھی سے نکل جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ راضی سیڑھیوں کے ذریعے اوپر
آئے گا۔ اس لئے وہ تیزی سے بھاگتا ہوا واپس چھت پر پہنچا۔ اس نے چھت کے
کنارے سے نیچے جھانک کر دیکھا۔ کوٹھی کی عقبی سمت خالی تھی۔ ٹائیگر اسی پائپ کے
سہارے نیچے اترنے لگا۔

مگر اس سے پہلے کہ اس کے قدم زمین پر لگتے۔ اچانک راضی عمارت کے
کونے سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے ٹائیگر پر چھلانگ لگا دی۔ ٹائیگر نے اپنے
جسم کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ اور راضی اچھل کر دور جا گرا۔ ٹائیگر نے الجھنے کی
بجائے فرار ہونے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ وہ ہر قیمت پر وہ ٹیپ عمران تک پہنچانا چاہتا
تھا۔ چنانچہ راضی کو ایک طرف اچھالتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے پوری قوت
سے عقبی دیوار کی طرف دوڑ لگا دی۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ دیوار تک پہنچتا۔ ایک بڑا پتھر گولی کی رفتار سے اڑتا
ہوا اس کی گدی پر پڑا۔ اور ٹائیگر منہ کے بل زمین پر جا گرا۔

یہ پتھر راضی نے پھینکا تھا۔ اور یہ اب یہ ٹائیگر کی بدقسمتی ہی تھی کہ پتھر ٹھیک نشانے
پر پڑا۔ بلکہ کچھ اتنی قوت سے لگا کہ ٹائیگر کے دماغ پر اندھیرے کی چادر پھیلتی چلی گئی۔
ٹائیگر نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ چند لمحوں بعد وہ
زمین پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

راضی اس کے گرتے ہی دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔ اس کے ہاتھ میں
ایک اور پتھر تھا۔ مگر جب اس نے ٹائیگر کو بے حس و حرکت دیکھا تو وہ رک گیا۔ اس
نے بڑی تیزی سے ٹائیگر کو سیدھا کر کے اس کے دل کی دھڑکن چیک کی اور دوسرے

لمحے اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی ۔ ٹائیگر مرا نہیں تھا بلکہ بے ہوش ہوگیا تھا ۔

راضی نے طویل سانس لیتے ہوئے ٹائیگر کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور اسے لیکر واپس عمارت میں آگیا ۔ ایک کرسی پر ٹائیگر کو بٹھا کر اس نے اس کے پورے جسم کو اچھی طرح مضبوط رسیوں سے باندھ دیا ۔ اب ٹائیگر ہوش میں آنے کے باوجود حرکت کرنے سے معذور رہتا ۔ پھر راضی نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی ۔ اور اس کا ٹیپ ریکارڈر ریوالور اور دوسرا سامان نکال کر فرش پر ڈال دیا ۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے ۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ آخر یہ شخص اس کوٹھی میں کیسے پہنچ گیا ۔

اسے اچھی طرح احساس تھا کہ جس منصوبے پر وہ کام کر رہا ہے ۔ اگر اس کی بھنک بھی حکومت کے کانوں میں پڑ گئی تو وہ ساری عمر کے لئے جیلوں میں سڑتا رہ جائے گا ۔ اور اس آدمی کی موجودگی سے صاف ظاہر تھا کہ ان کے منصوبے کی بھنک حکومت تک پہنچ چکی ہے ۔

وہ چند لمحے خاموش بیٹھا سوچتا رہا ۔ پھر اچانک ہی اس نے ایک فیصلہ کر لیا ۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو حکومت کے حوالے کر دے گا ۔ اس طرح شاید سرکاری گواہ بن جانے کی وجہ سے اسے معاف کر دیا جائے ۔ اب اسے صرف اس گروہ سے خطرہ تھا جس کی ایجنٹ مس شوگی تھی کہ انہیں جب راضی کی غداری کا علم ہوگا تو وہ اس کی جان کے لاگو ہو جائیں گے ۔ مگر اس نے یہی سوچا کہ اگر اس کی وجہ سے اس گروہ کو گرفتار کر لیا گیا تو پھر اس کی جان بچ سکتی ہے ۔

چنانچہ یہ فیصلہ کر کے وہ اٹھا ۔ اس نے کونے میں پڑا ہوا پانی کا جگ اٹھایا اور لا کر ٹائیگر کے سر پر انڈیل دیا ۔ چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر نے آنکھیں کھول لیں ۔ راضی اسے

غور سے دیکھ رہا تھا ۔

ٹائیگر ہوش میں آتے ہی کسمسایا ۔

" بیکار ہے دوست ——— تم میری اجازت کے بغیر حرکت بھی نہیں کر سکتے " ۔ راضی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ——— میرے ساتھی باہر موجود ہیں ۔ اگر مجھے دیر ہو گئی تو وہ تمہاری کوٹھی پر دھاوا بول دیں گے " ——— ٹائیگر نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" وہ جو ہوگا دیکھا جائے گا ——— تم نے ہماری تمام گفتگو یقیناً سن لی ہے مگر شاید ٹیپ بھی کر لی ہے ۔ اس لئے اب کم از کم تمہاری موت ہمارے لئے ضروری ہو گئی ہے " ——— راضی نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" میری موت یا زندگی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا ——— راضی ! تمہارا منصوبہ حکومت کی نظروں میں ہے اور تم اب کسی صورت نہیں بچ سکتے " ——— ٹائیگر نے جواب دیا ۔

" تم حکومت کے کس شعبے سے تعلق رکھتے ہو " ——— راضی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ۔

" کسی بھی شعبے سے سمجھ لو ——— اس سے کیا فرق پڑتا ہے " ——— ٹائیگر نے گول مول جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" نہیں دوست ——— دراصل میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ابھی کچھ نہیں بگڑا ۔ میں بجائے مجرموں کے ہاتھوں میں کھیلنے کے اپنی خدمات حکومت کو پیش کرنا چاہتا ہوں " ——— راضی نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" کیا تم واقعی سنجیدہ ہو " ——— ٹائیگر نے چونک کر پوچھا ۔

"ہاں ___ میں واقعی سنجیدہ ہوں ___ مگر میری ایک شرط ہو گی کہ مجھے مجرموں
سے تحفظ دیا جائے" ___ راضی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ ہمیں تمہاری شرط قبول ہے" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"نہیں ___ مجھے تمہارے کسی بڑے افسر کی طرف سے ذمہ داری چاہیئے"
راضی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ ایسا کرو میرے ہاتھ آزاد کر دو اور ٹیپ ریکارڈر مجھے
دے دو ___ میں ابھی تمہاری بات کرا دیتا ہوں" ___ ٹائیگر نے تجویز پیش کی۔

"تم مجھے دھوکہ تو نہ دو گے" ___ راضی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"دھوکہ کیسا ___ جب تم ہمارے ساتھ شامل ہو رہے ہو تو یہ بات ہمارے
فائدے میں جائے گی ___ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ تمہیں دھوکہ دیں" ٹائیگر نے
کہا۔

"او ۔ کے" ___ راضی نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کے ہاتھوں کی بندشیں
کھول دیں اور ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر اس کے حوالے کر دیا مگر خود اس کا ریوالور اٹھا
کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

ٹائیگر نے ٹیپ ریکارڈر کے کونے میں لگا ہوا ایک خفیہ بٹن دبایا تو ٹیپ لکا
سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ہی عمران کی آواز سنائی دی

"یس ___ عمران سپیکنگ ___ اوور"

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب ___ اوور" ___ ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں

"ہاں ___ کیا رپورٹ ہے ___ اوور" ___ دوسری طرف سے عمران
آواز سنائی دی۔

"میں اس وقت راضی کی کوٹھی میں موجود ہوں ___ مسٹر راضی نے مجرمو

کے خلاف اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ اس کے بدلے میں وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ
انہیں تحفظ دیا جائے ___ اوور" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ___ مگر کیوں ___ اوور" ___ عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"آپ براہ راست ان سے بات کر لیں ___ اوور" ___ ٹائیگر نے کہا اور
ٹیپ ریکارڈر راضی کی طرف بڑھا دیا۔

"یس ___ راضی سپیکنگ اوور" ___ راضی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر راضی ___ آپ نے اچانک فیصلہ کیوں بدلا ___ اوور" ___ دوسری
طرف سے عمران نے پوچھا۔

"جناب آپ کا آدمی میری کوٹھی میں آیا تو میں نے اسے پکڑ لیا ___ اس وقت
وہ میرے سامنے کرسی پر بندھا ہوا ہے ___ آپ کے آدمی کو پکڑنے کے بعد
میں نے سمجھ لیا کہ اگر میں مجرموں کے ساتھ شامل رہا تو حکومت کے ہاتھوں نہ بچ سکوں
گا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ کیوں نہ میں مجرموں کا ساتھ دینے کی بجائے حکومت کا
ساتھ دوں ___ اوور" ___ راضی نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"مگر تم اس منصوبے میں شامل کیسے ہوئے ___ اوور" ___ عمران نے پوچھا۔
اور راضی نے بلیک میل ہونے کے متعلق سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"ہوں ___ اس کا مطلب ہے کہ تم صرف مس شوگی کے بارے میں جانتے
ہو ___ اس سے زیادہ مجرموں کے بارے میں تمہیں کوئی علم نہیں ___ اوور" ___
عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب ___ مگر میں جانتا ہوں کہ میرے بغیر مجرموں کا منصوبہ کامیاب
نہیں ہو سکتا ___ اوور" ___ راضی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ میں سمجھتا ہوں ___ مگر منصوبہ کیا ہے ___ اوور" عمران

نے پوچھا۔

"میرے خیال میں آپ کے آدمی نے ہمارے منصوبے کی تمام تفصیلات ٹیپ کر لی ہیں ___ آپ وہ ٹیپ سن لیں" ___ راضی نے کہا اور اس کے ساتھ وہ ٹیپ ریکارڈر دوبارہ ٹائیگر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"میں نے اس بھیانک منصوبے کو ٹیپ کر لیا ہے جناب ___ آپ اسے سن لیں ___ اوور" ___ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیپ ریکارڈ کا بٹن آن کر دیا۔

کمرے میں خفیہ اجلاس کی کارروائی گونجنے لگی۔ جب تک ٹیپ چلتا رہا۔ وہ سب خاموش رہے ___ جب ٹیپ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے بٹن آف کر دیا۔

"ٹھیک ہے ___ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ کچھ اسی قسم کا منصوبہ ہو گا۔ بہرحال واقعی مجرموں کا یہ منصوبہ راضی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا ___ اس لئے اگر راضی ہمارے ساتھ شامل ہوں تو ہم نہ صرف انہیں مکمل تحفظ دیں گے بلکہ ان کا اب تک کا قصور معاف بھی کیا جا سکتا ہے ___ اوور" ___ عمران نے جواب دیا۔

"شکریہ جناب ___ آپ مجھے جیسے حکم دیں گے میں ویسے ہی کروں گا۔" راضی نے کہا۔

"مسٹر راضی ___ جس تنظیم نے آپ کو آلہ کار بنایا ہے ___ یہ خوفناک مجرم بین الاقوامی تنظیم ہے جو کسی غیر ملکی طاقت کے اشارے پر حکومت کا تختہ الٹنا چاہتی ہے اور ظاہر ہے آپ کو صرف استعمال کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہی اس تنظیم کی نظروں میں آپ کی اہمیت ختم ہوئی ___ آپ کو ختم کر دیا جائے گا ___ اوور" ___ عمران نے

"میں سمجھتا ہوں جناب ___ اسی لئے تو میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اوور۔" راضی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ یہ ٹرانسمیٹر تم اپنے پاس رکھ لو ___ ٹائیگر تمہیں اس کے استعمال کا طریقہ سمجھائے گا ___ تم فی الحال ان کے ساتھی بنے رہو۔ بس تمہارا کام یہ ہو گا کہ مجھے اس ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دیتے رہنا۔ باقی ہم خود سنبھال لیں گے اوور" ___ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ___ میں تیار ہوں ___ اوور" ___ راضی نے جواب دیا۔

"ٹائیگر ___ تم ٹیپ نکال کر ٹرانسمیٹر راضی کے حوالے کر دو اور اسے اس کا استعمال سمجھا دو ___ اب اس کی نگرانی کی ضرورت نہیں ___ اوور" ___ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ___ اوور" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ___ دوسری طرف سے عمران نے کہا اور ٹائیگر نے بٹن آف کر دیا۔ راضی نے آگے بڑھ کر تمام رسیاں کھول ڈالیں۔ ٹائیگر نے کیسٹ ٹیپ سے نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر راضی کو اس کے استعمال کا طریقہ سمجھانے لگا۔ جب راضی اچھی طرح سمجھ گیا تو ٹائیگر نے اپنا سامان اٹھا کر واپس جیبوں میں ڈال لیا

"اچھا ___ مجھے اجازت" ___ ٹائیگر نے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آیئے ___ میں آپ کو پھاٹک تک چھوڑ آؤں" ___ راضی نے کہا۔

"ارے نہیں ___ میں عقبی سمت سے جاؤں گا ___ ہو سکتا ہے تمہارا چوکیدار مجرموں کا ساتھی ہو یا پھر تمہاری کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہو" ___ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ ٹھیک ہے ___ اس طرف تو میرا ذہن ہی نہ گیا تھا" ___ راضی نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر تیزی سے کمرے سے نکلا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آیا اور دوبارہ اسی پائپ کے ذریعے وہ کوٹھی کی عقبی سمت میں پہنچ گیا۔ عقبی دیوار پار کر کے

وہ کوٹھی سے باہر پہنچ گیا اور چند لمحوں بعد اس کی موٹر سائیکل خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ ٹیپ عمران تک پہنچانا چاہتا تھا۔

سالانہ کھیلوں کی وجہ سے آج یونیورسٹی کی رونق عروج پر تھی۔ سب سے یادہ رش شمشیر زنی کے مقابلے والی جگہ پر تھا۔ کیونکہ پرنس آف ڈھمپ اس قابلے میں حصہ لے رہا تھا۔ اور پرنس نے اپنی شمشیر زنی کے قصے کچھ اس طرح ڑھا چڑھا کر ساتھیوں کو سنائے تھے کہ وہ سب اس کی شمشیر زنی کا انداز دیکھنا چاہتے تھے۔

شمشیر زنی کے مقابلے میں کئی لڑکے حصہ لے رہے تھے۔ اور ان میں سے یک لڑکا عباس تو شمشیر زنی میں اتنی مہارت رکھتا تھا کہ بین الاقوامی مقابلوں ں حصہ لے کر انعام جیت چکا تھا۔ اور لڑکے عباس اور پرنس کا مقابلہ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ مقابلے کے رنگ کے چاروں طرف لڑکے اور لڑکیاں کثیر تعداد ں موجود تھے۔ اور کئی لڑکے جن میں عباس بھی شامل تھا۔ مقابلے کی پریکٹس میں صروف تھے جبکہ پرنس ابھی تک وہاں نہ پہنچا تھا۔
رنگ کے بالکل قریب ہی مس شوگی موجود تھی۔ اور اس کی نظریں ایک لڑکے

پر جمی ہوئی تھیں۔ اس لڑکے کا نام محسن تھا اور وہ مقابلے کا لباس پہنے ہاتھ
اٹھائے رنگ کے ایک کونے میں خاموش کھڑا تھا۔ مس شوگی جانتی تھی کہ
کے میک اپ میں نمبر ٹو موجود ہے۔ محسن کو وہ رات کو ہی کار میں سوار کر کے
تھی اور اس نے اسے نمبر ٹو کے حوالے کر دیا تھا۔

ابھی مقابلہ شروع ہونے میں تھوڑی دیر باقی تھی کہ پرنس کی آمد کا
اور سب لڑکے اور لڑکیاں سر اٹھا کر ادھر دیکھنے لگے۔ جدھر سے پرنس آ
عمران اپنی مخصوص سج دھج میں بڑے اطمینان سے چلتا ہوا رنگ کی
بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اس کے پیچھے جوزف تھا جس نے ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی
عمران نے رنگ کے قریب آکر جوزف کے ہاتھ سے تلوار لی اور پھر
چڑھ کر رنگ میں داخل ہوا۔ تمام لڑکے اور لڑکیوں نے پرنس کے حق میں نعر
لگانے شروع کر دیئے۔

"ساتھیو ۔۔۔ ! بہتر ہے کہ میں ان مقابلوں میں حصہ نہ لوں ۔۔۔ وا
سے مقابلہ کرنے والے ہمیشہ کے لئے مقابلوں سے معذور ہو جائیں گے" ۔۔
نے تلوار سر سے بلند کرتے ہوئے کہا۔

"ارے بہت دیکھے ہیں تم جیسے پرنس ۔۔۔ تم لوگ بس ڈینگیں مار
ہو" ۔۔۔ رنگ کے دوسرے کونے میں کھڑے ہوئے چیمپئن عباس۔
بڑے ناگوار لہجے میں کہا۔

"بھئی تم تو خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہو ۔۔۔ ڈینگ ہی ماری ہے
تو نہیں مار دی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور اسی لمحے شمشیر زنی کے پہلے مقابلے کا اعلان ہو گیا۔ اور دو شمشیر ز
لہراتے آگے گئے۔

"ٹھہرو ۔۔۔ یہ مقابلہ نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ اچانک عمران نے چیخ کر
کہا اور دونوں شمشیر زن جو تلواریں لہرا کر پینترے بدلنے ہی والے تھے اچانک ٹھٹھک
کر رک گئے۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں ان پدی شمشیر زنوں کا مقابلہ دیکھنے میں
ضائع کروں ۔۔۔ میں مقابلے میں حصہ لینے والے تمام شمشیر زنوں کو چیلنج کرتا
ہوں کہ وہ اکٹھے ہو کر مجھ سے مقابلہ کریں" ۔۔۔ عمران نے رنگ کے درمیان میں
آکر اعلان کرتے ہوئے کہا۔

"رنگ کے اردگرد موجود لڑکے اور لڑکیوں نے ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ ٹھیک
ہے ۔۔۔ کے نعرے مارنے شروع کر دیئے۔ مقابلے کے منتظم پروفیسر صاحب نے پہلے
ا اس طرح مقابلہ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ مگر سب طالب علموں کے پرزور
رار پر آخر کار شکست تسلیم کرنی ہی پڑی۔

اور رنگ کے باہر بیٹھی ہوئی مس شوگی کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اب
بر ٹو کا کام اور زیادہ آسان ہو گیا تھا۔ پانچ تلواروں سے مقابلہ کرتے ہوئے عمران
سی بھی صورت اپنے آپ کو ہلکا سا زخم لگنے سے نہ بچا سکتا تھا اور پھر یہ بھی معلوم
ہو سکتا تھا۔ کہ یہ زخم کس تلوار سے آیا ہے۔

اور پھر منتظمین کے اعلان پر پانچ شمشیر زن تلواریں لہراتے ہوئے میدان میں کود
ڑے جبکہ ان کے مقابلے میں عمران اکیلا تھا۔

کھیل شروع ہونے کا فائر ہوتے ہی پانچوں شمشیر زن بڑی پھرتی سے عمران
ر پل پڑے مگر عمران تو بجلی بنا ہوا تھا۔ ظاہر ہے جب ریوالور کی گولیاں عمران کو نہ
ھو سکتی ہوں تو بے چاری تلواروں کی تو بساط ہی کیا تھی۔ عمران ابھی تک صرف دفاع
ی کر رہا تھا اور پورا میدان تالیوں سے گونج رہا تھا۔

مس شوگی کی آنکھوں میں حیرت کے بے پناہ تاثرات تھے۔ اسے عمرا
کی پھرتی اور تیزی پر رشک آرہا تھا۔ پانچوں شمشیرزن اپنی بے پناہ کوششوں کے
باوجود اب تک عمران کو تلوار کی نوک تک نہ لگا سکے تھے۔ اور پھر آہستہ آہ
وہ پانچوں تھکنے لگے جبکہ عمران میں پہلے سے زیادہ تیزی آتی جا رہی تھی اور پھر اچا
عمران نے پینترہ بدل کر وار کر دیا اور سابق چیمپئن عباس کی تلوار اس کے ہاتھ
سے چھوٹ کر ہوا میں پرواز کرتی ہوئی رنگ سے باہر جا گری۔ اور پورا میدا
بے پناہ تالیوں سے گونج اٹھا۔

کھیل کے اصول کے مطابق عباس کو شکست تسلیم کرتے ہوئے میدا
سے باہر آنا پڑا۔ اور دوسرے لمحے ایک اور شمشیرزن کی تلوار ایک ہلکے سے
کھٹکے سے دو ٹکڑے ہو گئی۔ اب مقابلہ میں تین رہ گئے۔ عمران اب جارحا
موڈ میں آگیا تھا اور اس کے بے پناہ وار شمشیرزنوں کو بچانا مشکل ہو رہے تھ

پھر عمران نے اچانک ایک ایسے مخصوص انداز میں تلوار گھمائی کہ بیک وقت
دو تلواریں ہوا میں اڑتی چلی گئیں۔ اب مقابلہ میں صرف نمبر ٹو رہ گیا تھا۔ نمبر ٹو
چونکہ ایک منجھا ہوا اور ماہر کھلاڑی تھا۔ اس لئے عمران اور اس کے درمیا
مقابلہ زور پکڑتا چلا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے دونوں کا پلڑا برابر ہو۔

مس شوگی سانس روکے ہوئے بیٹھی تھی کہ اچانک عمران کا پاؤں پھ
گیا اور نمبر ٹو کو اس پر وار کرنے کا موقع مل گیا۔ مگر نیچے گرتے گرتے بھی عمرا
نے نمبر ٹو کی تلوار کا بھرپور وار اپنی تلوار پر روک لیا۔ مگر نمبر ٹو نے کچھ اس قد
طاقت سے وار کیا تھا کہ وار رکنے کے باوجود اس کی تلوار کی نوک عمران کی کلا
پر خراش ڈال گئی۔ اور اسی لمحے عمران نے اتنی پھرتی سے جوابی وار کیا کہ نمبر
کی تلوار بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اس طرح عمران نے یہ زوردار مقا

جیت لیا۔

میدان نعروں سے گونج اٹھا اور عمران بڑے فخریہ انداز میں تلوار
لہراتا ہوا رنگ میں چکر لگانے لگا۔

لاؤڈ سپیکر پر عمران کی جیت کا اعلان کیا گیا اور پھر مہمان خصوصی نے رنگ
میں آکر عمران کو طلائی تمغہ پہنایا۔

نمبر ٹو اس دوران رنگ سے اتر کر باہر جا رہا تھا اور مس شوگی بھی وہاں سے
کھسک گئی تھی۔

ابھی عمران مہمان خصوصی سے باتیں کر ہی رہا تھا کہ اس کا رنگ زرد پڑنے لگا
یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل ڈوبتا ہی جا رہا ہو۔ اس نے اپنے آپ کو
سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ اس کے جسم سے جیسے جان نکل گئی
ہو اور دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر رنگ میں ہی گر پڑا۔

مہمان خصوصی اور دوسرے لوگ حیرت سے بت بنے کھڑے اسے گرتا
دیکھتے رہے۔ مگر اسی لمحے اچانک جوزف رنگ میں داخل ہوا۔ اس نے
بڑی پھرتی سے عمران کو کندھے پر لادا اور انتہائی تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا
پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں عمران کی کار موجود تھی۔

اور چند لمحوں بعد جوزف عمران کو کار میں ڈالے انتہائی تیز رفتاری سے
کار دانش منزل کی طرف اڑائے چلا جا رہا تھا۔ عمران کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا
اور اس کا سانس رک رک کر آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران بس اب چند لمحوں
کا مہمان ہو۔ نمبر ٹو کی تلوار پر لگا ہوا زہر اپنا کام دکھا رہا تھا۔ اور عمران تیزی سے
موت کے اندھیرے غار میں اترتا چلا جا رہا تھا۔

کیا ــــ یہ پرنس واقعی ختم ہو جائے گا" ــــ شوگی نے کمرے
میں موجود کرسی سنبھالتے ہوئے نمبر ٹو سے پوچھا۔

"ہاں ــــ اب اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ میں نے تلوار کی
نوک پر مشرقی افریقہ کی جڑی بوٹیوں یوکا سے نکلنے والا زہر لگا دیا تھا۔ اس زہر کی
خصوصیت یہ ہے کہ دل کی رفتار ــــ آہستہ ہوتی چلی جاتی ہے اور زیادہ
سے زیادہ پانچ گھنٹوں کے اندر انسان ختم ہو جاتا ہے۔ مگر پوسٹ مارٹم رپورٹ
صرف ہارٹ فیلیور کی ہی ہو گی" ــــ نمبر ٹو نے ایک مشین کی طرف بڑھتے ہوئے
کہا۔ اس نے شمشیر زنی والا لباس اتار دیا تھا۔

"کیا اس کا کوئی علاج نہیں ہے" ــــ شوگی نے پوچھا۔

یوں لگتا تھا جیسے اسے عمران کی موت پر دلی صدمہ ہوا ہو۔ وہ شاید اسے
پسند کرنے لگی تھی۔

"نہیں ــــ ابھی تک ہماری طب اس کا علاج نہیں ڈھونڈ سکی۔ افریقہ میں
اس زہر کو رنگین موت کہتے ہیں۔ کیونکہ اس زہر سے مرنے کے بعد جسم کے مختلف حصوں
کا رنگ مختلف ہو جاتا ہے۔ کوئی حصہ سرخ ہو گا تو کوئی زرد ــــ کوئی سفید ہو جائے
گا تو کوئی سبز" ــــ نمبر ٹو نے مشین کا ہینڈل گھماتے ہوئے جواب دیا۔

"بہرحال وہ پرنس بنا تھا تو اس کے لئے رنگین موت ہی ہونی چاہیے تھی"
گی نے مسکراتے ہوئے کہا اور نمبر ٹو کے حلق سے قہقہہ نکل گیا۔

"ایک بات ہے ــــ یہ پرنس زبردست شمشیر زن تھا۔ اگر مجھے اس کھیل
ں خاص مہارت حاصل نہ ہوتی تو شاید میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو پاتا" ــــ
ٹو نے کہا۔

"میرا خیال ہے ــــ بس اس کی موت آ ہی گئی تھی کہ اس کا پیر اچانک پھسل گیا
ھا"...... شوگی نے جواب دیا۔

"ہاں یقیناً ــــ بس اسی موقع سے میں نے فائدہ اٹھایا اور اس کی کلائی
خراش لگانے میں کامیاب ہوا اور یہ واقعی اتفاق ہی تھا" ــــ نمبر ٹو نے
ہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کا بٹن آن کر دیا۔

دوسرے لمحے مشین کے اوپر نصب ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اور
ین سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگی۔

"یس ــــ مادام وی سپیکنگ" ــــ اچانک آواز کمرے میں گونجی اور
س کے ساتھ ہی سکرین پر ایک عورت کا سیاہ رنگ کا خاکہ ابھر آیا۔ بس وہ خاکہ ہی
تھا۔ خدوخال نظر نہ آتے تھے۔

"نمبر ٹو سپیکنگ مادام" ــــ نمبر ٹو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مس شوگی بھی تمہارے پاس موجود ہے" ــــ مادام وی نے پوچھا۔

"یس مادام ــــ ہم ابھی ابھی پرنس کا خاتمہ کر کے آئے ہیں" ــــ نمبر ٹو نے
جواب دیا۔

"کیا پرنس ختم ہو گیا" ــــ مادام وی کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"یس مادام وی ــــ میں نے اسے رنگین موت مار دیا ہے" ــــ نمبر ٹو نے

فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ ـــــ تو یو کا زہر لگایا ہے اُسے ـــــ ویری گڈ ـــــ پھر تو واقعی ا
کا خاتمہ ہو گیا ہوگا ـــــ اب باقی سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا پروگرام ہے
مادام وی نے پوچھا۔

"اس سلسلے میں آپ کو کال کیا تھا ـــــ ہم نے انٹر ٹیلی لنک پر سیکرٹ سر
کے ہیڈ کوارٹر میں جس نوجوان کو دیکھا تھا ـــــ وہ شاید سیکرٹ سروس کا سر
ہے۔ اگر اسے اغوا کر لیا جائے تو اس پر تشدد کر کے سیکرٹ سروس کے با
ممبران کا پتہ چلایا جا سکتا ہے" ـــــ نمبر ٹو نے کہا۔

"درست خیال ہے ـــــ اگر سیکرٹ سروس کا ایک بھی ممبر قابو آجا
تو پھر باقی لوگوں کا پتہ لگ سکتا ہے" ـــــ مادام وی نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے مادام ـــــ میں آج رات ہی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوا
سے اسے اغوا کر لاؤں گا ـــــ مجھے یقین ہے کہ ایک بار اگر وہ میرے ہتّ
چڑھ گیا تو پھر باقی ممبران کا میرے ہاتھ سے بچنا محال ہے" ـــــ نمبر ٹو نے
فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر نمبر ٹو ـــــ اسے معمولی بات مت سمجھو ـــــ سیکرٹ سروس کے
ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظام کیا گیا ہوگا ـــــ ایسا نہ ہو
تم خود پھنس جاؤ" ـــــ مادام وی نے کہا۔

"میں صورت حال کو سمجھتا ہوں مادام ـــــ آپ بے فکر رہیں ـــــ
شوگی میرے ہمراہ جائیں گی ـــــ اگر کوئی رکاوٹ پیدا ہوئی تو مس شوگی میری
کریں گی" ـــــ نمبر ٹو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوکے ـــــ کس وقت آپریشن کرو گے" ـــــ مادام وی نے پوچھ

"آج رات دس بجے کا خیال ہے" ـــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں خود اس آپریشن کی نگرانی کروں گی" ـــــ مادام
وی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مادام ـــــ ویسے مجھے یقین ہے میں کامیاب واپس لوٹوں
گا" ـــــ نمبر ٹو نے کہا۔

"گڈ لک" ـــــ مادام وی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین
صاف ہو گئی۔ نمبر ٹو نے مشین آف کر دی۔

"مس شوگی ـــــ میں وہ مشین چلاتا ہوں جس میں سیکرٹ سروس
کے ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی کی گئی ہے ـــــ تم اسے غور سے دیکھو پھر بیٹھ کر
پروگرام مرتب کریں گے" ـــــ نمبر ٹو نے ایک اور مشین کی طرف بڑھتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا"۔
مس شوگی نے کہا۔

اور نمبر ٹو نے ایک مشین کے خانے سے فلم کا ڈبہ نکال کر دیوار کے ساتھ
سٹینڈ پر فٹ پروجیکٹر پر چڑھا دی۔ اس کے بعد اس نے کمرے کی تمام بتیاں بجھا
دیں اور اس کے بعد پروجیکٹر کا بٹن آن کر دیا۔ سامنے دیوار پر سکرین روشن ہو گئی
اور پھر سکرین پر کار چلنے کا منظر ابھر آیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔

مس شوگی بڑے غور سے فلم دیکھتی رہی۔ عمران کی کار دانش منزل
میں پہنچی اور عمران اور بلیک زیرو کے درمیان ہونے والے مکالمے بھی اس نے
غور سے سنے۔ جب وہ دونوں عمارت کے اندر داخل ہو گئے تو سکرین صاف
ہو گئی۔

اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز ابھری اور نمبر ٹو نے بتیاں روشن کر دیں
"یہ یہاں کی سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے ——— اور یہ دوسرا آدمی ہی شاید اس کا سربراہ ہے ——— ہم نے اسے اغوار کرنا ہے"—— نمبر ٹو نے پروجیکٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی دیواریں بہت اونچی ہیں"——— شوگی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں——— میں نے پروگرام بنا لیا ہے ——— جہاں تک میرا خیال ہے عمارت میں یہ آدمی اکیلا رہتا ہے ——— اس لیے تم عمارت کے اندر جاؤ گی۔ تمہارے پاس الیکٹرو کوڈ ٹرانسمیٹر ہو گا۔ اگر تمہیں چیک کر لیا گیا تو مجھے چیکنگ پروسیجر کا پتہ چل جائے گا۔ پھر میں اس پروسیجر کو توڑ کر اندر آ جاؤں گا ——— وہ آدمی ظاہر ہے تمہاری طرف متوجہ ہو گا۔ اس طرح میں آسانی سے اس پر قابو پا لوں گا"——— نمبر ٹو نے شوگی کو پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے——— جیسے آپ کہیں"——— شوگی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ٹو اٹھ کر مشن کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔

بلیک زیرو بڑی بے چینی کے عالم میں اپنے مخصوص کمرے کے اندر ٹہل رہا تھا۔ ا کے چہرے پر پریشانی اور اداسی کے شدید تاثرات نمایاں تھے۔
عمران کو جوزف انتہائی خطرناک حالت میں یونیورسٹی سے اٹھا کر لایا تھا اور بلیک زیرو نے عمران کو سپیشل سرسز ہسپتال پہنچا دیا تھا ——— جہاں ملک کے ورڈاکٹر اسے بچانے کی سر توڑ کوششوں میں مصروف تھے۔ مگر عمران کی حالت لمحہ بہ بگڑتی جا رہی تھی۔

افسوسناک صورت حال یہ تھی کہ عمران کی بیماری کی تشخیص تک نہ ہو سکی تھی۔ اہر عمران کو کوئی بیماری نہ تھی۔ صرف کلائی پر ایک خراش سی تھی۔ مگر عمران کے ا کے دھڑکنے کی رفتار لمحہ بہ لمحہ آہستہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔
سر سلطان بھی سر وسنز ہسپتال میں پہنچ گئے تھے۔ اور ان کی وہاں موجودگی وجہ سے تمام ڈاکٹر الرٹ تھے۔ مگر ڈاکٹروں کے لٹکے ہوئے چہرے اور اہوں سے برستی ہوئی مایوسی بتا رہی تھی کہ عمران کا بچنا محال ہے۔

سر سلطان نے بلیک زیرو کو واپس بھیج دیا تھا۔ اور اب بلیک زیرو ائی پریشانی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کا اپنا دل ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔ اس نظریں بار بار میز پر پڑے ٹیلی فون پر پڑتیں۔ مگر پھر وہ دانتوں سے ہونٹ

کاٹتا ہوا نگاہیں ہٹا لیتا۔

عمران شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لیتے ہوئے اچانک بے ہوش ہو کر گر پڑا تھا۔ شمشیر زنی کا یہ مقابلہ شام کو چھ بجے منعقد ہوا تھا اور رات کے دس بجنے والے تھے۔ ان چار گھنٹوں میں عمران کی حالت سنبھلنے کی بجائے اور زیادہ بگڑ گئی تھی۔

اس نے ٹیلیفون پر سر سلطان سے بات کی تھی۔ مگر دوسری طرف سوائے مایوسی کے اور کچھ نہ تھا۔

بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ اگر عمران ختم ہو گیا تو کیا ہو گا۔ یہ سوچ کر ہی اس کا دل ڈوبنے لگتا۔ ایک لمحے کے لیے اس کا دل کہتا کہ عمران ناقابل تسخیر ہے وہ نہیں مر سکتا۔ مگر دوسرے لمحے اسے خیال آجاتا کہ عمران بھی آخر انسان ہے۔ وہ مر بھی سکتا ہے۔

اسی ادھیڑ بن میں وقت گزرا چلا جا رہا تھا کہ اچانک کمرے میں سیٹی کی آواز گونجی اور بلیک زیرو یوں چونکا جیسے کمرے میں بم پھٹ گیا ہو۔ اس نے چونک کر دروازے کے اوپر لگا ہوا بلب دیکھا۔ بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

بلیک زیرو بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر دانش منزل کی شمالی سمت کا منظر نظر آرہا تھا۔ بلیک زیرو نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکی سیاہ رنگ کے چست لباس میں ملبوس رسی کی سیڑھی کے ذریعے نیچے اتر رہی تھی۔

بلیک زیرو چند لمحے خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ لڑکی نیچے اتر کر

تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو نہ پا کر وہ دبے قدموں اصل عمارت کی طرف بڑھنے لگی۔ بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی کون ہے اور دانش منزل میں کیوں داخل ہوئی ہے۔

لڑکی آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھی چلی آرہی تھی۔ جب وہ صحن کے درمیان میں پہنچی تو بلیک زیرو نے تیزی سے ایک اور بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی عمارت کے اوپر والے حصے میں ایک گن کا دہانہ نمودار ہو گیا۔ ظاہر ہے اندھیرے کی وجہ سے لڑکی اس دہانہ کو نہ دیکھ سکتی تھی۔ وہ اسی طرح آگے بڑھی چلی آرہی تھی۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن پر انگلی رکھی اور پھر جب لڑکی ایک مخصوص جگہ پر پہنچی تو بلیک زیرو نے تیزی سے بٹن دبا دیا۔ گن کے دہانے سے بے رنگ گیس کی ایک دھار سی نکلی اور دوسرے لمحے بلیک زیرو نے لڑکی کو لڑکھڑاتے دیکھا۔ لڑکی نے ایک لمحے کے لئے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑی بیہوش کر دینے والی زود اثر گیس اپنا کام دکھا چکی تھی۔

بلیک زیرو نے بٹن آف کئے اور پھر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ راہداری سے گزر کر وہ صحن میں آیا۔ لڑکی ابھی تک فرش پر بیہوش پڑی تھی۔ بلیک زیرو تیزی سے چلتا ہوا لڑکی کے قریب پہنچا۔ اس نے جھک کر لڑکی کی نبض چیک کرنے کے لئے اس کا بازو پکڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا اچانک دیوار پر ایک اور سیاہ پوش کا ہیولا ابھرا اس کے ہاتھ میں ایک لمبی نال والا عجیب ساخت کا پستول تھا۔ بلیک زیرو کی تمام تر توجہ لڑکی کی طرف تھی۔ اس لئے وہ اس ہیولے کی موجودگی کو

چیک نہ کر سکا تھا۔

سیاہ ہیولے نے پستول کی نال کا رُخ بلیک زیرو کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی پستول کی نال سے ایک باریک سی سوئی نکلی اور کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی سیدھی بلیک زیرو کے کندھے میں گھستی چلی گئی۔ بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا۔ مگر دوسرے وہ بھی ہاتھ پیر چلاتا ہوا دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ سوئی کی نوک پر لگے ہو مخصوص زہر نے پلک جھپکنے میں اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔

سیاہ ہیولا چند لمحے دیوار پر بیٹھا غور سے اندر کا جائزہ لیتا رہا پھر لٹکی ہوئی سیڑھی کے ذریعے وہ تیزی سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا اس لڑکی اور بلیک زیرو کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس نے جھک کر بے ہوش پڑے ہوئے بلیک زیرو کو اٹھا کر کندھے پر لادا اور دوبارہ تیزی سے اسی رسی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیڑھی کے ذریعے وہ چند ہی لمحوں میں دیوار پر پہنچ گیا۔ دیوار کی دوسری طرف بھی سیڑھی لٹکی ہوئی تھی اور دیوار کے بالکل نیچے اس کی کار موجود تھی۔

دانش منزل کے اس حصے کی طرف سڑک موجود تھی مگر رات کو اس سڑک پر آمد و رفت نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی۔ اس لئے سیاہ ہیولا تیزی سے نیچے اترا اور اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر بلیک زیرو دونوں سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔ بلیک زیرو کو لٹانے کے بعد وہ ایک بار پھر سیڑھی کے ذریعے چڑھ کر دانش منزل میں داخل ہوا۔ اور اس بار جب وہ واپس آیا تو وہ لڑکی جو مس شوگی تھی اس کے کندھے پر موجود

تھی۔ نیچے اتر کر اس نے مس شوگی کو بھی پچھلی نشست پر لٹا دیا اور پھر دروازے کو اچھی طرح بند کر کے اس نے دیوار پر لٹکی ہوئی سیڑھی کو ایک مخصوص انداز میں کھینچا اور پھر سیڑھی کو گچھے کے انداز میں لپیٹ کر اس نے اگلی سیٹ کے نیچے پھینک دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر اڑی چلی جا رہی تھی۔

نمبر ٹو حیرت انگیز طور پر اپنے مشن میں کامیاب رہا تھا۔ اس کے چہرے مسکراہٹ تھی۔

بلیک زیرو کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک کافی بڑے کمرے میں بندھا ہوا پایا۔ چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے اسے اس انداز سے کرسی سے باندھا گیا تھا کہ سوائے سر کے باقی جسم کو حرکت دینا ناممکن ہو گیا تھا۔ کمرے میں دیواروں کے ساتھ عجیب و غریب قسم کی مشینیں نصب تھیں۔ کمرے میں کوئی انسان نہ تھا اور کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔

بلیک زیرو حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ ہوش میں آنے کے چند لمحے لاشعوری طور پر گزر گئے۔ مگر شعور جاگتے ہی اسے اپنے یہاں آنے کا پس منظر یاد آگیا۔ اسے بس اتنا یاد تھا کہ اس نے دانش منزل میں داخل ہونے وا

لڑکی کو گیس گن کے ذریعے بیہوش کر دیا تھا اور جب وہ اسے جھک کر دیکھ رہا تھا تو اچانک اس کے کندھے میں سوئی سی گھستی چلی گئی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا اس کے متعلق اس کا ذہن صاف تھا۔

بہرحال اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ مجرموں نے اسے پھانسنے کے لئے خوبصورت اور انتہائی سادہ چال چلی تھی۔ انہوں نے لڑکی کو چارہ بنا کر اندر بھیجا تھا اور بلیک زیرو ان کے جال میں آگیا تھا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک سڈول جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک خوبصورت سی غیر ملکی لڑکی تھی۔ نوجوان بھی غیر ملکی تھا اور اس کی آنکھوں میں ذہانت کی جھلک تھی۔

" تمہیں ہوش آگیا" ——— نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ——— مگر تم کون ہو" ——— بلیک زیرو نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میرا نام ملک الموت ہے دوست ——— دیکھو میں نے کتنی آسانی سے تمہیں اغوا کر لیا ہے ——— حالانکہ تم نے اپنی حفاظت کے لئے کتنا زبردست سائنسی نظام قائم کیا ہوا تھا" ——— نوجوان نے اس کے قریب آکر رکتے ہوئے کہا۔

" مجھے حیرت ہے نمبر ٹو کہ یہاں کی سیکرٹ سروس کتنی پھسڈی ہے کہ اس کا چیف اتنی آسانی سے اغوا کر لیا گیا" ——— لڑکی نے آہستہ سے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ بات نہیں ہے مس شوگی ——— بس اسے خوش قسمتی کہا جا سکتا ہے کہ ہم لوگ کامیاب رہے ——— اچھا دوست ——— اب تم نے ہمیں

صرف اتنا بتانا ہے کہ سیکرٹ سروس کے کتنے ممبر ہیں ۔۔۔ ان کے نام
اور پتے کیا ہیں" ۔۔۔ نمبر ٹو نے بلیک زیرو سے مخاطب ہوتے ہوئے
پوچھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے ۔۔۔ بھلا میرا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق
میں تو ایک معمولی سا تاجر ہوں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے مضبوط لہجے
جواب دیا۔ وہ مس شوگی کا نام سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ مادام دی کے گروہ
کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔

"اوہ ۔۔۔ کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو مسٹر ۔۔۔ کیا ہمیں ہونق
سمجھ رکھا ہے کہ ہم معمولی تاجروں کو اغوا کرتے پھر رہے ہیں ۔۔۔ میرا
ہے تم یہ فلم دیکھ لو۔ اس کے بعد تمہیں خود ہی سمجھ آجائے گی کہ ہم کس
حد تک جانتے ہیں" ۔۔۔ نمبر ٹو نے کہا۔

اور اس نے شوگی کو اشارہ کیا۔ شوگی نے آگے بڑھ کر پروجیکٹر آن
کر دیا اور کمرے کی بتیاں بجھا دیں۔

بلیک زیرو کے سامنے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی اور پھر اس
پر وہ منظر ابھر آیا جس میں عمران پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں کار چلا
رہا تھا۔ کار دانش منزل میں پہنچی اور پھر بلیک زیرو عمران کے استقبال
کے لئے برآمدے میں آگیا اور پھر وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے مخصوص
کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

اور اس کے ساتھ ہی سکرین صاف ہو گئی۔ مس شوگی نے بتیاں جلا
دیں۔

"اب سمجھ میں بات آئی" ۔۔۔ نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ اس گفتگو میں سیکرٹ سروس کا لفظ استعمال ہوا ہے اور
اسی وجہ سے یہ مجرم وہاں تک پہنچے ہیں۔

"کیا عمران پر بھی تمہاری طرف سے حملہ کیا گیا تھا" ۔۔۔ بلیک زیرو
نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ جیسے ہی ہمیں پتہ چلا کہ پرنس دراصل سیکرٹ سروس کا
آدمی ہے ۔۔۔ ہم نے اس کا کانٹا درمیان سے نکال دیا" ۔۔۔ نمبر ٹو نے
فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"مگر کیسے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"معمولی سی بات تھی ۔۔۔ وہ شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لے رہا
تھا چنانچہ ایک لڑکے کو اغوا کر کے میں اس کے روپ میں اس مقابلہ
میں پہنچ گیا۔ میری تلوار کی نوک پر ایک مخصوص زہر لگا ہوا تھا۔ میں نے
اس کی کلائی پر خراش ڈال دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاملہ ختم" ۔۔۔ نمبر ٹو
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق وی گینگ سے ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اوہ ۔۔۔ تو تمہیں یہاں تک معلوم ہو گیا ۔۔۔ ویری بیڈ ۔۔۔ ہم تو
سمجھے تھے کہ تم نے مس شوگی کے کمرے میں ابھی ٹرانسمیٹر نصب کیا ہے"
نمبر ٹو نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بہت کچھ معلوم ہے اور جہاں تک تمہارا خیال ہے کہ میں سیکرٹ
سروس کا چیف ہوں ۔۔۔ یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ میں تو سیکرٹ سروس
کے اس معمولی سے اڈے کا رکھوالا ہوں اور بس ۔۔۔ البتہ یہ بات بتا
دوں کہ سیکرٹ سروس تمہاری راہ پر لگ چکی ہے اور شاید اب تک

تمہارا پورا گینگ گرفتار بھی ہو چکا ہو" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر بچوں والی باتیں کر رہے ہو۔ دی گینگ اتنا کمزور نہیں کہ تم جیسے پس ماندہ ملک سے تعلق رکھنے والے اسے گرفتار کر سکیں۔ بہرحال باتیں بہت ہو چکیں۔ تم مجھے سیکرٹ سروس کے نام اور پتے بتا دو ورنہ دوسری صورت میں عبرت ناک اذیت کے لئے تیار ہو جاؤ" ـــــ نمبر ٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تم جو چاہو کر لو ـــــ جو بات سچی تھی وہ میں نے بتا دی ـــــ مجھے سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اچھا ـــــ یہ بات ہے ـــــ تو پھر ٹھیک ہے ـــــ میں نے سوچا تھا کہ تم اپنے آپ کو خواہ مخواہ اذیت سے بچا لو گے ـــــ بہرحال تمہاری مرضی" ـــــ نمبر ٹو نے کہا۔

اور پھر وہ مڑ کر دیوار کے ساتھ نصب ایک بڑی سی مشین کے پاس پہنچ گیا۔ مشین کی سائیڈ میں ایک ہک پر ایک بڑا سا کنٹوپ لٹکا ہوا تھا جس کے ساتھ ایک تار منسلک تھی جو مشین کے اندر جا رہی تھی۔

نمبر ٹو نے وہ کنٹوپ اٹھایا اور لا کر بلیک زیرو کے سر پر چڑھا دیا۔ اس کنٹوپ نے بلیک زیرو کے سر کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی ڈھک دیں۔ نمبر ٹو نے کنٹوپ کے ساتھ لٹکے ہوئے چمڑے کے تسمے بلیک زیرو کی گردن میں کس دیئے۔ اور پھر وہ مشین کی طرف بڑھ گیا۔

مس شوگی ایک طرف خاموش کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔

نمبر ٹو نے ایک مشین کا بٹن آن کیا اور مشین میں جیسے بجلی کی لہریں سی

دوڑنے لگیں۔

نمبر ٹو نے ایک موٹھ کو گھما کر مشین پر موجود ایک ڈائل کو چیک کیا۔ موٹھ کے گھومتے ہی ڈائل پر موجود سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے حرکت میں آئی اور جب وہ ایک مخصوص نمبر پر پہنچی تو نمبر ٹو نے موٹھ پر سے ہاتھ ہٹا لیا۔ اس نے مڑ کر ایک لمحے کے لئے بلیک زیرو کی طرف دیکھا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اور پھر انگلی سے اس نے ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے بلیک زیرو کا جسم یوں کانپنے لگا جیسے بے انتہا سردی میں کسی نے اسے ٹھنڈے پانی کے ٹب میں ڈبکی دے دی ہو۔ بلیک زیرو کا چہرہ بگڑ گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

اور پھر اپنے آپ کو سنبھالنے کے باوجود اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلتی چلی گئیں۔ اس کے جسم کی کپکپاہٹ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی رگ رگ میں کسی نے آگ لگا دی ہو۔ اس کا دل ڈوبنے لگا تھا۔

نمبر ٹو نے اٹھ کر موٹھ کو ذرا سا اور گھمایا تو بلیک زیرو کا جسم پہلے سے زیادہ بری طرح سے کانپنے لگا۔ اور پھر اس کے جسم کو زوردار جھٹکے لگنے لگے اور بلیک زیرو کے حلق سے نکلنے والی چیخیں اور بلند ہوتی چلی گئیں۔

ایک لمحے بعد نمبر ٹو نے بٹن آف کر دیا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم یکدم سرد پڑ گیا ہو۔ رگوں میں کھولتا ہوا لاوا یکدم سرد پڑ گیا تھا مگر جسم پر چھائی ہوئی کپکپاہٹ ابھی تک ویسے ہی تھی البتہ اس کے حلق سے چیخیں نکلنی بند ہو گئی تھیں۔

اسی لمحے نمبر ٹو نے ایک اور بٹن دبا دیا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں کوئی کنکھجورا رینگنے لگا ہو۔

" تمہارا نام کیا ہے " ـــــــ نمبر ٹو نے مشین سے منسلک ایک مائیک اٹھا کر اس میں بولتے ہوئے کہا۔

" طاہر " ـــــــ بلیک زیرو کے حلق سے بے اختیار نکل گیا۔

" تم سیکرٹ سروس کے سربراہ ہو " ـــــــ نمبر ٹو نے دوسرا سوال کیا۔

" ہاں " ـــــــ بلیک زیرو لاشعوری طور پر جواب دیتا گیا۔ شاید نمبر ٹو نے اس مشین کے ذریعے اس کے اعصابی نظام کو اس حد تک کمزور کر دیا تھا کہ اب وہ ذہنی طور پر مدافعت کرنے کے قابل ہی نہ رہا تھا۔

" سیکرٹ سروس کے کتنے ممبر ہیں " ـــــــ نمبر ٹو نے پوچھا۔

" سات ہیں " ـــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" ان کے نام بتاؤ " ـــــــ نمبر ٹو نے پوچھا۔

" صفدر ۔ جولیا ۔ چوہان ، صدیقی ، تنویر ، نعمانی اور کیپٹن شکیل " ـــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" ان کے پتے اور ٹیلیفون نمبر بتاؤ " ـــــــ نمبر ٹو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

اور بلیک زیرو نے سب کے پتے اور ٹیلیفون نمبر بتانے شروع کر دیے۔

" سیکرٹ سروس کا کوڈ کیا ہے " ـــــــ نمبر ٹو نے پوچھا۔

" ایکسٹو " ـــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اور پھر نمبر ٹو نے مشین کا بٹن آف کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے

یل زیرو کے سر سے کنٹوپ اتار لیا۔

بلیک زیرو کا جسم ابھی تک ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

" کیسی رہی مسٹر طاہر ـــــــ تم نے شاید یہ سمجھا تھا کہ میں کوئی جسمانی ذیت دوں گا ـــــــ یہ بات نہیں ـــــــ ہم ترقی یافتہ ملک سے تعلق کھتے ہیں۔ ہمارے پاس ایسی مشینیں ہیں کہ پتھر بھی بول پڑیں "۔ نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کمرے میں مادام وی کی آواز گونج اٹھی۔

" نمبر ٹو ـــــــ تمہاری کارکردگی قابل تعریف ہے "۔

" اوہ ـــــــ مادام آپ کی تعریف کا شکریہ " ـــــــ نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" میرا خیال ہے کہ بجائے ان ممبروں کے گھروں پر چھاپے ماریں۔ کیوں زہم انہیں اس عمارت میں اکٹھا کر لیں ـــــــ تم طاہر کی آواز میں انہیں کال کرو ـــــــ اور انہیں اس عمارت میں آنے کا حکم دو ـــــــ یہاں ان پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے " ـــــــ مادام وی نے کہا۔

" آپ کی تجویز بہتر ہے مادام ـــــــ ہمیں کوڈ کا بھی علم ہو گیا ہے اور یں آسانی سے طاہر کی آواز کی نقل کر سکتا ہوں " ـــــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

" تو ٹھیک ہے ـــــــ انہیں کال کرنے سے پہلے ان کی گرفتاری کا انتظام کر لو ـــــــ بہرحال وہ سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں ـــــــ عام آدمی نہیں " ـــــــ مادام وی نے کہا۔

" بہتر مادام " ـــــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

" گڈ لک " ـــــــ مادام وی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی

آواز آنی بند ہو گئی۔

"مس شوگی ___ تم یہیں ٹھہرو اور اس کا خیال رکھنا" ___ نمبر ٹو نے مس شوگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ___ آپ بے فکر رہیں" ___ مس شوگی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ٹو تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"کیا پرنس مر گیا ہے مسٹر طاہر" ___ نمبر ٹو کے باہر جاتے ہی مس شوگی نے دبے لہجے میں بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اس کی حالت سخت خطرناک تھی" ___ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کاش ___ وہ اتنی جلدی نہ کرتا ___ میری تمام امیدیں خاک میں مل گئیں" ___ مس شوگی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم جانتی ہو کہ مادام وی کون ہے" ___ بلیک زیرو نے اچانک پوچھا

"اوہ ___ مادام وی ___ اس کے متعلق ہم میں سے کوئی نہیں جانتا ___ بس اتنا معلوم ہے کہ وہ کوئی نوجوان عورت ہے اور بس" مس شوگی نے جواب دیا۔

"اگر تم جانتی ہو تو بتا دو ___ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری جان بخشی کر دی جائے گی" ___ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ___ تم اپنی جان کی خیر مناؤ ___ تم اپنی سیکرٹ سروس سمیت تھوڑی دیر بعد دفن ہو جاؤ گے" ___ مس شوگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تم لوگوں کی بھول ہے ___ ہمارے ملک کی سیکرٹ سروس

ہی تر نوالہ نہیں جتنا تم نے سمجھ رکھا ہے ___ یہاں آ کر بڑے بڑے مجرم چوکڑی بھول جاتے ہیں تم تو خیر کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے" ___ بلیک زیرو نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"شاید تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ___ تمہاری سیکرٹ سروس کے ممبران تمہاری آواز میں کال ملتے ہی یہاں پہنچ جائیں گے اور پھر ان سب کا اکٹھا ہی خاتمہ کر دیا جائے گا ___ اب باقی رہ کیا گیا ہے" مس شوگی نے تلخ لہجے میں کہا۔

جواب میں بلیک زیرو کے چہرے پر پراسرار سی طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔ جیسے کوئی بڑا آدمی کسی بچے کی نادانی پر مسکراتا ہے۔ اور شوگی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

عمران سروسز ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ چکا تھا۔ اس کے پورے جسم کے ساتھ مختلف مشینوں سے نکلنے والی تاریں چپکی ہوئی تھیں۔ میز کے گرد دارالحکومت کے ماہر ترین ڈاکٹر سر جھکائے ہوئے کھڑے تھے۔ ان سب کے چہروں پر مایوسی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ مشینوں کے ڈائل بتا رہے تھے کہ عمران موت کے اندھیرے غار میں آہستہ آہستہ اترتا چلا جا رہا ہے اب تک ڈاکٹروں کی بے پناہ کاوشں کے باوجود امید کی ہلکی سی کرن بھی پیدا نہیں ہوئی تھی میز کے ایک طرف سر سلطان بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑے دانتوں سے ہونٹ کاٹ رہے تھے۔

”ڈاکٹر —— پلیز کچھ کیجئے —— عمران ہمارے ملک کا ایسا سرمایہ ہے جس کا نعم البدل مہیا نہیں ہو سکتا —— خدا کے لئے کچھ کیجئے“ سر سلطان نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”ہم نے تو پوری کوشش کر ڈالی ہے مگر تقدیر کے آگے بے بس ہیں جناب —— اب تو دوا کی نہیں دعا کی ضرورت ہے —— عمران

حالت بتا رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اور زندگی اپنی کشمکش ی رکھ سکے گی“ —— ایک بوڑھے ڈاکٹر نے مغموم لہجے میں جواب تے ہوئے کہا۔

”آخر عمران کو بیماری کیا ہے —— آپ کی طب اتنی ایڈوانس بکی ہے —— کیا آپ بیماری کی تشخیص بھی نہیں کر سکتے“ —— سلطان نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”ہمیں افسوس ہے جناب —— سر توڑ کوشش کے باوجود ن کو ہونے والی بیماری کا پتہ نہیں چل سکا۔ کلائی پر لگنے والی خراش صرف یہی آئیڈیا ذہن میں آتا ہے کہ ہو سکتا ہے انہیں کوئی زہر دیا ہو —— مگر ہر قسم کے زہر کا علاج بے سود رہا ہے“ —— اسی لٹر نے جواب دیا۔

”اوہ —— کیا آپ نے اس سلسلے میں ڈاکٹر موسیٰ سے بات کی ہے انے سنا ہے کہ وہ زہروں کے متعلق بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے“ سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر موسیٰ واقعی دنیا میں زہروں کے بارے میں اتھارٹی سمجھے تے ہیں —— مگر وہ سیاح قسم کے آدمی ہیں —— نہ جانے اس ت کہاں ہوں گے“ —— ڈاکٹر نے جواب دیا۔

”ارے —— آپ کو علم نہیں کہ ڈاکٹر موسیٰ آجکل دارالحکومت آئے ئے ہیں —— کل ہی میری ان سے ملاقات ہوئی ہے“ —— سر سلطان تیز لہجے میں کہا۔

”یہاں دارالحکومت میں آئے ہوئے ہیں —— ہمیں تو ان کی آمد

کی کوئی اطلاع نہیں ہے ـــــ اگر ایسا ہے تو ان سے ضرور رابطہ قائم ہونا چاہیئے" ـــــ ڈاکٹر نے چونک کر کہا۔

مگر سر سلطان ڈاکٹر کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی دوڑتے ہوئے آپریشن تھیٹر سے باہر نکل گئے تھے۔ وہ سیدھے گیلری میں لپکتے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھے ـــــ اور انہوں نے بڑی پھرتی سے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ان کے چہرے پر ہیجان اور جوش پھیلا ہوا تھا۔

"سیون سٹار ہوٹل" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز اُبھری۔

"ڈاکٹر موسیٰ سے بات کرلیئے ـــــ جلدی ـــــ میں سیکرٹری وزارت خارجہ بول رہا ہوں" ـــــ سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے جناب" ـــــ دوسری طرف سے اُبھرنے والی آواز نے فوراً ہی لہجے کو مودبانہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر سر سلطان کے کانوں میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ پھر ریسیور اٹھایا گیا۔

"یس ـــــ ڈاکٹر موسیٰ سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ـــــ میں سلطان بول رہا ہوں ـــــ سیکرٹری وزارت خارجہ ـــــ ڈاکٹر صاحب ـــــ آپ فوراً سروسز ہسپتال آجائیں ہمارے ملک کا ایک انتہائی قیمتی انسان اس وقت موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا ہے اور عام طور پر خیال کیا جا رہا ہے کہ اسے کوئی ایسا زہر دیا گیا ہے جسے ڈاکٹر تشخیص نہیں کر پا رہے" ـــــ سر سلطان نے تکلف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنا مدعا کہہ دیا۔

"زہر ـــــ جسے ڈاکٹر تشخیص نہیں کر سکے ـــــ اچھا پھر تو میں ضرور آؤں گا" ـــــ ڈاکٹر موسیٰ کے لہجے میں اشتیاق کے آثار نمایاں تھے۔

"پلیز ڈاکٹر ـــــ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ خدا کے لئے جس قدر جلد ہو سکے پہنچیئے ـــــ شاید اللہ تعالیٰ رحمت فرما دے" ـــــ سر سلطان واقعی بوکھلائے ہوئے تھے۔

"میں آرہا ہوں جناب ـــــ آپ حوصلہ کیجئے" ـــــ ڈاکٹر موسیٰ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا گیا۔ سر سلطان نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر موسیٰ آرہے ہیں" ـــــ سر سلطان نے چیخ کر قریب کھڑے ڈاکٹر سے کہا اور پھر خود ہی بھاگتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ڈاکٹر اس مدبر اور انتہائی سنجیدہ شخصیت کو اس طرح بوکھلایا ہوا دیکھ کر حیران تھے۔ مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ سر سلطان کی نظر میں عمران کی کیا وقعت ہے اور انہیں اس نوجوان سے کتنی محبت ہے۔

عمران کی اس حالت نے ان کی تمام سنجیدگی کو بوکھلاہٹ میں تبدیل کر دیا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر موسیٰ کی کار مین گیٹ کے سامنے آکر رکی تو سر سلطان عقاب کی طرح کار کی طرف جھپٹے۔

"آیئے آیئے ـــــ ڈاکٹر صاحب ـــــ جلدی کیجئے" ـــــ سر سلطان نے خود ہی دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"حوصلہ کیجئے جناب ـــــ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا" ـــــ ڈاکٹر

موسیٰ نے ان کی بوکھلاہٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"پلیز ڈاکٹر ——— ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ——— سر سلطان نے سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر جیسے ہی ڈاکٹر موسیٰ باہر نکلے سر سلطان نے لپک کر ان کا مخصوص بیگ اٹھا لیا۔

"ارے ——— ارے ——— اسے مجھے دیجیے" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے بوکھلا کر کہا۔

"چھوڑیئے ڈاکٹر ——— جلدی کیجیے" ——— سر سلطان نے بیگ سمیت تقریباً بھاگنا شروع کر دیا۔ اور ڈاکٹر موسیٰ کو بھی ان کے ساتھ بھاگنا پڑا۔ آپریشن تھیٹر کے سامنے بڑے ڈاکٹر ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ لیکن سر سلطان ڈاکٹر موسیٰ کا بازو پکڑے انہیں آپریشن تھیٹر میں گھسیٹ کر لیتے چلے گئے۔

"یہ عمران ہے ڈاکٹر صاحب ——— خدا کے لئے کچھ کیجیے" ——— سر سلطان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور ڈاکٹر موسیٰ عمران پر جھک گئے ——— انہوں نے اس کا تفصیلی معائنہ شروع کر دیا۔ پھر دائیں آنکھ کا پپوٹا کھولتے ہوئے وہ طرح چونک پڑے۔

"رنگین موت ———" ڈاکٹر موسیٰ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ" ——— سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— انہیں دنیا کا سب سے خوفناک زہر "لیوکا" دیا گیا ہے

۔ رنگین موت کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"اور اس کا علاج" ——— سر سلطان نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"طب میں تو اس کا کوئی علاج نہیں ——— البتہ افریقہ کے وحشی ل اپنے انداز میں اس کا علاج کرتے ہیں" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"جلدی کیجیے ——— کوئی سا علاج کیجیے ——— بس اس کی زندگی بچا لیجئے" ——— سر سلطان نے کہا۔

"حوصلہ رکھیے جناب ——— اس کے جسم کے ساتھ نصب تمام نلکیاں ہٹا لیجیے اور دو تین ذرا ہٹے کٹے قسم کے نوجوان بلوا لیجئے جلدی" اکٹر موسیٰ نے کہا

"جلدی کیجیے ڈاکٹر یونس ——— جیسے ڈاکٹر موسیٰ کہہ رہے ہیں ویسے یے ——— وقت ضائع نہ کیجیے" ——— سر سلطان نے چیخ کر کہا اور اکٹر یونس نے دوسرے ڈاکٹروں کو اشارہ کیا اور عمران کے جسم سے لک تمام تاریں تیزی سے ہٹائی جانے لگیں۔ اور ڈاکٹر یونس خود تیزی سے آپریشن تھیٹر سے باہر نکل گئے۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئے ان کے پیچھے چار ہٹے کٹے میل نرس اندر آ گئے۔

"سنو نوجوان ——— اس مریض کے قریب کھڑے ہو جاؤ اور پوری ت سے اس کے گال پر تھپڑ مارنے شروع کر دو ——— بیشک آہستہ ار مگر مار مسلسل ——— جب تھک جاؤ تو پیچھے ہٹ جانا۔ دوسرا آدمی گے بڑھ آئے۔ کم از کم ایک گھنٹہ اسے مسلسل تھپڑ مارنے چاہییں"

ڈاکٹر موسیٰ نے میل نرسوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور سر سلطان کے ساتھ ساتھ باقی ڈاکٹر بھی ڈاکٹر موسیٰ کا تجویز کر
علاج سن کر حیران رہ گئے۔

"آگے بڑھو ——— جلدی کرو ——— ایک طرف ایک اور دوسری
دوسرا اور شروع ہو جاؤ" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے چیخ کر کہا اور دو نو
تیزی سے آگے بڑھے اور پھر عمران کے دونوں گالوں پر تھپڑوں
بارش شروع ہو گئی۔

عمران جس نے زندگی میں کسی سے تھپڑ نہ کھایا تھا۔ اب آپریشن
کی میز پر مسلسل تھپڑوں کی زد میں آیا ہوا تھا۔ تقریباً دس منٹ تک مسل
تھپڑ مارنے کے بعد وہ دونوں ہاتھ جھٹکتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے
دوسرے دونوں نوجوان آگے بڑھے۔

سر سلطان اور دیگر ڈاکٹر خاموش کھڑے یہ عجیب و غریب علاج
دیکھ رہے تھے۔ جب عمران کو تھپڑ کھاتے آدھا گھنٹہ گزر گیا تو ڈاکٹر
نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔ اور آگے بڑھ کر عمران کی نبض چیک
شروع کر دی

"دیکھیے ڈاکٹر یونس" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے مسرت بھرے
میں بوڑھے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ڈاکٹر یونس نے آگے بڑھ کر عمران کی کلائی تھام لی۔ دوسر
لمحے اس کے چہرے پر حیرت اور مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے

"حیرت انگیز ——— انتہائی حیرت انگیز ——— مریض تیزی
زندگی کی طرف لوٹ رہا ہے" ——— ڈاکٹر یونس نے بے اختیا

ے کہا۔

"خدایا تیرا شکر ہے ——— تو واقعی رحیم و کریم ہے" ——— سر سلطان
ے بے اختیار کہا۔

اور پھر ڈاکٹر موسیٰ نے نوجوانوں کو ایک بار پھر تھپڑ مارنے کا عمل
ع کرنے کے لئے کہا۔ اور نوجوان آگے بڑھ کر عمران کو تھپڑ مارنے
مصروف ہو گئے۔

تقریباً آدھا گھنٹہ مزید عمران کے چہرے پر تھپڑوں کی یہ بارش ہوتی
ی۔ ڈاکٹر موسیٰ اس دوران غور سے عمران کے چہرے کی طرف دیکھتے
ے۔ پھر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا اور عمران کی آنکھ کا پپوٹا
ٹھا کر دیکھا۔

"اب یہ خطرے سے باہر ہو چکا ہے" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے اعلان
کر دیا۔

اور پھر ڈاکٹر یونس نے بھی عمران کی نبض چیک کر کے اسی نتیجے کا اعلان
ا تو سر سلطان کے چہرے پر مسرت اور خوشی کا آبشار بہنے لگا۔

"ڈاکٹر ——— آپ واقعی فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہیں"
سلطان نے ڈاکٹر موسیٰ کا ہاتھ پکڑ کر گرمجوشی سے دباتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ اللہ کی رحمت ہے ——— ویسے مجھے اس نوجوان کی
ت برداشت پر حیرت ہے۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا تو اسے
گھنٹے پہلے ہی ختم ہو جانا چاہیے تھا" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے کہا۔

ڈاکٹر یونس اور دوسرے ڈاکٹر عمران کو ہوش میں لانے اور طاقت
کے انجکشن دینے میں مصروف ہو گئے۔ جبکہ ڈاکٹر موسیٰ سر سلطان کے

ہمراہ آپریشن تھیٹر سے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر یونس بھی
کے ساتھ آملے اور وہ سب ڈاکٹر یونس کے کمرے میں بیٹھ گئے۔

"یہ حیرت انگیز علاج ہے ڈاکٹر" —— ڈاکٹر یونس نے ڈاکٹر
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں —— میں نے افریقہ کے وحشی قبائل کو یہ علاج کرتے خود
ہے —— یہ زہر دراصل شمالی افریقہ کی ایک مخصوص بوٹی "یوکا"
حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اسے رنگین موت اسی لئے کہتے ہیں کہ جب
مریض مرجاتا ہے تو اس کے جسم کے مختلف حصوں کا رنگ مختلف
جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں لاش ٹیکنی کلر بن جاتی ہے" ——
موسیٰ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور پھر ڈاکٹر یونس اور ڈاکٹر موسیٰ کے درمیان اس علاج کے فلسفے
پر گفتگو شروع ہو گئی۔ مگر سر سلطان کی نظریں دروازے پر ہی جمی
تھیں۔ انہیں شاید عمران کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوا۔

"مریض کو ہوش آگیا ہے جناب —— اب وہ مکمل طور پر خطرے سے
باہر ہیں" —— ڈاکٹر نے کہا۔

"خدایا تیرا شکر ہے —— کیا میں عمران سے بات کر سکتا ہوں"
سر سلطان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں جناب —— وہ سخت کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔
ایسا نہ ہو کہ دماغ پر زور دینے سے حالت پھر بگڑ جائے۔ انہیں کل
تک مکمل آرام کرنا ہوگا" —— ڈاکٹر نے کہا۔

"اچھا پھر مجھے اجازت —— اور ہاں ڈاکٹر یونس —— عمران
کی حفاظت آپ کے ذمہ ہوگی اور ان کے ہوش میں آجانے کو بھی خفیہ
رکھا جائے —— ایسا نہ ہو کہ مجرم دوبارہ وار کریں" —— سر سلطان
نے کہا۔

"مجرم" —— ڈاکٹر موسیٰ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر —— عمران کو اس حال میں مجرموں نے ہی پہنچایا ہے
عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے" —— سر سلطان نے
کہا۔

"اوہ —— میں سمجھ گیا —— اسی لئے آپ پریشان تھے" —— ڈاکٹر
موسیٰ نے کہا۔

"آپ چلیں گے ڈاکٹر" —— سر سلطان نے ڈاکٹر موسیٰ سے مخاطب
ہو کر پوچھا۔

"آپ جائیے —— میں ذرا ڈاکٹر یونس سے گفتگو کروں گا —— کافی
عرصہ بعد ملاقات ہوئی ہے" —— ڈاکٹر موسیٰ نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"اوہ —— اچھا" —— سر سلطان نے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر موسیٰ اور
ڈاکٹر یونس سے مصافحہ کر کے اور عمران کی حفاظت کے بارے میں
ایک بار پھر کہہ کر تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔
اس بار ان کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

جولیا اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر نیم درازی کی حالت میں
ہوئی ایک جاسوسی ناول کے مطالعے میں مصروف تھی کہ اچانک کال بیل
کی آواز سنائی دی۔
جولیا نے چونک کر کتاب میز پر رکھی اور پھر دروازے کی طرف بڑھ
گئی۔ دروازے پر صفدر موجود تھا۔ جس کے چہرے پر پریشانی کے آثار
نمایاں تھے۔
"آؤ ــ آؤ" ــــ جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔
"عمران کی حالت بہت خراب ہے ــــ مجھے ابھی معلوم ہوا
ہے" ــــ صفدر نے کہا۔
"کیوں ــــ کیا ہوا عمران کو" ــــ جولیا نے چونک کر پوچھا۔
"آج یونیورسٹی میں شمشیر زنی کا مقابلہ تھا جس میں عمران نے بھی
حصہ لیا تھا ــــ ہم لوگ تو گئے نہیں ــــ وہاں مقابلے کے بعد
اچانک عمران لڑکھڑا کر گر گیا اور جوزف اسے اٹھا کر لے آیا اور اسے
دانش منزل پہنچا دیا۔ اس کی حالت سخت خراب تھی۔ ابھی تھوڑی
دیر پہلے جوزف نے عمران کا پتہ کرنے کے لئے ایکسٹو کو فون کیا مگر وہاں

سے کوئی جواب نہیں ملا تو اس نے مجھے کال کیا۔ تب مجھے اس کے
بارے میں علم ہوا ــــ میں نے بھی ایکسٹو کو فون کیا مگر کوئی جواب
نہ ملا تو میں تمہارے پاس آگیا" ــــ صفدر نے جواب دیا۔
"اوہ ــــ ایکسٹو کا فون پر نہ ملنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ عمران کی حالت
کچھ زیادہ ہی خراب ہے ــــ مگر ہوا کیا" ــــ جولیا نے پوچھا۔
"جوزف نے بس اتنا بتایا ہے کہ عمران نے پانچ شمشیر زنوں کا
اکیلے ہی مقابلہ کیا اور سب کو شکست دے دی۔ مہمان خصوصی نے اسے
طلائی تمغہ پہنایا۔ اور اسی وقت عمران لڑکھڑا کر نیچے فرش پر گر گیا۔ جوزف
نے عمران کے چہرے پر اچانک پھیلتی ہوئی زردی دیکھی تو وہ کود کر رنگ
میں آیا اور اسے اٹھا کر دانش منزل لے آیا۔ جہاں ایکسٹو نے اسے
واپس بھیج دیا" ــــ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"حیرت ہے ــــ عمران کی صحت کو دیکھتے یہ کہا بھی نہیں جا سکتا
کہ اسے کوئی دورہ پڑا ہوگا" ــــ جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں
کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا" اچانک میز پر پڑے
ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔
جولیا نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔
"کوڈ ایکسٹو ــــ میں طاہر بول رہا ہوں ــــ تم فوراً تھرٹی فور
اڈرن مینشن پہنچو ــــ وہاں بھی کوڈ ہی ہوگا ــــ فوراً میری ہدایت
پر عمل کرو" ــــ دوسری طرف سے ایک اجنبی آواز میں کہا گیا اور اس
کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔
"یہ کیا چکر ہے ــــ یہ طاہر کون ہے" ــــ جولیا نے حیرت زدہ

لہجے میں کہا۔

"طاہر" ۔۔۔ صفدر نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اور جولیا نے تمام گفتگو دہرا دی۔

"حیرت انگیز" ۔۔۔ صفدر نے بھی بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ۔۔۔ ایکسٹو کو فون کیا جائے ۔۔۔ مجھے کوئی گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے"

جولیا نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ مگر دوسری طرف سے مخصوص مشینی آواز ابھری کہ پیغام ریکارڈ کرا دیا جائے اور جولیا نے ریسیور رکھ دیا۔

"ایکسٹو غائب ہے" ۔۔۔ جولیا نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"تھرٹی فور ناردرن مینشن" ۔۔۔ صفدر نے کہا ۔۔۔ "یہ عمارت شہر کے مشرقی حصے میں ہے۔"

"ہاں ۔۔۔ میں نے دیکھی ہے ۔۔۔ خاصی بڑی عمارت ہے" ۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"کیپٹن شکیل کو فون کرو ۔۔۔ شاید اسے کچھ معلومات ہوں" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور جولیا نے ریسیور اٹھا کر کیپٹن شکیل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا نے کہا۔

"مس جولیا ۔۔۔ ابھی ایک لمحہ پہلے مجھے عجیب سا پیغام ملا ہے۔ کوئی طاہر بول رہا تھا ۔۔۔ اس نے کوڈ ایکسٹو کہا ہے اور تھرٹی فور ناردرن مینشن پہنچنے کے لئے کہا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے فوراً کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مجھے بھی ابھی ابھی فون ملا ہے ۔۔۔ صفدر میرے پاس بیٹھا ہے

ایکسٹو بھی کافی دیر سے غائب ہے ۔۔۔ یہ آخر کیا چکر ہے" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"مگر یہ طاہر کون ہے ۔۔۔ اور اس کا حوالہ دینے کی کیا ضرورت تھی" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا ۔۔۔ ہم تو کسی طاہر کو نہیں جانتے ۔۔۔ میرا خیال ہے سب ممبروں کو یہی پیغام دیا گیا ہوگا ۔۔۔ آپ تیار رہو کر میرے فلیٹ پر آ جائیں ۔۔۔ پھر پروگرام بنائیں گے" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں آ رہا ہوں" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

اور جولیا نے کریڈل دبا کر دوسرے ممبروں سے رابطہ ملانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہو گیا کہ کسی اجنبی لہجے میں یہی پیغام سب ممبروں کو دیا گیا ہے۔ جولیا نے سب کو اپنے فلیٹ پر آنے کی دعوت دی۔

"یہ کوئی خاص چکر ہی معلوم ہوتا ہے" ۔۔۔ جولیا نے ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ میرا خیال ہے ۔۔۔ کوئی مجرم گروہ میدان میں اتر آیا ہے" صفدر نے جواب دیا۔

"مگر اس طرح ہمیں بلانے کا کیا مقصد ہوگا" ۔۔۔ جولیا نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو وہاں پہنچنے پر ہی معلوم ہوگا" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل۔ نعمانی۔ چوہان، تنویر اور صدیقی بھی یکے بعد دیگرے جولیا کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔ اور ایک بار پھر اس عجیب و غریب پیغام پر بحث چھڑ گئی۔

"دوستو ۔۔۔ بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔۔۔ پیغام کے دیئے

ہوئے پتہ پر چلتے ہیں ـــــ وہاں جا کر معلوم ہو جائے گا"ـــــ صفدر نے بحث ختم کرتے ہوئے کہا۔

"مگر ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی مجرم گروہ کو ہمارے متعلق علم ہو گیا ہو اور وہ ہمیں اس طرح تجسس میں رکھ کر ایک جگہ اکٹھا کر کے ختم کرنا چاہتا ہو"ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ـــــ ایسا بھی ہو سکتا ہے ـــــ مگر ہمیں ہر قسم کی صورت حال کے لئے تیار ہو کر جانا چاہیئے ـــــ میرا خیال ہے ـــــ ہم میں آدھے پہلے وہاں پہنچیں اور آدھے رک جائیں ـــــ بی فائیو ٹرانسمیٹر ساتھ لے کر جائیں اور پھر جیسی بھی صورت حال ہو اس کے مطابق باقی لوگ کام کریں"ـــــ صفدر نے کہا۔

اور اس تجویز پر سب متفق ہو گئے۔ چنانچہ جولیا۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی نے پہلے جانے کا فیصلہ کیا۔ جبکہ صفدر، تنویر، چوہان اور صدیقی نے بعد میں جانا تھا۔ جولیا نے الماری میں سے بی فائیو ٹرانسمیٹر نکال کر سب کے حوالے کئے۔

اور پھر وہ فلیٹ سے باہر آ گئے۔ وہ سب اپنی اپنی موٹر سائیکلوں پر سوار تھے جبکہ جولیا کے پاس کار تھی۔ اور اس طرح یہ قافلہ تیزی سے ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے شہر کے شمالی حصے کی طرف بڑھنے لگے۔

سب سے آگے جولیا کی کار تھی جبکہ اس سے تھوڑے فاصلے پر کیپٹن شکیل کی موٹر سائیکل تھی اور اس سے تھوڑے فاصلے پر نعمانی کی موٹر سائیکل تھی۔ جبکہ باقی چار افراد خاصا فاصلہ دے کر چل رہے تھے تھوڑی دیر بعد وہ سب تھرٹی فور نادرن مینشن کے قریب پہنچ گئے

میں جانے والے چاروں اتنے فاصلے پر رک گئے۔ جہاں تک بی فائیو ٹرانسمیٹر کام کرتا تھا۔

جبکہ جولیا، کیپٹن شکیل اور نعمانی سیدھے نادرن مینشن کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

سب سے پہلے جولیا نادرن مینشن میں داخل ہوئی۔ جیسے ہی اس نے کار پورچ میں روکی۔ ایک سڈول جسم والا نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔

"مس جولیا"ـــــ نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں"ـــــ جولیا نے باہر آتے ہوئے جواب دیا۔

"کوڈ"ـــــ نوجوان نے پوچھا۔

"ایکسٹو"ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اندر چلی جایئے ـــــ مسٹر طاہر آپ کا انتظار کر رہے ہیں"ـــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا سر جھٹکتی ہوئی عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی

بلیک زیرو بدستور کرسی پر بندھا ہوا تھا۔ اور مس شوگی اس سے باتوں میں مصروف تھی کہ نمبر ٹو تیزی سے اندر داخل ہوا۔

" آپ کے سب ممبروں کو کال کر لیا گیا ہے مسٹر طاہر ـــــ اور میں نے یہاں پہنچتے ہی ان کی گرفتاری کا انتظام بھی کر لیا ہے" ـــــ نمبر ٹو نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم نے سیکرٹ سروس کو شاید بچوں کا کھیل سمجھ رکھا ہے مسٹر....." بلیک زیرو نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا۔

" میرا نام مارکس ہے ـــــ اور واقعی میرے سامنے تمہاری سیکرٹ سروس بچوں کا کھیل ہے ـــــ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ہماری تنظیم نے دنیا کی منظم۔ جدید ترین اور انتہائی تربیت یافتہ سیکرٹ سروس سے مقابلہ کیا ہوا ہے ـــــ اور آج تک کوئی بھی ہماری گرد کو نہیں پہنچ سکا ـــــ تم لوگ تو ہمارے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے"۔ مارکس نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اب کیا پروگرام ہے نمبر ٹو" ـــــ شوگی نے اس کے خاموش ہوتے ہی پوچھا۔

" پروگرام کیا ہونا ہے ـــــ تم اس کے قریب رہو اور خیال رکھنا کہ یہ آزاد ہونے کی کوشش نہ کرے۔ جب میں اس کے تمام ممبروں کو قابو کر لوں گا تو پھر اسے بھی اس کے ممبروں کے پاس پہنچا دیا جائے گا اور پھر موت کے بھیانک اندھیرے ان کے مقدر ہوں گے" ـــــ مارکس نے کہا اور دوسرے لمحے وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

" آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اگر تم نے اپنی زندگی بچانی ہے تو ہمارے ساتھ مل جاؤ" ـــــ بلیک زیرو نے مارکس کے جاتے ہی مس شوگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آخر تمہیں اتنا اطمینان کیوں ہے کہ تم بچ جاؤ گے ـــــ تم مارکس کو نہیں جانتے ـــــ تنظیم میں مادام وی کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے اور مادام وی تو پس منظر میں رہتی ہے جبکہ مارکس ہی تمام کام سرانجام دیتا ہے۔ اسے دھوکا دینا ناممکن ہے ـــــ اور یہ سمجھ لو کہ اب تمہارے دن گنے جا چکے ہیں" ـــــ مس شوگی نے شوخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہاری مرضی" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ مارکس نے جیسے ہی اس کے لہجے میں ممبروں کو کال کیا ہو گا وہ مشکوک ہو گئے ہوں گے۔ کیونکہ بحیثیت طاہر اس نے انہیں کبھی کال نہ کیا تھا اور نہ ہی وہ کسی طاہر یا اس کے لہجے سے واقف تھے اور یہی بات مارکس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ مگر ممبروں کے آنے سے پہلے اس کا آزاد ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ ممبر اسے اس حلیئے میں پہچانتے تک نہ

تھے اور اگر وہ ان کے سامنے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتا تو ایکسٹو کی
شخصیت بے نقاب ہو جاتی۔ چنانچہ اس نے خاموش رہ کر آزاد ہونے
کی ترکیبیں سوچنی شروع کر دیں۔

مارکس نے اسے کچھ اس طرح باندھا تھا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکتا
تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پہلوؤں پر لٹکے ہوئے تھے۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے پانی کا ایک گلاس پلوا دو"۔۔۔ اچانک
بلیک زیرو نے شوگی سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک طرف کرسی پر بڑے اطمینان
سے بیٹھی ہوئی تھی۔

"کیوں نہیں پلوا سکتی"۔۔۔ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ا
کر ایک طرف رکھی ہوئی الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری
کھول کر جگ اور گلاس نکالا۔ جگ میں پانی موجود تھا۔ شوگی نے بڑے
اطمینان سے گلاس میں پانی بھرا۔ اور پھر گلاس اٹھائے وہ بلیک زیرو کی
بڑھ آئی۔

اس نے بلیک زیرو سے بالکل قریب ہو کر گلاس بلیک زیرو کے منہ
لگا دیا۔ پانی پلوانے کے لئے چونکہ شوگی کو بلیک زیرو کے بالکل قریب
پڑا تھا۔ اور یہی بلیک زیرو چاہتا تھا۔ اس لئے جیسے ہی شوگی نے گلاس
بلیک زیرو کے منہ سے لگایا۔ بلیک زیرو نے اچانک اپنے جسم کو آ
کی طرف جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ کرسی الٹ گئی اور شوگی کو چونکہ
اس کا تصور تک نہ تھا۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکی اور دوسرے
وہ فرش پر کمر کے بل گر پڑی جبکہ بلیک زیرو کرسی سمیت اس کے اوپر گرا
شوگی نے نیچے گرتے ہی اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی مگر بلیک زیرو

قوت سے اس کی ناک پر ٹکر ماردی اور مس شوگی کے حلق سے بے اختیار
نکل گئی۔ بلیک زیرو کا سر کسی مشین کی طرح چل رہا تھا اور اس کے سر کی
یں مسلسل شوگی کی ناک پر پڑ رہی تھیں۔ شوگی تیسری ٹکر کے بعد ہی بے حس و
ت ہو گئی۔ اس کی ناک پچک گئی تھی اور منہ اور ناک سے خون تیزی سے
کلا تھا۔ بلیک زیرو نے شوگی کی چیخوں کی قطعاً پرواہ نہ کی کیونکہ اسے معلوم
کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔

شوگی کے ہاتھ سے گلاس فرش پر گر کر ٹوٹ چکا تھا۔ بلیک زیرو نے
کے بے ہوش ہوتے ہی اپنی کرسی گھسیٹی اور پھر گلاس کا ٹوٹا ہوا ایک
اس کے ہاتھ میں آگیا۔ ٹوٹنے کی وجہ سے اس کا ایک حصہ تیز دھار
کی مانند ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے لٹکے ہوئے ہاتھ کی مدد سے اپنی
پر بندھی ہوئی چمڑے کی بیلٹ کاٹنی شروع کر دی اور چند لمحوں کی
ش کے بعد وہ اس بیلٹ کو کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اس نے
ے دونوں پیر جو کرسی کے پیروں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے، اوپر کی
کھینچے۔

رانوں کے آزاد ہو جانے کی وجہ سے ایسا کرنے میں آسانی ہو گئی تھی
پھر چند لمحوں بعد دوسری بیلٹ بھی کٹ گئی۔ اب اس کے دونوں پیر آزاد
۔ اس نے ایک پیر کو موڑ کر ہاتھ کے قریب کیا اور ایک ہاتھ کی مدد
اس نے پاؤں میں پہنا ہوا بوٹ اور جراب اتار پھینکی۔ دوسرے لمحے
پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ اس نے شیشے کا وہ ٹکڑا پیر کی دونوں انگلیوں
پھنسا دیا۔

اور پھر جمناسٹک کے ماہر کی طرح ٹانگ موڑ کر وہ پیر پر بندھی ہوئی

بیلٹ کے قریب لے آیا۔ اور پھر پیر کی مدد سے اس نے شیشے کے ٹکڑ
کو بیلٹ پر رگڑنا شروع کر دیا۔ شروع شروع میں تو اسے ایسا کرتے ہو
کافی تکلیف ہوئی مگر اس نے ہمت نہ ہاری۔

آخر چند لمحوں بعد بیلٹ کا کچھ حصہ کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ا
کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور بیل
کا باقی حصہ ٹوٹ گیا۔

اور بلیک زیرو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ آزاد ہو چکا تھا۔ آزاد ہو
ہی اس نے پھرتی سے بوٹ پہنا اور پھر کسی اسلحے کے لئے اِدھر اُدھ
دیکھنا شروع کر دیا۔

ایک الماری کے نچلے خانے میں اسے نہ صرف ایک سٹین گن مل گ
بلکہ ایک سرخ رنگ کا کپڑا بھی مل گیا۔ اس نے کپڑے کو کسی نقاب کی ط
منہ پر باندھ لیا۔ اور آنکھوں اور منہ کی جگہ اس میں حسب ضرورت سو
بنا لئے۔ اب وہ صحیح معنوں میں ایکسٹو کے روپ میں آ چکا تھا۔ پھر وہ
پر نقاب باندھے اور ہاتھوں میں سٹین گن اٹھائے دروازے کی طرف
چلا گیا۔

جولیا جیسے ہی عمارت کا اصل دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اچانک
ں کی ناک سے کسی گیس کا ایک بھبکا سا ٹکرایا اور دوسرے لمحے جولیا کٹے
ہوئے درخت کی طرح فرش پر گرتی چلی گئی۔ فرش پر لکڑی کا ایک تختہ سا
بچھا ہوا تھا۔ جولیا اس پر گری تھی۔ جولیا کے گرتے ہی وہ تختہ کسی ریلنگ
کی طرح تیزی سے سمٹنا شروع ہو گیا۔ اس کا آخری سرا دیوار میں غائب ہو
رہا تھا۔ جولیا کا جسم جیسے ہی دیوار کے قریب پہنچا۔ دیوار یکلخت درمیان سے
پھٹ گئی۔ جولیا کا جسم تختے کے ساتھ دوسری طرف غائب ہو گیا۔ اور دیوار
ایک بار پھر برابر ہو گئی۔ تختہ بھی اس کے ساتھ ہی ساکت ہو گیا۔ اب کمرہ ایک بار
پھر خالی ہو گیا۔

باہر برآمدے میں مارکس بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا۔ اسے
معلوم تھا کہ جولیا اپنے ٹھکانے پر پہنچ چکی ہو گی۔ اس نے انتظام ہی ایسا کیا
تھا کہ جیسے ہی دروازہ کھلتا۔ دروازے کے اوپر لٹکے ہوئے ایک پائپ
سے بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس دروازہ کھولنے والے کی ناک
سے ٹکراتی اور دروازہ کھولنے والا بے ہوش ہو کر لکڑی کے تختے پر گر جاتا
اور تختہ کسی ریلنگ کی طرح چلنا شروع ہو جاتا۔

اس طرح بے ہوش ہوجانے والا شخص خود بخود دوسرے کمرے میں پہنچ جاتا۔

جولیا کے چند لمحے بعد ہی کیپٹن شکیل موٹر سائیکل پر عمارت کے اندر پہنچا۔ اس نے موٹر سائیکل پورچ میں ہی روک دی

"آپ کا نام — کوڈ ایکسٹو" — مارکس نے آگے بڑھ کر بڑے مہذب لہجے میں پوچھا۔

"شکیل" — کیپٹن شکیل نے تیز نظروں سے عمارت کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ — مسٹر طاہر آپ کا انتظار کر رہے ہیں — سیدھے چلے جائیے" — مارکس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن شکیل ایک لمحے کے لئے تذبذب کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر کندھے جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ اس نوجوان کو پستول کی زد میں لے کر اصل حقیقت اگلوا لے۔ مگر پھر اس نے اپنے آپ کو روک لیا۔ کیونکہ طے یہی ہوا تھا کہ وہ تینوں اندر جا کر حقیقت حال معلوم کریں گے۔ اور پھر بی فائیو ٹرانسمیٹر پر باقی ساتھیوں کو آگاہ کریں گے۔ اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا گیا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا اس کا حشر بھی جولیا جیسا ہوا اور چند لمحوں بعد اس کا جسم دیوار سے گزر کر غائب ہو گیا۔

کیپٹن شکیل کے بعد نعمانی کا بھی یہی حشر ہوا۔

اور جب دور رکے ہوئے صفدر، تنویر، چوہان اور صدیقی کو ٹرانسمیٹر پر کوئی اشارہ نہ ملا تو ان سب نے اکٹھے اندر جانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ چاروں موٹر سائیکل بیک وقت عمارت میں داخل ہوئے۔

"معاف کیجئے — آپ ایک ایک کر کے اندر جائیں گے۔ مسٹر طاہر کا یہی حکم ہے" — مارکس نے انہیں روکتے ہوئے کہا۔

"مگر — یہ طاہر کون ہے" — صفدر بول پڑا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس کی بات کر رہا ہوں اور کون ہے" — مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ — تو یہ بات ہے" — صفدر کے منہ سے نکلا اور جو بات صفدر کے ذہن میں آئی وہی بات باقی تینوں نے بھی سوچی کہ ایکسٹو کا اصل نام طاہر ہے مجرموں نے کسی طرح ایکسٹو پر قابو پا لیا ہے اور اب وہ ممبروں کو بھی اکٹھا کر کے گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔

"مسٹر طاہر اندر کیا کر رہے ہیں" — صفدر نے جرح کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم جناب — مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں آپ کو ایک ایک کر کے بھیجتا جاؤں — شاید کوئی خفیہ میٹنگ ہو گی" — مارکس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں — ذرا اس کی شکل تو دیکھ لوں — بڑا چھپایا ہے اپنے آپ کو" — تنویر نے اچانک کہا اور پھر وہ تیزی سے تقریباً دوڑتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازہ اس کے اندر جاتے ہی بند ہو گا۔

صفدر اور اس کے ساتھی تنویر کی طرف سے کسی ردعمل کے منتظر تھے مگر چند لمحوں تک جب کچھ نہ ہوا تو ان کے ذہن میں بھی تجسس پیدا ہوا کہ آخر

اندر کیا ہو رہا ہے۔ اندر جانے والے ساتھی بڑی خاموشی سے اندر چلے ،
ہیں اور بس "

"چنانچہ صفدر نے خود اندر جا کر دیکھنے کا فیصلہ کیا اور بڑے محتاط اند
عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ جبکہ چوہان اور صدیقی مارکس کے پاس کھ
رہے۔ پھر صفدر بھی دروازے میں غائب ہو گیا۔

"اب آپ جائیے" ــــ چند لمحوں بعد مارکس نے چوہان سے مخاط
کر کہا۔ اور چوہان کندھے جھٹک کر آگے بڑھا اور پھر وہ بھی دروازے
داخل ہو گیا۔

چند لمحوں بعد مارکس نے صدیقی سے اندر جانے کے لئے کہا۔
"کیوں نہ ہم اکٹھے چلیں" ــــ صدیقی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔
"نہیں ــ مجھے باہر رکنے کا حکم دیا گیا ہے" ــــ مارکس نے بڑ
پر اعتماد لہجے میں کہا۔ اور صدیقی چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اندر کی طر
بڑھا۔

مارکس بڑی مطمئن نظروں سے اسے اندر جاتا دیکھ رہا تھا۔ اسے ا
انتظام پر مکمل اعتماد تھا۔ اس لئے وہ قطعی مطمئن تھا۔ پھر صدیقی بھی دروا
کھول کر اندر چلا گیا۔ اور مارکس نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔
اس کا مشن کامیاب ہو چکا تھا۔ پوری سیکرٹ سروس اس کی گر
میں آ چکی تھی۔

چنانچہ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر دروازے کے قریب رک
اس نے جیب سے ایک کٹر نکال کر دروازے کی دہلیز کے قریب سے گ
ہوئی ایک باریک سی تار کاٹ دی۔ اور پھر اطمینان سے دروازہ کھول کر ا

لگبار تار کٹنے کی وجہ سے سسٹم ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے اس بار کچھ بھی نہ ہوا۔
روازہ بند کر کے اس نے اندر دیوار کے ایک ابھرے ہوئے حصے کو دبایا تو
سامنے والی دیوار خود بخود کھلتی چلی گئی۔ یہ راہداری میں جانے کا دروازہ تھا اور
ں راہداری میں آپریشن روم تھا۔ جس میں اس نے بلیک زیرو کو باندھ کر
لٹا ہوا تھا۔

وہ اسے وہاں سے اٹھا کر ممبروں کے پاس لے آنا چاہتا تھا جو نچلے
ہ خانے میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ان کے مکمل خاتمے
پروگرام بنا رکھا تھا۔ ایک تہہ خانے میں اس نے انتہائی تیز قسم کا
زاب کا تالاب بنایا ہوا تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ ان سب ممبروں کو اٹھا
ے تالاب میں پھینک دے گا اور چند لمحوں میں ہی ان کے جسم گل سڑ کر
زاب میں حل ہو جائیں گے۔

چنانچہ وہ اطمینان سے چلتا ہوا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلیک زیرو مشین گن تھامے جیسے ہی دروازے کے قریب
وہ یکلخت رک گیا۔ کیونکہ دروازہ جو فولاد کا بنا ہوا تھا۔ باہر سے بند تھا۔
بلیک زیرو نے ہینڈل دبا کر اسے کھولنا چاہا۔ مگر باہر سے شاید دروا
کسی چٹخنی کے ذریعے بند کیا گیا تھا۔ اور اب اس کے کھلنے کی ایک ہی
تھی کہ اسے باہر سے کھولا جائے۔
بلیک زیرو چند لمحے دروازے پر کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے یہی فی
کیا کہ مارکس کے آنے کا انتظار کیا جائے۔ اور جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر
آئے اس پر قابو پا لیا جائے۔ اس کے سوا کوئی صورت بھی نہ تھی۔
چنانچہ بلیک زیرو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا۔
دیر بعد اسے راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور وہ چوکنا ہو گیا۔
قدموں کی آواز دروازے کے قریب آکر رک گئی اور پھر چٹخنی کھلنے کی
آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ شو گی ایسی جگہ پڑی ہو
تھی کہ جب تک دروازہ کھولنے والا اندر نہ آ جاتا وہ اسے دکھائی نہ دے سکت
تھی۔ بلیک زیرو ہاتھ میں مشین گن اٹھائے دیوار کے ساتھ چپکا کھڑا تھا۔
دروازہ کھلتے ہی مارکس تیزی سے اندر آیا۔ اور دروازہ خود بخود اس

کے پیچھے بند ہو گیا۔
"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ مارکس" —— اچانک بلیک زیرو نے اس کی
پشت سے سٹین گن کی نال لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔
مگر مارکس بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے سٹین گن کی نال کو ایک
طرف جھٹکا دیتے ہوئے اپنی لات بلیک زیرو کی رانوں کے درمیان ماری۔ یہ حملہ
اتنا اچانک اور کاری تھا کہ سٹین گن بلیک زیرو کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی اور
وہ تکلیف کی شدت سے دوہرا ہوتا چلا گیا۔ مارکس نے اس کے جھکتے ہی پوری
قوت سے دو ہتڑ بلیک زیرو کی گردن پر دے مارے اور بلیک زیرو منہ کے بل
فرش پر گرتا چلا گیا۔ مگر اس دوران بلیک زیرو فوری ضرب کے ردِ عمل پر
قابو پا چکا تھا۔ چنانچہ فرش پر گرتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اور اس نے سر
کی ٹکر پوری قوت سے مارکس کے پیٹ میں ماری۔ مارکس اچھل کر دو قدم پیچھے
جا گرا۔ مگر اس کے جسم میں بھی شاید سپرنگ لگے ہوئے تھے۔ نیچے گرتے ہی وہ انتہائی
حیرت انگیز طور پر نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ اس نے بلیک زیرو پر چھلانگ بھی لگا دی۔
بلیک زیرو تیزی سے سٹین گن کی طرف بڑھ رہا تھا کہ مارکس اس سے آ
ٹکرایا اور دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر جا گرے۔ نیچے گرتے ہی
بلیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے دونوں بازو مارکس کی گردن پر چپکا دیئے اور
پوری قوت سے اس کی گردن دبانے لگا۔ مارکس نے دونوں ہاتھ بلیک زیرو کے
سینے پر مارے اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کی گرفت ہلکی پڑ گئی۔ اور مارکس
نے پوری قوت سے بلیک زیرو کی ناک پر ٹکر مار دی۔
بلیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے دونوں پیر سمیٹے اور ایک جھٹکے سے مارکس
کو فضا میں اچھال دیا۔ مارکس اڑتا ہوا اس طرف جا گرا۔ جہاں دیوار کے ساتھ

مشینیں نصب تھیں۔ اس کا سر ایک مشین کے کونے سے ٹکرایا اور وہ بے
ہو کر فرش پر گر پڑا۔ اس کی ضرب نے اسے یکلخت دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا
بلیک زیرو اس کے گرتے ہی تیزی سے اٹھا مگر جب اس نے مارکس کو بے
پڑا دیکھا تو اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔

مارکس واقعی بہترین لڑاکا تھا اور یہ اتفاق تھا کہ مشین کے کونے سے ا
کا سر ٹکرا گیا تھا ورنہ شاید وہ اتنی آسانی سے قابو میں نہ آتا۔

بلیک زیرو نے سب سے پہلے سٹین گن اٹھائی اور پھر وہ مارکس کی طرف
اس نے مارکس کی نبض چیک کی تو اسے یقین ہو گیا کہ مارکس ابھی دو تین گھنٹوں
تک ہوش میں نہیں آئے گا۔ چنانچہ وہ دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آ گیا او
دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا دی اور پھر اس نے پوری عمارت کی تلاشی لے ڈالی
مگر سیکرٹ سروس کے ممبران اسے کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ البتہ اس نے عمار
کے باہر پورچ میں جولیا کی کار اور دوسرے ممبران کے موٹر سائیکل دیکھ لئے تھے
اس کا صاف مطلب تھا کہ ممبران اس عمارت کے اندر آئے ہیں۔

پوری عمارت کا جائزہ لینے کے بعد وہ اس کمرے میں آ گیا جس میں سار
ممبران بے ہوش ہوئے تھے۔ بلیک زیرو نے بڑے غور سے اس کمرے کو چیک
کیا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ ممبران کی گمشدگی کا تعلق یقیناً اس کمرے سے ہو سکتا ہے
اور پھر دیوار کے مختلف حصوں کو دیکھتے ہوئے اسے ایک جگہ کچھ ابھری ہوئی محسوس
ہوئی۔ اس نے اس جگہ کو ہتھیلی سے دبایا تو فوراً ہی کمرے کی شمالی دیوار درمیان سے
پھٹتی چلی گئی۔ اور اس خلا میں سے سیڑھیاں نیچے جاتی نظر آ رہی تھیں۔ بلیک زیرو تیزی
سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک کمرہ تھا۔ اور جیسے ہی بلیک زیرو
اس کمرے میں پہنچا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ کمرے میں

ے ممبران ایک دوسرے کے اوپر بے ہوشی کے عالم میں ڈھیر ہوئے پڑے تھے
اس بات کا تھا کہ کمرے کے فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے
گے بڑھ کر انہیں سیدھا کیا۔ اور پھر باری باری انہیں چیک کرنا شروع کر دیا۔
ن کی بے ہوشی خاصی طویل معلوم ہوتی تھی۔

بلیک زیرو نے سٹین گن ایک طرف رکھی اور صفدر کے قریب جھک کر بیٹھ گیا
ں نے ایک ہاتھ سے صفدر کا منہ بند کیا اور دوسرے ہاتھ کی دو انگلیوں سے
ر کی ناک بند کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی صفدر کا جسم کسمسانا شروع ہو گیا۔ کسمساہٹ
آہستہ آہستہ تیزی آنی شروع ہو گئی۔ اور جب صفدر کا جسم پھڑکنے لگا تو بلیک زیرو
دونوں ہاتھ ہٹا لئے۔ اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے صفدر نے آنکھیں کھول دیں۔
ک زیرو نے پیچھے ہٹ کر سٹین گن اٹھا لی تھی۔

آنکھیں کھلتے ہی صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر جیسے ہی اس کی
یں بلیک زیرو پر پڑیں تو اس کے جسم کو ایک اور جھٹکا لگا اور وہ بے اختیار
ل کر کھڑا ہو گیا۔

"مجھے یہ منظر دیکھ کر بے حد افسوس ہوا ہے صفدر —— اگر میں اپنی آنکھیں
ی نہ رکھوں تو تم لوگ مٹی کے مادھو بن جاتے ہو" —— بلیک زیرو نے ایکسٹو
آواز میں انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"س —— سر۔۔۔" صفدر نے ندامت بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا مگر اس
فقرہ پورا نہ ہو سکا۔

"ان سب کو ہوش میں لے آؤ —— جلدی —— ہم مجرموں کے اڈے
ہیں" —— بلیک زیرو نے کہا اور صفدر نے بھی ممبروں کے ساتھ وہی حرکت
رنی شروع کر دی جو بلیک زیرو نے صفدر کے ساتھ کی تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد سب ممبران ہوش میں آ گئے۔

"میرے پیچھے آؤ" ــــــ بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چلا گیا۔

"اس پوری عمارت کی مکمل تلاشی لو" ــــــ بلیک زیرو نے انہیں حکم دیا اور خود تیزی سے اس کمرے کی طرف لپکا جدھر وہ شوگی اور مارکس کو بیہوش پڑے چھوڑ آیا تھا۔ اور باقی ممبران تیزی سے عمارت میں پھیلتے چلے گئے۔

بلیک زیرو نے بڑی پھرتی سے دروازہ کھولا اور پھر بڑے چوکنے انداز میں اندر داخل ہوا۔ مگر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ کمرہ بالکل خالی پڑا ہوا تھا اور حیرت اس بات کی تھی کہ نہ صرف شوگی اور مارکس غائب تھے بلکہ کمرے میں موجود مشینیں بھی موجود نہ تھیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی بھاری مشینیں یکدم غائب ہو جائیں" ــــــ بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ مگر کمرے کی خالی دیواریں اس کا منہ چڑا رہی تھیں۔ دیواروں کے ساتھ پلنگ وغیرہ تو لگے ہوئے تھے مگر مشین ایک بھی نہ تھی۔ اور مشینیں تو ایک طرف رہیں کمرے میں موجود سٹیل کی بڑی بڑی الماریاں تک غائب تھیں۔

بلیک زیرو تیزی سے باہر نکلا اور اس نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر کمرہ وہی تھا اس کے دروازے کے باہر چٹخنی تک موجود تھی۔ کافی دیر تک اِدھر اُدھر بھٹکنے کے بعد جب بلیک زیرو شوگی اور مارکس کو تلاش نہ کر سکا تو پھر وہ عمارت کے بیرونی گیٹ کی طرف چل پڑا۔ وہاں سب ممبران موجود تھے۔

"پوری عمارت خالی ہے جناب ــــــ آدمی تو ایک طرف کاغذ کا پرزہ تک نہیں ہے" ــــــ صفدر نے جواب دیا۔

"مگر تم یہاں اکٹھے کیسے ہو گئے" ــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمیں کال ملی تھی کہ کوئی مسٹر طاہر ہمیں بلا رہے ہیں۔ اور ہم صرف تجسس کی وجہ یہاں آ گئے۔ مگر کمرے میں داخل ہوتے ہی بے ہوش ہو گئے" ــــــ ذر نے جواب دیا

"طاہر ــــــ وہ کون ہے" ــــــ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر اپنے لہجے یا حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"یہی تو ہم جاننا چاہتے تھے جناب" ــــــ اس بار جولیا نے کہا۔

"ہوں ــــــ اس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی شخص اجنبی نام لے کر تمہیں بلا لے ر تم آنکھیں بند کر کے بھاگتے چلے آؤ گے ــــــ اگر میں اتفاق سے آپ لوگوں ا آتے ہوئے راستے میں چیک نہ کر لیتا تو مجرم آج سیکرٹ سروس کا خاتمہ رنے میں کامیاب ہو جاتے" ــــــ بلیک زیرو نے کہا اور تمام ممبران نے ت سے سر جھکا لئے۔ واقعی بڑے شرم کی بات تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبران وتروں کی طرح آنکھیں بند کئے مجرموں کے جال میں پھنس گئے تھے۔

"اب آپ لوگ اپنے فلیٹوں میں چوکنے ہو کر رہیں گے ــــــ ہو سکتا ہے رم آپ کو دوبارہ اغوا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر ایسا ہوا تو آپ نے یادہ مزاحمت نہیں کرنی بلکہ اپنے ساتھ الیون تھری ٹرانسمیٹر رکھ لیں تاکہ مجرم اغوا رکے جہاں لے جائیں تو وہاں سے رابطہ قائم کیا جا سکے" ــــــ بلیک زیرو نے نہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ــــــ اور جناب، وہ عمران" ــــــ صفدر نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"عمران کی حالت بہت خطرناک ہے ــــــ ڈاکٹر اسے بچانے کی سر توڑ

کوشش کر رہے ہیں" —— بلیک زیرو نے بڑے لاپرواہانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انہیں وہاں سے جانے کا اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے اپنی اپنی گاڑیوں کے ذریعے کوٹھی سے باہر جانے لگے۔

جب سب لوگ چلے گئے تو بلیک زیرو ایک بار پھر کوٹھی کے اندر چلا گیا۔ وہ اب صرف وقت گزارنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ شاید کوئی ممبر اسے بے نقاب دیکھنے کے لئے باہر نہ رک جائے۔ کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتے تھے کہ نقاب پہن کر بلیک زیرو عمارت کے باہر نہ جا سکتا تھا۔

کافی دیر تک عمارت میں چکر لگانے کے بعد بلیک زیرو خاموشی سے عمارت سے باہر آیا اور اس نے منہ سے نقاب اتارا اور پھر کوٹھی کے گیٹ سے نکل کر تیزی سے فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ اس وقت فٹ پاتھ پر لوگوں کا خاصا رش تھا۔ کیونکہ قریب ہی سینما کا شو ختم ہوا تھا اور لوگ ہجوم کی صورت میں چل رہے تھے۔ تھوڑی دور پیدل چل کر اس نے ایک خالی ٹیکسی انگیج کی اور دانش منزل کی طرف بڑھ گیا۔

شوگی نے ہوش میں آتے ہی آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحے لاشعوری کیفیت میں پڑی رہی۔ پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ اس کی ناک اور دانتوں میں شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ناک کو ٹٹولا ناک تو درست تھی مگر ناک اور ہونٹوں کے درمیان خون کے لوتھڑے جمے ہوئے تھے شوگی نے ہاتھ کی پشت سے انہیں صاف کیا اور پھر ادھر ادھر دیکھا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا جبکہ نمبر ٹو ایک مشین کے قریب بے ہوش پڑا تھا۔ شوگی اٹھ کر تیزی سے نمبر ٹو کی طرف بڑھی۔

اس نے ہلا جلا کر نمبر ٹو کو دیکھا۔ نمبر ٹو کے سر کی پچھلی سمت گہرا زخم تھا جس سے خون رس رہا تھا۔ شوگی اسے چھوڑ کر کمرے کے دروازے کی طرف لپکی مگر دروازہ باہر سے بند تھا۔ شوگی جانتی تھی کہ اب دروازہ اس وقت تک نہیں کھل سکتا جب تک باہر سے اسے نہ کھولا جائے۔

شوگی نے نمبر ٹو کو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ مگر نمبر ٹو کی بیہوشی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی گہری تھی کہ مسلسل کوشش کے باوجود نمبر ٹو کو ہوش نہ آسکا۔ جب شوگی اپنی ہر کوشش میں ناکام ہو گئی تو اس نے خود ہی مادام سے رابطہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور وہ تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھتی چلی

گئی۔ اس نے مشین کا ایک بٹن آن کر دیا۔ اور اس کے ساتھ منسلک ہیڈ فون اٹھا کر سر پر فٹ کر لیا۔ مشین پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی جس پر مادام وی کا خاکہ ابھر آیا۔

"ہیلو مادام ——— میں شوگی بول رہی ہوں" ——— شوگی نے تیز لہجے میں کہا۔

"شوگی ——— کیا بات ہے" ——— مادام نے تعجب بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"مادام ——— سیکرٹ سروس کے چیف کو ہم اغوا کر کے لے آئے تھے نمبر ٹو اسے کرسی پر باندھ کر ممبروں کو اکٹھا کرنے گئے۔ کہ نجانے کس طرح سیکرٹ سروس کے چیف نے مجھے بے ہوش کر دیا۔ اور خود آزاد ہو گیا۔ اب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا ہے کہ دروازہ باہر سے بند ہے اور نمبر ٹو فرش پر بے ہوش پڑا ہے۔ اس کے سر پر گہرا زخم ہے" ——— شوگی نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— نمبر ٹو کو فوری طور پر ہوش میں لے آؤ" ——— مادام وی کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

"مادام ——— میں نے بڑی کوشش کی ہے مگر نمبر ٹو ہوش میں نہیں آ سکا اس لئے میں نے آپ سے رابطہ قائم کیا ہے" ——— شوگی نے جواب دیا۔

"اچھا ——— پھر میری ہدایت پر عمل کرو ——— کمرے کی شمالی دیوار کے ساتھ جو مشین ہے جس پر ایم لکھا ہے۔ اس کا سرخ رنگ کا بٹن دبا دو۔ پھر اس کے ساتھ والا نیلے رنگ کا۔ اور پھر دوبارہ سرخ رنگ کا۔ دوسری بار سرخ رنگ کا بٹن دبتے ہی کمرہ لفٹ کی طرح نیچے چلا جائے گا۔ جب کمرہ ساکت ہو جائے تو سرخ

رنگ کے بٹن کو دو بار مسلسل دبا دینا ——— دیوار پھٹ جائے گی۔ تم نمبر ٹو کو لے کر باہر آ جانا۔ یہ ایک طویل سرنگ ہو گی جس کے آخر میں ایک کار موجود ہو گی۔ سرنگ کے اختتام پر ایک دروازہ ہو گا۔ اس کے بالکل کونے پر ایک چھوٹا سا سفید رنگ کا بلب ہے۔ اسے دبا دینا۔ دروازہ کھل جائے گا۔ تم کار میں نمبر ٹو کو ڈال کر کار باہر لے آنا تم تیئسویں شاہراہ پر پہنچ جاؤ گی۔ آگے جا کر ایک بائی روڈ آئے گی۔ اس بائی روڈ کا اختتام ایک فارم پر ہو گا۔ اس کے احاطے میں کار روک کر نمبر ٹو کو فارم کے برآمدے میں لٹا دینا۔ اور خود کار میں واپس شہر جا کر بوستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں رپورٹ کرنا ——— کوڈ مادام وی ہو گا ——— وہاں دوسری اطلاع ملنے تک تم مقیم رہو گی۔ مادام وی نے اسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام" ——— شوگی نے کہا۔

اور پھر اس نے مشین کا بٹن آف کر کے ہیڈ فون اتار کر ہک سے لٹکایا اور شمالی دیوار کے ساتھ موجود مشین کی طرف بڑھ گئی۔ اس مشین پر سنہرے ہندسے سے ایم لکھا ہوا تھا۔ شوگی نے مادام کی ہدایت کے مطابق پہلے سرخ رنگ کا بٹن دبایا۔ پھر نیلے رنگ کا بٹن دبا کر اس نے دوبارہ سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ سرخ رنگ کا بٹن دبتے ہی پورا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے کی طرف سرکنا شروع ہو گیا۔ شوگی مشین کا سہارا لئے خاموش کھڑی تھی۔ پھر ایک جھٹکے سے کمرہ نیچے جانا رک گیا تو شوگی نے سرخ رنگ کے بٹن کو دو بار مسلسل دبا دیا۔ دوسرے لمحے سامنے کی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اور اب وہاں ایک طویل سرنگ نظر آ رہی تھی۔ شوگی نے مشین سے ہٹ کر بے ہوش پڑے ہوئے نمبر ٹو کو بڑی مشکل سے اٹھا کر کندھے پر لادا اور سرنگ میں داخل ہو گئی۔ نمبر ٹو خاصا وزنی تھا۔ اس لئے شوگی کے قدم بار بار لڑکھڑا رہے تھے۔ مگر وہ ہمت کر کے آگے بڑھتی چلی گئی۔

اس کے سرنگ میں داخل ہوتے ہی کمرے کی دیوار خود بخود ملتی چلی گئی۔

شوگی نمبر لٹو کو کاندھے پر اٹھائے لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تقر
پندرہ منٹ چلنے کے بعد سرنگ کا اختتام ہوا۔ وہاں ایک چھوٹی سی کار موجو
تھی۔ سرنگ کے اختتام پر دروازہ تھا۔ شوگی نے کار کا دروازہ کھول کر نمبر لٹ
پچھلی نشست پر لٹایا اور پھر دروازہ کھولنے والا بٹن تلاش کرنے لگی۔
جلد ہی وہ بٹن اسے نظر آ گیا۔ شوگی نے جیسے ہی بٹن دبایا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا
اور اسے باہر ایک تنگ سی سڑک جاتی نظر آئی

شوگی دروازہ کھلتے ہی تیزی سے واپس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹ
کار کی چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ شوگی نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اسے چلا
ہوئی وہ سرنگ سے باہر آ گئی۔ کار کے باہر آتے ہی دروازہ اس کے عقب میں
خود بخود بند ہو گیا۔ شوگی کار چلاتے ہوئے آگے بڑھتی چلی گئی۔

اس نے رومال سے اپنا منہ صاف کر لیا تھا تاکہ راستے میں کوئی ٹریفک کانسٹیبل
اسے زخمی سمجھ کر نہ روک لے۔ اس تنگ سڑک کا اختتام نیکسویں شاہراہ پر ہ
اور وہ مادام کی ہدایت پر شمال کی طرف بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس فارم تک پہنچ گئی۔ فارم ویران پڑا ہوا تھا۔ مگ
چونکہ مادام کی ہدایت تھی۔ اس لئے شوگی نے نمبر لٹو کو کار سے نکال کر برآمد
میں فرش پر لٹا دیا اور خود کار میں آ بیٹھی۔ اس نے کار موڑی اور خاصی تیز
رفتاری سے چلاتی ہوئی بڑی سڑک پر آ گئی۔ اب اس کی کار کا رخ بوستان کالو
کی طرف تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ بوستان کالونی میں پہنچ گئی۔ اس نے
کوٹھی کے سامنے روکی اور پھر اتر کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی ذ

کھڑکی کھلی اور ایک مقامی نوجوان باہر نکل آیا۔

"فرمایئے" ــــ نوجوان نے شوگی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مادام وی نے مجھے یہاں آنے کی ہدایت کی ہے" ــــ شوگی نے سنجیدہ لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ آپ کا نام" ــــ نوجوان نے اس بار مؤدب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"شوگی" ــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اوکے ــــ باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں ــــ میں پھاٹک کھولتا
ہوں" ــــ اور پھر وہ تیزی سے کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلتا
چلا گیا۔ اور شوگی کار اندر بڑھا لے گئی۔

"شوگی نے کار پورچ میں جا کر روک دی۔ پھر نیچے اتر آئی۔ برآمدے میں ایک
قوی ہیکل مقامی نوجوان ہاتھ میں سٹین گن لئے بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔

"آیئے مس ــــ باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں" ــــ سٹین گن بردار
نے آگے بڑھ کر کہا اور شوگی نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ اس نوجوان کی رہنمائی میں چلتی ہوئی عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔
مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد مسلح نوجوان ایک دروازے کے سامنے رک گیا
دروازے پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

نوجوان نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"کون ہے" ــــ دروازے کے اوپر نصب ایک چھوٹے سے سپیکر میں سے
کرخت آواز برآمد ہوئی۔

"مس شوگی آئی ہیں باس" ــــ مسلح نوجوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ اندر بھیج دو" ــــ آواز دوبارہ ابھری اور اس کے

ساتھ ہی سرخ رنگ کا بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔

"تشریف لے جائیے مس" ——— نوجوان نے کہا اور شوگی حیرت سے سر جھٹکتی ہوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ اسے تنظیم میں آئے ہوئے دس سال ہو گئے تھے مگر اس قسم کا انتظام وہ پہلی بار ہی دیکھ رہی تھی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک قوی ہیکل دیوزاد قسم کا غیر ملکی نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے چہرے پر سختی اور سفاکی کے اثرات جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے آنکھوں سے سنگدلی صاف نمایاں تھی

"تشریف رکھیں مس شوگی ——— آپ تو زخمی دکھائی دیتی ہیں"۔

اس آدمی نے اپنی طرف سے لہجے کو نرم بناتے ہوئے کہا۔ مگر اس کے باو[جود] اس کے لہجے کی کرختگی دور نہ ہوئی تھی۔

"ہاں ——— میری ناک زخمی ہے" ——— شوگی نے میز کے سا[منے] پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا علاج ہو جائے گا ——— اس کوٹھی میں سب کچھ موجود ہے" اس آدمی نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا" ——— شوگی نے اشتیاق آمیز لہجے [میں] پوچھا۔

"میرا نام بارٹلے ہے ——— اور میرا تعلق تنظیم کے آپریشن سیل ہے ——— میں کل ہی یہاں پہنچا ہوں" ——— بارٹلے نے اپنا تعار[ف] کراتے ہوئے کہا۔

"آپریشن سیل ——— میں سمجھی نہیں" ——— شوگی کے لہجے میں حی[رت]

"مس شوگی ——— دی گینگ ایک بہت بڑی تنظیم ہے ——— اس میں [کئی] سیکشن ہیں ——— آپ کا سیکشن صرف بطور ایجنٹ کام کرتا ہے جبکہ ہمارا [سیکشن] مار دھاڑ اور دوسرے کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ گو ہماری تنظیم کی [کارک]ردگی کچھ اس قسم کی ہے کہ آپریشن سیل کو حرکت میں لائے جانے کی ضرورت [کم ہی پیش] نہیں ہوتی مگر جہاں حالات کچھ اس قسم کے ہو جائیں وہاں پھر ہمارا ہی [سیکش]ن کام کرتا ہے ——— مادام وی نے جب یہ فیصلہ کر لیا کہ یہاں حالات اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ ہمارے سیکشن کے بغیر کام نہیں ہو سکتا تو مادام [نے] مجھے کال کر لیا۔ اور میں نے یہاں پہنچتے ہی مقامی غنڈوں کی مدد سے فی الحال [انت]ظامات کئے ہیں" ——— بارٹلے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مثلاً کیسے حالات" ——— شوگی نے پوچھا۔

"مس شوگی ——— آپ خصوصی ممبران میں سے ہیں ——— اس لئے آپ کو [ی]ہاں کے مشن کی تفصیلات کا علم ہو گا ——— طالب علم تحریک کے دوران [ہم]نے پولیس کی وردیوں میں طالب علموں کو ہلاک کرنا ہے تاکہ تحریک زور پکڑ[ے] " ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوہ ——— میں سمجھ گئی ——— مگر اب حالات بدل گئے ہیں۔ فی الحال شاید [ہمیں] مقامی سیکرٹ سروس سے ٹکرانا پڑے" ——— شوگی نے جواب دیا۔

"مقامی سیکرٹ سروس سے" ——— بارٹلے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں" ——— شوگی نے جواب دیا اور پھر اس نے پوری تفصیل سے تمام [واقع]ات بارٹلے کو بتا دیئے۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے نمبر ٹو مات کھا گئے اور سیکرٹ سروس

پوری طرح چوکنا ہو گئی ——— اب تو واقعی جب تک سیکرٹ سروس کا خاتمہ
جائے مشن کو آگے نہیں بڑھایا جا سکتا" ——— بارٹلے نے سوچتے ہوئے
جواب دیا۔

"بہرحال اس سلسلے میں فیصلہ تو مادام ہی کرے گی ——— میں نے
تو اپنا خیال ہی ظاہر کیا ہے" ——— شوگی نے جواب دیا۔

"ہاں ——— ٹھیک ہے ——— میں مادام سے بات کرتا ہوں تاکہ سیکرٹ
سروس کے خلاف کام شروع کیا جا سکے" ——— بارٹلے نے جواب دیا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا اور ا
مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

"مس شوگی کو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ اور انہیں ان کا کمرہ دکھا دو۔ اور
لوگوں کو چوکنا کر دو۔ کوٹھی کی حفاظت انتہائی ہوشیاری سے ہونی چاہیئے"۔
بارٹلے نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس" ——— نوجوان نے جواب دیا۔

"مس شوگی ——— جب تک سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہ ہو جائے آپ
نے کوٹھی سے باہر نہیں جانا" ——— بارٹلے نے شوگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر" ——— شوگی نے مختصر سا جواب دیا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی
نوجوان کی رہنمائی میں کمرے سے باہر نکل گئی۔

عمران کو ہوش میں آئے دوسرا روز تھا۔ مگر خطرناک زہر کے اثرات ابھی
تک اس کے خون میں باقی تھے۔ کیونکہ ہوش میں آنے کے باوجود وہ غنودگی میں
ڈوبا رہتا تھا۔ بلانے پر آنکھیں کھول کر ہوں ہاں کر لیتا۔ اور پھر اس کے بعد آنکھیں
بند کر لیتا۔ سر سلطان دن میں کئی بار چکر لگاتے تھے۔ ڈاکٹر موسیٰ بھی اسے
دو بار دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ آہستہ آہستہ یہ نیم بے ہوشی
کی کیفیت خود بخود ختم ہو جائے گی۔

عمران کو سپیشل وارڈ کے کمرے میں رکھا گیا تھا اور کمرے کے دروازے
پر ایک دربان چوبیس گھنٹے پہرہ دیتا تھا۔ عمران کے کمرے میں مخصوص ڈاکٹروں
اور نرسوں کے سوا کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ عمران کی قوت کو بحال کرنے
کرنے کے لئے مسلسل ادویات دی جا رہی تھیں۔

آج بھی عمران آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹا تھا کہ دروازہ کھلا اور سر سلطان
اندر داخل ہوئے۔ سر سلطان کے ساتھ بلیک زیرو بھی تھا۔ اسے عمران سے ملنے
کے لئے سر سلطان کا سہارا لینا پڑا تھا۔ کیونکہ بحیثیت ایکسٹو وہ آ نہ سکتا تھا
اور ایکسٹو کی شخصیت سے ہٹ کر اس کی اپنی کوئی سرکاری حیثیت ہی نہ تھی۔
اس لئے اس نے سر سلطان کو مجبور کیا تھا۔ اور سر سلطان اسے اپنے ہمراہ
لے کر ہسپتال آ گئے۔

"عمران بیٹے ۔۔۔ اب کیسی طبیعت ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے عمران کے قریب آ کر بڑے مشفقانہ لہجے میں کہا۔

ہوں" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں کھولیں۔ اور پھر اس کی نظریں سر سلطان اور بلیک زیرو پر جم گئیں۔

"عمران صاحب خدا کا شکر ہے کہ آپ بچ گئے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام طاہر ہے نا" ۔۔۔ عمران نے نیم بیہوشانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ میں طاہر ہوں عمران صاحب ۔۔۔ آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیے ۔۔۔ حالات بڑے نازک ہو رہے ہیں" ۔۔۔ طاہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حالات نازک ہو رہے ہیں ۔۔۔ کہیں حالات لکھنؤ کی سیر تو نہیں کر آئے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ سر سلطان بھی ہنس پڑے۔

سر سلطان کا چہرہ عمران کے اس فقرے سے گلنار ہو گیا۔ کیونکہ عمران کا یہ فقرہ بتا رہا تھا کہ عمران کا ذہن اصل ڈگر پر آتا جا رہا ہے۔ ورنہ عمران کی حالت دیکھتے ہوئے انہیں بار بار یہ خدشہ ہو رہا تھا کہ کہیں خطرناک زہر نے عمران کے ذہن پر برا اثر نہ چھوڑا ہو۔ وہ انہیں چھوڑ کر تیزی سے ڈاکٹر کو بلانے چلے گئے۔

"لکھنؤ کی سیر تو نہیں البتہ پوری سیکرٹ سروس مجھ سمیت موت کی سرحد دیکھ آئی ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔ کیا ہوا تھا" ۔۔۔ عمران نے جھٹکے سے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"اور بلیک زیرو نے اپنے اغواء سے لے کر عمارت سے باہر آنے تک تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے ۔۔۔ وہی گینگ سے ٹکرانا ناگزیر ہو ہے" ۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمام ممبران کو کہہ دیا ہے کہ انہیں اگر اغوا کر لیا جائے تو زیادہ مزاحمت نہ کریں تاکہ مجرموں کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگایا جا سکے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں طاہر ۔۔۔ اب یہ مجرم اغوا کرنے میں وقت ضائع نہ کریں گے وہ اب کوشش کریں گے کہ سیکرٹ سروس کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے ختم کر دیا جائے۔ اس لئے تمام ممبروں کو کہہ دو کہ وہ آئندہ میک اپ میں رہیں اور اپنے فلیٹس چھوڑ دیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں ابھی انہیں کہہ دیتا ہوں ۔۔۔ مگر عمران صاحب آپ پر حملہ کس نے کیا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس کا مطلب ہے ۔۔۔ حالات تو لکھنؤ کی سیر کر آئے ہیں اور تم شاید پاگل خانے کی سیر کو نکل گئے تھے ۔۔۔ بھئی اور کون کر سکتا ہے ان شمشیر زنوں میں ایک آدمی مجرموں کا تھا"۔

عمران نے اس بار تکیئے سے پشت لگا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب وہ پوری طرح تروتازہ اور چست و چوبند محسوس ہو رہا تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈاکٹر لوئیس اور سر سلطان اندر داخل ہوئے۔

"اوہ ۔۔۔ خدا کا شکر ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

ڈاکٹر لوئیس نے عمران کی نبض چیک کی اور پھر ان کے چہرے پر حیرت

سے آثار ابھرتے چلے آئے۔

"حیرت انگیز ـــــ انتہائی حیرت انگیز ـــــ ابھی ایک گھنٹہ پہلے عمران صاحب کے جسم میں شدید کمزوری کے آثار تھے مگر اب تو یہ بالکل صحت مند ہیں" ـــــ ڈاکٹر یونس نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر صاحب ـــــ یہ صاحب وٹامن سے بھرپور ہیں۔ بس انہیں دیکھتے ہی میں خود بخود ٹھیک ہو گیا" ـــــ عمران نے مسکرا کر بلیک زیرو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بہرحال مجھے خوشی ہے کہ اب آپ بالکل تندرست ہیں" ـــــ ڈاکٹر یونس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تو کیا آپ مجھے اس جنت سے نکال دیں گے" ـــــ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جنت" ـــــ ڈاکٹر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ـــــ یہاں بڑی خوبصورت حوریں جو ہیں" ـــــ عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھ کا گوشہ دبایا اور بلیک زیرو کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"اوہ ـــــ عمران صاحب ـــــ واقعی یہ حوریں ہیں پاکیزہ اور خدمت گزار" ـــــ ڈاکٹر یونس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پلیز ـــــ ایک حور سر سلطان کو بھی عنایت کر دیجیے ـــــ یقین کیجیے یہ بڑے دین دار اور خدمتگار آدمی ہیں" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ عمران تم اپنی حرکت سے باز نہ آؤ گے" ـــــ سر سلطان

مصنوعی غصے سے کہا۔

"اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو اصلیت خود ہی بتا دیجیے" ـــــ عمران
واب دیا۔ اور ڈاکٹر یونس سمیت سب ہنس پڑے۔

"اچھا ڈاکٹر صاحب ـــــ اگر عمران ٹھیک ہو تو اسے فارغ کر
یے ـــــ یہ صاحب اسے اپنے ہمراہ لے جائیں گے" ـــــ سر سلطان
وراً موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے اجازت ہے" ـــــ ڈاکٹر یونس نے کہا۔

"آپ کی مرضی ڈاکٹر صاحب ـــــ اب آپ نہیں رہنے دیتے مجھے
ت میں تو نہ سہی ـــــ میں پھر شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لوں گا"
ران نے کہا۔

"طاہر ـــــ عمران کو اپنے ہمراہ لے جاؤ ـــــ اچھا میں چلتا ہوں۔
یے ڈاکٹر صاحب" ـــــ سر سلطان نے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر یونس کا بازو
کر اسے تقریباً زبردستی کرے سے باہر لے گئے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا
عمران باز نہ آئے گا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کی ہسپتال سے فراغت کی کارروائی مکمل ہو
گئی اور عمران لباس بدل کر بلیک زیرو کی کار میں آبیٹھا۔

"مجھے میرے فلیٹ پر اتار دو بلیک زیرو ـــــ اور تمام ممبروں کو
یت کر دو کہ وہ اپنے فلیٹس فوری طور پر چھوڑ دیں اور تم بھی دانش منزل میں
کے رہو ـــــ ہو سکتا ہے مجرم ایک بار پھر دانش منزل پر حملہ کریں" ـــــ
ران نے کہا۔

"بہتر ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور کار کا رخ اس سڑک کی طرف موڑ

دیا جو گھوم پھر کر عمران کے فلیٹ کی طرف جاتی تھی۔
تھوڑی دیر بعد وہ عمران کے فلیٹ کے نیچے پہنچ گئے۔ عمران کار سے
باہر آیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر بلیک زیرو کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور
خود تیزی سے اپنے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔
فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی
اور اس وقت تک انگلی نہ ہٹائی جب تک کہ دروازہ ایک دھماکے سے
نہ کھل گیا۔
"کیا مصیبت ہے ـــــ ارے ـــــ ارے ـــــ آپ" ـــــ سلیمان
جو شدید غصے کے عالم میں آیا تھا۔ عمران کو دیکھ کر سنبھل گیا۔
"اچھا ـــــ اب میں تمہارے لئے مصیبت بن گیا ہوں" عمران
نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔
"تو اور کیا ـــــ کتنے دنوں سے راشن ختم ہو گیا ہے ـــــ باورچی خانہ
بھائیں بھائیں کر رہا ہے ـــــ دھوبی، اخبار فروش، بجلی والے سب
بل اٹھائے دروازے پر دھرنا مارے بیٹھے ہیں ـــــ غریب سلیمان کی
جان عذاب میں آئی ہوئی ہے" ـــــ سلیمان نے عمران کی طرف سے
شہ ملتے ہی بولنا شروع کر دیا۔
"اور وہ جو میں تمہیں دو ہزار روپے دے گیا تھا ـــــ وہ کس
کھاتے میں گئے" ـــــ عمران نے ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھتے
ہوئے کہا۔
"دو ہزار ـــــ اچھا وہ صرف دو ہزار ـــــ جناب اس مہنگائی
کے زمانے میں دو ہزار کی کیا وقعت ہے۔ ساتھ والے فلیٹ میں

ہوئے نا ـــــ ارے خواجہ صاحب کی باورچن ـــــ اس کے کپڑوں
سے ہلدی کی بُو آ رہی تھی ـــــ میں نے سوچا بیچاری کیا سوچتی ہو گی کہ
خوشبو کے لئے بھی ترس گئی ہوں۔ چنانچہ میں بازار گیا ـــــ آپ یقین کیجئے کہ
ایک سپرے سینٹ کی شیشی، ایک نیا جوڑا کپڑوں کا اور ایک دو آئیٹم
ایک آپ کے خریدے اور دو ہزار ختم ـــــ صاحب بڑا بُرا زمانہ آگیا ہے
دو ہزار کی تو کوئی وقعت ہی نہیں رہی" ـــــ سلیمان نے آنکھیں جھپکاتے
ہوئے کہا۔
"اچھا ـــــ تو یہ عیاشی ہو رہی ہے" ـــــ عمران نے حیرت سے
دیدے پھاڑتے ہوئے کہا۔
"ارے ـــــ ارے صاحب ـــــ توبہ کیجئے ـــــ عیاشی کے لئے رقم
کہاں ہے میرے پاس ـــــ یہاں تو کھانے کے لالے پڑے ہوئے
ہیں اور آپ عیاشی کی بات کر رہے ہیں ـــــ خدا کسی کو کسی مفلس
کا باورچی نہ بنائے" ـــــ سلیمان نے تیزی سے کہا اور پھر ایک جھٹکے
سے کچن کی طرف مڑ گیا۔
"ارے۔ ارے ـــــ کہاں جا رہے ہو ـــــ اس مفلس اور
قلاش کو ایک پیالی چائے تو دیتے جاؤ" ـــــ عمران نے ہانک لگاتے
ہوئے کہا۔
"معاف کیجئے ـــــ میں خیرات بانٹ بیٹھا ہوں" ـــــ سلیمان نے
دروازے سے غائب ہوتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار
مسکرا دیا۔
وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے چند لمحے کچھ سوچتا رہا اور پھر

اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی جانب کھسکا لیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ٹائیگر سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جناب" ——— ٹائیگر کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"ٹائیگر ——— تم نے مس شوگی کو دیکھا ہوا ہے ——— وہی غیر ملکی لڑکی جس نے راضی کی سالگرہ میں شرکت کی تھی" ——— عمران نے پوچھا۔

"ہاں جناب ——— اچھی طرح دیکھا ہوا ہے" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم نے اسے تلاش کرنا ہے ——— پورے شہر میں اسے تلاش کرو۔ جہاں بھی نظر آجائے اس کی نگرانی کرو" ——— عمران نے کہا۔

"جناب اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ——— میں نے اس کا ٹھکانہ دیکھا ہوا ہے" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھکانہ دیکھا ہوا ہے ——— کیا مطلب" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کل شام میں اتفاق سے ایک دوست کو ملنے گیا تو میں نے مس شوگی کو ایک چھوٹی سی کار میں بیٹھے بوستان کالونی کی ایک کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا تھا" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ویری گڈ نیوز ——— کونسی کوٹھی ہے وہ" ——— عمران نے چہکتے ہوئے پوچھا۔ واقعی اس اطلاع پر اسے خوشی ہوئی تھی کم از کم ایک لائن آف

ن تو مل گئی تھی۔

"بوستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ ہے ——— باہر کسی ڈاکٹر کی نیم پلیٹ ہوئی ہے" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم اس کوٹھی میں داخل ہو کر حالات کا جائزہ لو اور پھر رپورٹ کرو ——— مگر کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ پہلے کی ح ایک اناڑی کے قابو میں نہ آجانا" ——— عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— عمران صاحب ——— وہ بس اتفاق ہی تھا۔ آپ بے فکر رہیں پوری طرح احتیاط کروں گا" ——— ٹائیگر نے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے" ——— عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان نے ئے کی پیالی لا کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

"یہ ٹھنڈی ہو گئی تو اور نہیں ملے گی" ——— سلیمان نے دھمکی دیتے ہوئے ا۔

"اور اگر پہلے ہی ٹھنڈی ہوئی تو تم ملازمت سے برخواست" ——— ن نے پیالی اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے ——— ارے ——— کیا کہہ رہے ہیں ——— سوچ سمجھ کر بات یئے ——— پہلے چارج شیٹ دیجئے ——— اس کا جواب لیجئے۔ پھر اری آفیسر مقرر ہو گا۔ پھر آپ مجھے برخواست کریں گے تو میں لیبر کورٹ جاؤں گا اور وہاں سے معہ سابقہ مراعات کے بحال ہو کر آجاؤں گا۔ یرے وکیل کا خرچہ بھی آپ کو دینا پڑے گا" ——— سلیمان نے اپنے قانونی ن جتاتے ہوئے کہا۔

"ارے توبہ ——— جب تم نے بحال ہو کر ہی آنا ہے تو پھر میں اپنا

فیصلہ واپس لیتا ہوں ـــــ چائے کی جگہ شربت پی لوں گا مگر یہ عدالتوں کے چکر مجھ سے نہیں کاٹے جاتے" ـــــ عمران نے فوراً ہی اپنا فیصلہ واپس لیتے ہوئے کہا اور سلیمان مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔

عمران نے چائے کی پیالی ختم کی اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے جسم پر غنڈوں کا مخصوص لباس تھا اور چہرے پر میک اپ بھی کسی خطرناک غنڈے جیسا تھا۔ پورا چہرہ زخموں کے نشان سے بھرا ہوا تھا۔ گلے میں سرخ رومال کو گانٹھ دیتے ہوئے عمران تیزی سے فلیٹ سے باہر آ گیا۔

وہ دل ہی دل میں ایک فیصلہ کر چکا تھا۔ ایک عجیب و غریب فیصلہ اور اسے یقین تھا کہ اگر اس کا منصوبہ کامیاب رہا تو وہ ڈی گینگ کی سربراہ مادام ڈی پر آسانی سے ہاتھ ڈال سکے گا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز اور اس کے گرد چار پانچ رسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ میز کے درمیان میں موجود ایک بڑی کرسی پر ایک جوان عورت موجود تھی۔ اس کا جسم انتہائی سڈول اور پُر شباب تھا۔ چہرے معصومیت کے پرتو نمایاں تھے۔ البتہ آنکھوں میں پُر اسرار اور وحشیانہ قسم ا چمک تھی۔ ایسی چمک کہ کوئی شخص زیادہ دیر تک اس کی طرف غور سے نہ سکتا تھا۔

میز کے دوسری طرف مارکس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ا جبکہ چہرے پر بے پناہ زردی تھی۔

"مارکس ـــــ یہ بہت بُرا ہوا کہ سیکرٹ سروس ہمارے ہاتھ سے نکل نے میں کامیاب ہو گئی ـــــ اب وہ پوری طرح "چوکنے" ہو گئے ہوں گے"۔ ران عورت نے سخت لہجے میں کہا۔

"مادام ـــــ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے ـــــ میں نے تو ایسا ظام کیا تھا۔ کہ پوری سیکرٹ سروس بھیگے چوہوں کی طرح میرے جال میں سی چلی گئی۔ ان کے چیف کو بھی میں نے کرسی پر اچھی طرح جکڑ دیا تھا اور ا ٹھونگی کو اس کی حفاظت کے لئے آپریشن روم میں چھوڑا تھا۔ اب مجھے

کیا معلوم تھا کہ وہ چیف آزاد کیسے ہو گیا۔ اس کے باوجود میں نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا — بس یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اچانک میرا سر ایک مشین کے کونے سے ٹکرا گیا اور اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔"

مارکس نے بجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں — بس اسے اپنی بدقسمتی ہی کہہ سکتے ہیں — بہرحال اب ہمیں پہلے پوری قوت سے سیکرٹ سروس سے ٹکرانا پڑے گا۔ اس کے بعد ہی ہم مشن کو آگے بڑھانے کے متعلق سوچ سکتے ہیں" — مادام دی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مادام — ہمیں ان کے فلیٹوں کے پتے معلوم ہیں — ان کے ہیڈ کوارٹر کو بھی ہم نے دیکھ لیا ہے — میرا خیال ہے۔ ہمیں بغیر کوئی وقت ضائع کئے ان پر حملہ کر دینا چاہیئے" — مارکس نے کہا۔

"تم بڑے احمق ہو مارکس — کیا اب وہ وہاں ہمارے حملے کے انتظار میں بیٹھے ہوں گے — اور پھر اتنی جگہوں پر حملے کے لئے بہت سے آدمی چاہیئں" — مادام دی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں — یہ بات تو ہے — میرا خیال ہے کہ ہم یہاں کے مقامی غنڈوں کی عارضی طور پر خدمات حاصل کریں اور انہیں ان فلیٹوں کی نگرانی پر مقرر کر دیں — پھر جیسے ہی ہمیں ان کے متعلق علم ہو ہم ان غنڈوں کی مدد سے انہیں ہلاک کر دیں" — مارکس نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں — ایسا ممکن تو ہے — مگر ہماری تنظیم نے کبھی مقامی غنڈوں کی حمایت حاصل نہیں کی مگر اب مجبوری ہے۔ اس لئے میں نے

آپریشن سیل کے انچارج بارٹلے کو یہاں بلوا لیا ہے — اس وقت شوگی بھی وہیں ہے — بارٹلے نے میری اجازت سے فی الحال کوٹھی کی نگرانی کے لئے چند غنڈے بھرتی کئے ہیں — مگر میرا خیال ہے سیکرٹ سروس کی نگرانی کے لئے ہمیں غنڈوں کی بجائے خصوصی صلاحیتیں رکھنے والے افراد کی ضرورت ہو گی" — مادام نے جواب دیا۔

"ہاں — سیکرٹ سروس عام غنڈوں کے بس کی نہیں ہے۔ اور خصوصی صلاحیتوں کے مالک افراد کے لئے ہمیں یہاں کے مافیا کے سربراہ جیمس بروکر سے رابطہ قائم کرنا پڑے گا" — مارکس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جیمس بروکر" — مادام دی نے چونک کر کہا۔

"ہاں مادام — بس اتفاق سے میری اس سے ملاقات ہو گئی تھی۔ دی گینگ میں آنے سے پہلے بروکر اور میں اکٹھے ہی مافیا میں کام کرتے تھے" — مارکس نے جواب دیا۔

"اوہ — تم نے بڑی مفید بات بتائی ہے۔ مافیا کے آدمی یقیناً اس کام میں ماہر ہوں گے — البتہ ہم اس مشن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں — مافیا کے کارکن ہمیں سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاعات فراہم کریں جبکہ مقامی غنڈوں کی مدد سے انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ اس طرح حالات پر ہمیں کنٹرول رہے گا" — مادام نے کہا۔

"آپ کی تجویز بالکل درست ہے مادام — آپ بارٹلے کو کہیں کہ وہ یہاں کے کسی با اثر غنڈے کی مدد سے چند پیشہ ور قاتلوں کی امداد حاصل

کرے اور مجھے آپ اجازت دیں تو میں جمیس بروکر سے بات کرتا ہوں" مارکس نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام کوئی جواب دیتی۔ اچانک میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز بلند ہونے لگی۔

مادام نے بڑی پھرتی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"بارٹلے سپیکنگ مادام ——— اوور" ——— بٹن دیتے ہی دوسری طرف سے بارٹلے کی کرخت آواز ابھری۔

"یس ——— مادام دی سپیکنگ ——— اوور" ——— مادام نے لہجے کو کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"مادام ——— مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ پرنس آف ڈھمپ صحت یاب ہو کر ہسپتال سے چلا گیا ہے ——— اوور" ——— بارٹلے نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— پرنس آف ڈھمپ ٹھیک ہو گیا ہے ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— اوور" ——— مادام دی حلق کے بل چیخ اٹھی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں مادام ——— آپ کے حکم پر میں نے تمام ہسپتالوں میں چھان بین کرائی ہے ——— اسے سپیشل سروسز ہسپتال میں داخل کرایا گیا تھا۔ وہاں کے ڈاکٹر تو اس کے علاج سے مایوس ہو گئے تھے۔ مگر اتفاق سے زہروں کے بین الاقوامی ماہر ڈاکٹر موسی یہاں آئے ہوئے تھے ——— انہوں نے پرنس آف ڈھمپ کا علاج کیا اور وہ صحت یاب ہو گیا ——— اور یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ یہاں کے

ٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے پرنس آف ڈھمپ کے علاج خصوصی دلچسپی لی۔ ڈاکٹر موسی سے بھی انہوں نے کنٹکٹ کیا تھا۔ ر" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے ——— پرنس سیکرٹ سروس میں کوئی شخصیت ہے۔ اسی لئے وزارت خارجہ کے سیکرٹری اس کے علاج اس قدر دلچسپی لے رہے تھے ——— اوور" ——— مادام نے کچھ چتے ہوئے کہا۔

"آپ اگر حکم کریں تو میں اس پرنس کو تلاش کروں ——— اوور" رٹلے نے پوچھا۔

"نہیں ——— یہ کام ہو جائے گا ——— تمہارے ذمہ ایک اور کام ے ——— تم یہاں کے کسی بااثر غنڈے سے رابطہ قائم کرو اور چند ترین پیشہ ور قاتلوں کو کرایہ پر حاصل کرو اور میری مزید ہدایات کا انتظار رو ——— اوور" ——— مادام دی نے کہا۔

"بہتر مادام ——— میں آج ہی سے کوشش شروع کر دیتا ہوں ور" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اور سنو ——— شوگی کا میک اپ کر کے اسے شہر بھیج دو۔ وہ کسی ٹل میں رہے اور اس کے ذمے پرنس آف ڈھمپ کو تلاش کرنا ہے۔ یسے ہی اسے پرنس آف ڈھمپ نظر آئے وہ تمہیں اطلاع کر دے اور جیسے ی تمہیں اطلاع ملے۔ تمہارے ذمے کام یہ ہوگا کہ تم اسے فوراً ہلاک کر دو وور" ——— مادام دی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ——— ایسا ہی ہو گا" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"پرنس بچ گیا مارکس ۔۔۔ نہ جانے کیا بات ہے کہ اس ملک میں ہمارا ہر کام الٹا ہی ہو رہا ہے" ۔۔۔ مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ سکتا ہوں مادام ۔۔۔ اب آپ خود ہی سوچیں کہ بوکازہ کا علاج آج تک تلاش نہیں کیا جا سکا۔ البتہ ڈاکٹر موسیٰ کے بارے بارے میں کہا نہیں جا سکتا ۔۔۔ میں نے اس کی شہرت سنی ہوئی ہے ہو سکتا ہے اس نے زہر کا علاج تلاش کر لیا ہو" ۔۔۔ مارکس نے جواب دیا۔

"علاج تلاش کر لیا ہے ۔۔۔ تبھی تو پرنس بچ گیا ہے" ۔۔۔ مادام نے پہلے سے بھی زیادہ تلخ لہجے میں کہا۔

"مادام ۔۔۔ مجھے ایک اور خیال آیا ہے ۔۔۔ پرنس کے بچ جانے سے ہمارا اصل منصوبہ بھی منظر عام پر آ سکتا ہے کیونکہ مس شوگی نے راضی کے متعلق اسے بتا دیا تھا ۔۔۔ اور مجھے یقین ہے کہ پرنس صحت یاب ہوتے ہی راضی کے سر ہو گا" ۔۔۔ مارکس نے کہا۔

"تمہارا خیال بالکل درست ہے ۔۔۔ اور راضی ایک بار ان کے ہاتھ چڑھ گیا تو اصل منصوبہ بھی حکومت کی نظروں میں آ جائے گا۔ اس لئے راضی کی فوری موت لازمی ہو گئی ہے" ۔۔۔ مادام نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مگر مادام ۔۔۔ راضی کی موت کے بعد ہمیں مشن کے لئے نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا" ۔۔۔ مارکس نے کہا۔

ہو جائے گا ۔۔۔ راضی جیسے بے شمار طالب علم لیڈر مل جائیں
" ۔۔۔ مادام نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ چند
بعد ہی دوسری طرف سے بارٹلے کی آواز گونجی۔

"یس بارٹلے سپیکنگ ۔۔۔ اوور"۔

"مادام وی بول رہی ہوں ۔۔۔ سنو بارٹلے ۔۔۔ نیو ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ره الف میں ایک طالب علم راضی رہتا ہے ۔۔۔ شوگی سے اس کا حلیہ پوچھ لینا ۔۔۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اسے موت کے گھاٹ دو ۔۔۔ اس کام میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ اوور" ام نے کہا۔

"بہتر مادام ۔۔۔ میں ابھی وہاں جاتا ہوں ۔۔۔ جیسے ہی وہ مجھے ملا س کی روح جسم سے پرواز کر جائے گی ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ بارٹلے نے ے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کام کر کے مجھے فوری رپورٹ دو ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ مادام نے کہا۔

"او کے مادام ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"مارکس اب تم فوری طور پر جیمس بروکر سے رابطہ قائم کرو اور اس سے دی مانگو ۔۔۔ میں جس قدر جلد ہو سکے سیکرٹ سروس کا خاتمہ چاہتی ہوں" دام نے مارکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر مادام ۔۔۔ میں ابھی جاتا ہوں ۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ اس کی ہائش ڈان ہوٹل میں ہے ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ میں کامیاب لوٹوں گا"

مارکس نے جواب دیا۔

"اور سنو —— میک اپ کر کے جانا۔ کیونکہ نہ صرف سیکرٹ سروس
چیف نے تمہیں اچھی طرح دیکھ لیا ہے بلکہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران
بھی دیکھا ہے" —— مادام نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام —— ایسا ہی ہو گا —— مجھے خود احساس ہے"
مارکس نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

مارکس کے باہر جانے کے کچھ دیر بعد تک مادام آنکھیں بند کئے خا
بیٹھی رہی۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آ گیا کہ اگر وزارت خارجہ کے سیکر
سر سلطان کو قابو میں کر لیا جائے تو مسئلہ کچھ زیادہ ہی آسانی سے حل ہو
ہے۔

مادام کو اپنے شباب اور صلاحیتوں پر پورا اعتماد تھا کہ سر سلطان چ
کتنا ہی بوڑھا اور سنجیدہ آدمی ہوا۔ وہ اسے اپنے دام میں لے ہی آ
گی۔ چنانچہ فیصلہ کرتے ہی وہ تیزی سے اٹھی اور ڈریسنگ روم کی ط
بڑھتی چلی گئی۔

اس نے آج ہی اخبار میں پڑھا تھا کہ وزارت خارجہ کے سیکرٹر
سر سلطان کی زیر صدارت ایک تقریب ہوٹل مالابار میں ہو رہی ہے
تھوڑی دیر بعد جب وہ لباس تبدیل کر کے باہر آئی تو واقعی اس کا شباب
اچھوں اچھوں کو چت کر دینے کے قابل تھا۔

ٹائیگر عمران سے ہدایت ملتے ہی موٹر سائیکل اٹھا کر تیزی سے
ان کالونی کی طرف چل پڑا۔ اس نے حسب دستور چست لباس پہن رکھا تھا
ہرے پر کچھ زیادہ ہی جوش پھیلا ہوا تھا۔
راضی کے سلسلے میں اسے جو ناکامی ہوئی تھی اور جس کا طعنہ عمران نے دیا
وہ اس ناکامی کا داغ دھونا چاہتا تھا۔
تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ بوستان کالونی میں
ل ہو گیا۔ اسے کوٹھی اچھی طرح یاد تھی جس میں اس نے شوگی کو داخل ہوتے
ا تھا۔

اس وقت شام کا اندھیرا پھیلتا چلا جا رہا تھا اور ٹائیگر نے رات ہونے کا
ظار کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ اس کوٹھی کے گرد ایک چکر لگا کر وہ کالونی کی
یٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا کیفے موجود تھا۔ ٹائیگر نے کیفے کے
وازے پر موٹر سائیکل روکی اور پھر دروازے کے قریب ہی ایک خالی میز کی
ف بڑھ گیا۔ ویٹر کو اس نے کافی لانے کے لئے کہا۔ اس کی نظریں دروازے
ے باہر نظر آنے والی کوٹھی نمبر بارہ کے گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ وہی کوٹھی تھی
ں میں اس نے شوگی کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

ابھی وہ کافی پی رہا تھا کہ اچانک اس نے کوٹھی کا پھاٹک کھلتے دیکھا دوسرے لمحے ایک ہلکے نیلے رنگ کی کار کوٹھی سے باہر آئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک قوی ہیکل نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے باہر نکل کر کار کا رخ موڑا اور مخالف سمت میں اس کی کار بڑھتی چلی گئی۔ اس کی کار باہر نکلتے ہی پھاٹک خود بخود بند ہو گیا۔

ٹائیگر نے کار کے نمبر ذہن میں محفوظ کر لئے اور اطمینان سے بیٹھا کافی کی چسکیاں لیتا رہا۔ جب اسے وہاں بیٹھے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا تو اس نے اٹھنے کا فیصلہ کیا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ وہی کار ایک بار پھر پھاٹک پر آ کر رکی تھی۔ مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا گیا۔ اور پھر پھاٹک کھلتے ہی کار اندر چلی گئی اور پھاٹک بند ہو گیا۔

ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اٹھ کر کاؤنٹر پر کافی کی چار پیالیوں کی رقم ادا کی۔ ویٹر کو چند سکے ٹپ کئے اور کیفے سے باہر آ گیا۔

اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا۔ پوری کالونی کا راؤنڈ لگا کر وہ اس کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا اس نے ایک گھنے درخت کے تنے کے ساتھ موٹر سائیکل کھڑا کر کے اسے لاک کیا اور پیدل چلتا ہوا کوٹھی کی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی کی دیوار خاصی بلند تھی اور دیوار کے اوپر بجلی کی دو تاریں نصب تھیں۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ ان تاروں میں کرنٹ دوڑ رہا ہو گا۔ بہرحال وہ اس کا توڑ جانتا تھا۔ اس لئے دیوار کے پاس پہنچ کر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے نائیلون کی رسی کا ایک گچھا اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس رسی میں جگہ جگہ گانٹھیں سی بنی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس کا دوسرا سرا دیوار کے سرے کی طرف پھینکا جس کے ساتھ ایک فولادی آنکڑہ لگا ہوا تھا۔ آنکڑہ دیوا

دوسری طرف جا کر پھنس گیا اور رسی تن گئی۔ ٹائیگر نے زور لگا کر اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا اور پھر رسی کے سہارے تیزی سے دیوار پر چڑھنے لگا۔ جیسے ہی اس کے ہاتھ دیوار کے سرے پر جمے اس نے اپنے جسم کو ایک مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور اس کا جسم ہوا میں قلابازی کھاتا ہوا ان تاروں کے اوپر سے گزر گیا اور ٹائیگر پیروں کے بل کوٹھی کے پائیں باغ میں جا گرا۔ جیسے ہی اس کے پیر زمین سے ٹکرائے اس نے تیزی سے اپنے آپ کو اچھالا اور پھر ایک باڑھ کے پیچھے چھپ گیا۔ عمارت کی عقبی سمت تیز روشنی پھینکنے والا ایک بلب جل رہا تھا جس کی وجہ سے تمام ماحول روشن ہو گیا تھا

ٹائیگر چند لمحے باڑھ کے پیچھے خاموش بیٹھا آہٹ لیتا رہا۔ اسے سب سے زیادہ خطرہ کتوں کی طرف سے تھا۔ مگر جب کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو وہ باڑھ کے پیچھے سے نکل کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ عمارت کی عقبی سمت کوئی ایسا پائپ یا کھڑکی نہ تھی جس کے ذریعے وہ چھت پر جاتا۔ اس لئے اس نے سامنے کے رخ سے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر دبے قدموں چلتا ہوا وہ عمارت کے سامنے کے رخ پر پہنچ گیا۔

اس نے پورچ میں دو مسلح نوجوانوں کو ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے ٹہلتا ہوا دیکھا۔ وہ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ ٹائیگر چند لمحے دیوار کے ساتھ کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ اور آگے بڑھنے کے لئے اس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا کیونکہ جیسے ہی وہ آگے بڑھتا وہ ان دونوں مسلح آدمیوں کی نظروں میں آ جاتا۔ اس لئے وہ وہیں کھڑا اندر جانے کی کوئی تجویز سوچتا رہا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھنے کی کوئی ترکیب کرتا۔ اچانک عمارت کے اندر سے ایک نوجوان عورت باہر نکل کر پورچ میں آ گئی۔ پورچ میں وہ کار

موجود تھی جس پر ٹائیگر نے شوگی کو آتے دیکھا تھا۔ وہ عورت اس کار کی طرف بڑھی۔

"مس شوگی —— آپ ہوٹل میں کمرہ لینے کے بعد مجھ سے رابطہ ضرور قائم رکھیں —— اور دوسری بات یہ کہ جیسے ہی پرنس آف ڈھمپ نظروں میں آئے۔ آپ نے براہِ راست کوئی قدم نہیں اٹھانا بلکہ فوری طور پر مجھے اطلاع دینی ہے" —— اچانک برآمدے میں سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور پھر ٹائیگر نے اسی قوی ہیکل غیر ملکی نوجوان کو برآمدے سے اتر کر اس عورت کی طرف بڑھتے دیکھا۔ یہ آواز اسی مرد کی تھی۔

"ٹھیک ہے بارٹلے —— میں ایسا ہی کروں گی" —— اس عورت نے جو یقیناً شوگی ہی تھی مگر اس نے میک اپ کر رکھا تھا، کار کا دروازہ کھولتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے —— وش یو گڈ لک" —— بارٹلے نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور شوگی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ دوسرے لمحے اس نے کار موڑی اور کار کا رُخ پھاٹک کی طرف موڑ دیا۔ پھاٹک کے قریب ایک اور مسلح نوجوان تھا اس نے پھاٹک کھول دیا اور شوگی کی کار پھاٹک سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"سنو —— رات کو انتہائی احتیاط سے پہرہ دینا ہے —— خاص طور پر عقبی سمت میں بھی خیال رکھنا —— میں کل کتوں کا بندوبست کر لوں گا" —— بارٹلے نے پہرہ داروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب" —— پہرے داروں نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور ٹائیگر یہ سن کر تیزی سے واپس مڑا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا عقبی دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ اس لیے اب مزید کوٹھی میں رکا رہنا بے سود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب پہرے دار باقاعدگی کے ساتھ عقبی سمت کا راؤنڈ کریں گے اور وہ ان کے وہاں آنے سے قبل ہی کوٹھی سے باہر نکل جانا چاہتا تھا۔

دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے اچھل کر دیوار میں پیوست وہ آنکڑہ نکالا اور بجلی کی سی تیزی سے رسی لپیٹنی شروع کر دی۔ رسی لپیٹ کر اس نے آنکڑے والے سرے کو دوبارہ باہر کی طرف اچھال دیا۔ اور پھر جیسے ہی رسی تنی۔ اس نے رسی کے ذریعے دیوار پر چڑھنا شروع کر دیا۔ اور دیوار کے سرے پر ہاتھ جمتے ہی اس نے وہی پہلے والا عمل دوہرایا اور اس کا جسم قلابازی کھا کر دیوار کی دوسری طرف چلا گیا۔

سڑک پر پیر لگتے ہی ٹائیگر اچھلا اور پھر اس نے ایک بار پھر اچھل کر آنکڑے کو نکال کر رسی لپیٹنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد رسی کا گچھا اس کی جیب میں پہنچ گیا۔ اور وہ تیزی سے اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ شوگی کی کار کو وہاں سے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے مگر اسے یقین تھا کہ وہ اسے تلاش کر لے گا۔ کیونکہ بارٹلے کے مطابق شوگی نے کسی ہوٹل میں ہی قیام کرنا تھا۔

چنانچہ چند لمحوں بعد اس کی موٹر سائیکل شہر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر اس نے شہر کے اچھے ہوٹلوں کی پارکنگ چیک کرنی شروع کر دی۔ اور تیسرے ہوٹل کی پارکنگ میں اسے شوگی کی کار کھڑی ہوئی نظر آ گئی۔ ٹائیگر نے اپنی موٹر سائیکل ایک طرف روکی۔ اور تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہال میں اس وقت خاصی گہما گہمی تھی مگر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" فرمایئے " ـــــــ کاؤنٹر گرل نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا
" ایک سنگل روم چاہیئے " ـــــــ ٹائیگر نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" دوسری منزل پر کمرہ نمبر بارہ خالی ہے ـــــــ کرایہ ایک سو روپے روزانہ" کاؤنٹر گرل نے کی بورڈ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــــ فی الحال دو روز کے لئے بک کر دو " ـــــــ ٹائیگر نے کہا اور جیب سے سو سو کے دو نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے۔ کاؤنٹر گرل نے نوٹ اٹھا کر دراز میں ڈالے اور نچلے خانے سے رجسٹر نکال کر کاؤنٹر پر رکھا اور اسے کھول کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا

" اس پر اپنا نام و پتہ لکھ دیجئے " ـــــــ کاؤنٹر گرل نے بال پوائنٹ ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے اپنا نام و پتہ لکھنے سے پہلے اوپر والے خانے پر نظریں دوڑائیں۔ اسے یقین تھا کہ مس شوگی کے بعد وہی کمرہ لے رہا ہو گا۔ اس خانے میں مس شائلی لکھا ہوا تھا اور اس کا کمرہ بھی دوسری منزل پر تھا۔ کمرے کا نمبر انیس تھا۔

ٹائیگر نے اپنا فرضی نام و پتہ لکھ کر اپنے دستخط کئے اور پھر کاؤنٹر گرل سے کمرے کی چابی لے کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی لفٹ دوسری منزل پر رکی وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

اسی لمحے اس نے شوگی کو کمرہ نمبر انیس سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ شوگی نے ایک اچٹتی نظر ٹائیگر پر ڈالی اور پھر اپنے کمرے کو لاک کر کے لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ ٹائیگر اس کی طرف توجہ کئے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھتا

لاگیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ اور ایک نظر اندر کا جائزہ لینے کے بعد ہ بھی باہر نکل آیا۔ اس نے کمرہ لاک کیا اور تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ وگی کو نگاہ میں رکھنا چاہتا تھا۔

جب وہ لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچا تو اس نے یہ دیکھ کر ایک طویل انس لی کہ شوگی ہال میں ایک میز پر اکیلی بیٹھی ہوئی تھی اور ایک ویٹرس اس کے امنے کھانے کے برتن رکھ رہی تھی۔

ٹائیگر بھی خاموشی سے ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اب ظاہر ہے ہ بھی کھانا کھانے کے علاوہ اور کیا کر سکتا تھا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ کھانا کھانے کے بعد عمران کو اس بارے میں رپورٹ کرے گا۔

عمران غنڈے کے میک اپ میں اپنے فلیٹ سے نکلا تو اس نے سیدھا ٹاپ ہلز ہوٹل کا رخ کیا۔

ٹاپ ہلز ہوٹل دراصل دارالحکومت سے بیس میل دور ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع تھا۔ اس ہوٹل کا مالک ایک شخص مارٹن تھا۔ جسے مارٹن کنگ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ وہ نامی گرامی غنڈہ ہونے کے ساتھ ساتھ منشیات کا بہت بڑا سمگلر تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس غنڈوں کی ایک ایسی فوج تھی جو کرائے پر لوگوں کے ناجائز کام کرتے تھے۔

یہ ہوٹل ابھی حال ہی میں کھولا گیا تھا اور عمران نے اس بارے میں کئی باتیں سن رکھی تھیں مگر مصروفیت کی وجہ سے وہ کبھی اس طرف نہیں جا سکا تھا۔ آج فلیٹ میں بیٹھے بیٹھے اسے خیال آگیا کہ مادام وی گینگ، آج تک قتل و غارت میں براہِ راست ملوث نہیں ہوا مگر اب سیکرٹ سروس سے براہ راست مقابلے کی وجہ سے وہ یقیناً مقامی غنڈوں کی امداد حاصل کرنے کے بارے میں سوچیں گے اور عمران کے نقطہ نظر سے وی گینگ نے اس بارے میں مارٹن کنگ کا انتخاب کرنا ہے کیونکہ ایسے کاموں میں مارٹن کنگ کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ اور پھر یہ کہ مارٹن غیر ملکی تھا جس نے اب یہاں کی شہریت اختیار کر رکھی

تھی اور عمران جانتا تھا کہ غیر ملکی ملزم کسی غیر ملکی پر مقامی کی نسبت زیادہ اعتماد کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے مارٹن کنگ سے ٹکرا کر اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ یوں تو مارٹن جیسے غنڈے سے اکیلے ٹکرانا اور وہ بھی ایسی حالت میں جبکہ وہ ابھی ابھی ہسپتال سے فارغ ہو کر آیا ہو بلکہ دوسرے لفظوں میں موت کے منہ سے نکلا ہو، ایک حماقت آمیز اقدام محسوس ہوتا تھا مگر ظاہر ہے فیصلہ کرنے والا عمران تھا۔ انتہائی عجیب و غریب شخصیت چنانچہ اس نے آرام کرنے کی بجائے ایک انتہائی کٹھن کام کا فیصلہ کر لیا تھا اور ویسے بھی عمران اپنے آپ کو بالکل چاک و چوبند محسوس کر رہا تھا۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی نیم بے ہوشی کی کیفیت سیکرٹ سروس کے موت کے منہ میں جانے کا سن کر ہی یکدم کافور ہو گئی تھی۔

عمران نے ٹیکسی روکی اور پھر اسے ٹاپ ہلز ہوٹل کی طرف چلنے کے لئے کہا ڈرائیور نے ایک نظر عمران کے چہرے پر ڈالی اور دوسرے لمحے سہم کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

عمران کا چہرہ واقعی اتنا خوفناک تھا کہ اس کو دیکھتے ہی عام آدمی کو جھرجھری سی آجاتی تھی۔

”گھبراؤ مت ـــــ پورا کرایہ دوں گا“ ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اس نے ٹیکسی ڈرائیور کی جھجک محسوس کر لی تھی۔

”مم ـــــ مہربانی جناب ـــــ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں“ ـــــ ٹیکسی ڈرائیور نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”تو بڑے بچے پیدا کیا کرو ناں ـــــ کیوں چھوٹے پیدا کرتے ہو“

عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا مگر لہجہ بدستور غنڈوں جیسا تھا۔

"ج جی ....! ڈرائیور سے کوئی بات نہ بن سکی تو وہ جی جی کر کے خاموش ہو گیا۔ ویسے بھی ڈرائیور اس خوفناک شکل والے غنڈے سے الجھنا نہ چاہتا تھا۔

"کیا جی۔جی لگا رکھی ہے تم نے ——— ٹیکسی ڈرائیور ہو یا بھیڑ کے بچے ہو"——— عمران بدستور اسے چھیڑ رہا تھا۔

"جناب اب آپ سے کیا بحث کروں"——— ڈرائیور نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— تو تم بحث بھی کر لیتے ہو ——— اس کا مطلب ہے کرایہ پر بحث کرو گے مجھ سے"——— عمران نے لہجے کو اور زیادہ کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"ن ——— نہیں جناب ——— آپ کی مہربانی ہو گی ——— جو دے دیں گے لے لوں گا"——— ٹیکسی ڈرائیور نے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— دیکھوں گا"——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ٹاپ ہلز ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ ڈرائیور نے مین گیٹ کے سامنے ٹیکسی روک دی۔

عمران دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ اس نے بڑی بے نیازی سے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف اچھال دیا اور خود تیزی سے مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

ٹیکسی ڈرائیور ایک لمحے کے لئے پھٹی پھٹی آنکھوں سے بڑے نوٹ کو

دیکھتا رہا۔ اسے شاید یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ کوئی غنڈہ اتنا بڑا نوٹ بطور کرایہ دے سکتا ہے۔ اب تک اس کا تجربہ تو یہی تھا کہ یہ غنڈے بہت رحم دل ہوں تو ٹیکسی ڈرائیور کو لوٹنے کی بجائے بس مفت سفر کر لیتے ہیں۔

بہر حال یہ حقیقت تھی اور ٹیکسی ڈرائیور نے دوسرے لمحے تیزی سے گاڑی بھگا دی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اس غنڈے کا ارادہ نہ بدل جائے اور جب تک عمران مین گیٹ تک پہنچتا ٹیکسی کمپاؤنڈ سے باہر جا چکی تھی۔

مین گیٹ پر ایک دربان موجود تھا جس نے بظاہر بڑی صاف ستھری وردی پہن رکھی تھی مگر اس کا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ طبقہ شرفا میں سے نہیں ہو سکتا۔

"فرمائیے"——— دربان نے عمران کو مین گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر کرخت لہجے میں پوچھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کو اندر نہ جانے دے گا۔ مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ایک چٹاخ کی آواز سے برآمدہ گونج اٹھا۔

عمران کا تھپڑ دربان کے چہرے پر کچھ اتنی قوت سے پڑا تھا کہ وہ لحیم شحیم دربان اچھل کر دو فٹ دور فرش پر جا گرا تھا۔

عمران تھپڑ مار کر بڑی بے نیازی کے عالم میں دروازہ کھول کر ہال میں داخل ہو گیا۔ ٹاپ ہلز ہوٹل کا ہال دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس وسیع و عریض ہال کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ اس وقت ہال اعلیٰ طبقے کے افراد سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف مترنم قہقہے ابھر رہے تھے۔ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہی تھی۔ خوبصورت اور نیم عریاں ویٹرس تتلیوں کی طرح ہال میں اڑتی پھر رہی تھیں۔

ہال کے شمالی حصے میں ایک وسیع و عریض کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس کے پیچھے
ایک لمبا تڑنگا نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے دائیں بائیں دو خوبصورت لڑکیاں
موجود تھیں جو گاہکوں سے نپٹ رہی تھیں جبکہ وہ لمبا تڑنگا نوجوان وہاں کھڑ
صرف ان کی نگرانی کر رہا تھا۔

عمران جیسے ہی ہال میں داخل ہوا۔ اس لمبے تڑنگے نوجوان کی آنکھوں م
حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اسے شا
یقین نہیں آرہا تھا کہ دربان نے اسے اندر آنے کی اجازت کیسے دی ہے
اس کا ہاتھ تیزی سے کاؤنٹر کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کی طرف بڑھ گیا

عمران ایک لمحے کے لئے ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر تیزی سے کاؤنٹر ک
طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے دربان تیزی سے دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کا چ
غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ مگر جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوا، کاؤنٹر پہ کھڑے
ہوئے نوجوان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے باہر جانے کے لئے کہا ا
دربان خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر پہ پہنچا۔ لحیم شحیم نوجوان اسے
بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"وہ مارٹن کنگ کا بچہ کہاں ملے گا" ـــ عمران نے چھبتے ہوئے غنڈوں
کے لہجے میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس راہداری میں چلے جائیے ـــ آخری کمرے میں باس موجود ہو
گا" ـــ لحیم شحیم نوجوان نے بڑے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہ
مگر عمران کو اس کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی طنزیہ مسکراہٹ صاف نظر آگئی۔
عمران سمجھ گیا کہ وہ ہال میں کوئی ہنگامہ نہیں کرنا چاہتے۔ اسے یقین تھا ک

رے میں اس کا استقبال کرنے کے لئے غنڈے موجود ہوں گے۔
"اسے یہیں بلاؤ ـــ اسے کہو کہ راج نگر سے فیروز آیا ہے۔ سمجھے"
ان نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔
"اوہ ـــ آپ کو شاید علم نہیں کہ باس کئی دنوں سے بیمار ہے۔ وہ چل
یں سکتا ـــ اس لئے مجبوری ہے ـــ آپ کو اسکے کمرے میں جانا پڑے
ـــ لحیم شحیم نوجوان نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے
اب دیا۔
"اچھا ـــ یوں ہی سہی ـــ مگر یاد رکھنا فیروز کے سامنے جھوٹ
والا دوبارہ زبان چلانے کے قابل نہیں رہتا" ـــ عمران نے کندھے
تے ہوئے کہا۔
اور پھر تیزی سے اس راہداری کی طرف بڑھ گیا ـــ جدھر اس نوجوان
ا تھا۔
اس کے کاؤنٹر سے ہٹتے ہی نوجوان نے ایک اور بٹن دبایا۔ یہ اس بات
ارہ تھا کہ شکار ان کی طرف آنے کے لئے چل پڑا ہے۔
نوجوان کو یقین تھا کہ اب یہ غنڈہ اپنے پیروں سے چل کر واپس نہ آ
ا۔ اس لئے وہ بٹن دبا کر مطمئن ہو گیا تھا۔
عمران نپے تلے قدم اٹھاتا تیزی سے راہداری سے گزرتا ہوا اس کمرے کی
بڑھتا چلا گیا۔ جس میں بقول کاؤنٹر کلرک کے مارٹن کنگ موجود تھا۔
ہ بند تھا۔ عمران نے پوری قوت سے دروازے پہ دستک دی۔ دوسرے
روازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا اور ایک غنڈے کی شکل دکھائی دی۔
"کیا بات ہے" ـــ اس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔ مگر دوسرے

لمحے عمران نے پوری قوت سے اس کے سر پر ٹکر ماری اور وہ غنڈہ چیخ مار کر
پیچھے الٹ گیا۔ اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ
جس میں چار غنڈے ایک میز کے گرد بیٹھے تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ درواز
کھولنے والے غنڈے کی چیخ سن کر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھے اور پھر عمران
یوں اچھل کر اندر آتے دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک گئے۔ ان کے
چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ ٹکر کھا کر گرنے والا غنڈہ بھی اب تیزی سے ا
کھڑا ہوا تھا۔

"خبردار ——— جس نے موت خریدنی ہے وہی آگے بڑھنے کی ہمت کرے۔
میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ——— میں صرف مارٹن سے ملنا چاہتا ہوں"۔
عمران نے بڑے کرخت لہجے میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تم ——— تمہاری یہ جرات کہ تم ہمارے ہی کمرے میں آ کر ہمیں للکا
ایک غنڈے نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سرخی آگ
تھی

"تمہاری مرضی ——— اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو تمہارا مقدر" ——— ع
نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو جاکی ——— اسے میں سیدھا کرتا ہوں ——— تم اپنے ہاتھو
تکلیف نہ دو" ——— ایک اور غنڈے نے آگے بڑھنے والے غنڈ
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ——— اسے میں خود ٹھیک کروں گا ——— تم میں سے
آگے نہ بڑھے ——— کہیں یہ نہ سوچے کہ اکیلے کو دیکھ کر سب ٹوٹ پڑ
جاکی نے طنزیہ انداز میں کہا اور باقی غنڈے خاموشی سے پیچھے ہٹ

"اوہ ——— تو تم جاکی ہو" ——— عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے
ئے کہا۔

"کیوں ——— کیا ہوا ——— صرف نام سن کر ہی چیں بول گئے" ——— جاکی
سینہ تانتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— یہ بات نہیں ——— میں سوچ رہا تھا کہ اگر تم جاکی ہو تو
ب تمہارے گھوڑے ہوئے ——— مگر ہیں یہ سب تانگوں میں جتنے کے
ں ——— اس لئے تمہارا نام جاکی کی بجائے کوچوان ہونا چاہئے"
ان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— تم ——— تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو" ——— جاکی کی آنکھوں
ے شعلے نکلنے لگے اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے عمران پر
انگ لگادی۔ اس کا انداز بڑا جچا تلا تھا۔ اس کے دونوں بازو کھلے
ئے تھے۔ جیسے وہ عمران کو ادھر ادھر ہٹنے کا موقع نہ دینا چاہتا ہو۔ اور
ن اپنی جگہ سے ہٹا بھی نہیں۔

جیسے ہی جاکی ہوا میں اڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔ عمران تیزی سے نیچے
گیا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور جاکی جو گھٹنا
ڑے عمران کو ضرب لگانا چاہتا تھا۔ اچانک اچھل کر پوری قوت سے پچھلی
وار سے ٹکرایا اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ وہ کسی توپ کے
ولے کی طرح دیوار سے ٹکرایا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ بڑھا کر دیوار سے
نے آپ کو ٹکرانے سے بچانے کی کوشش کی تھی۔ مگر عمران نے اتنی قوت
ے اسے اچھالا تھا کہ وہ نہ چاہنے کے باوجود بھی نہ سنبھل سکا اور ایک
ردار دھماکے سے اس کا سر سنگی دیوار سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے وہ

ہاتھ پیر ڈھیلے کر کے فرش پہ آگرا۔ اس کی کھوپڑی دیوار سے ٹکرا کر کئی حصوں
میں تقسیم ہو چکی تھی۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھنے کی
زحمت بھی گوارا نہ کی۔

جاکی کے مرتے ہی باقی چاروں غنڈے ایک لمحے کے لئے ششدر کھڑے
رہے۔ مگر دوسرے لمحے وہ یوں اچھلے جیسے ان کے پیروں میں سپرنگ لگ
گئے ہوں۔ ان کے چہرے غصے سے بگڑ گئے اور وہ تینوں اطراف سے تیزی
سے عمران کی طرف بڑھنے لگے۔

عمران بڑے اطمینان سے کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔ کمرہ چونکہ خاصا بڑا تھا
اس لئے عمران تک پہنچنے میں انہیں چند منٹ لگ ہی جاتے۔ چونکہ وہ چاروں
خالی ہاتھ تھے اس لئے عمران نے بھی کوئی ہتھیار نکالنے کی کوشش نہ کی۔ وہ
چاروں قدم بڑھاتے آگے چلے آئے۔ ان کے ہاتھ آگے کو اٹھے ہوئے تھے
اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ عمران کے قریب آکر ان چاروں
بیک وقت عمران پر حملہ کر دیا۔

مگر جیسے ہی ان چاروں کے پنجے زمین سے اٹھے۔ عمران نے ایک زور
جست لگائی اور وہ ان کے سروں کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا کھڑا
ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ چاروں تیزی سے مڑے۔

مگر عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آچکے تھے۔ عمران کا ایک ہاتھ
پوری قوت سے ایک غنڈے کی گردن پر پڑا اور گردن کی ہڈی چٹخنے کی آواز
کمرے میں گونج اٹھی جبکہ دوسرے ہاتھ کی ضرب دوسرے کی پسلیوں پہ پوری
قوت سے پڑی کہ وہ اوغ کی آواز نکالتا ہوا وہیں فرش پہ ڈھیر ہو گیا۔
دونوں ہی بے کار ہو چکے تھے۔ باقی دو اپنے ساتھیوں کا یہ حشر دیکھ کر اچھل کر

پیچھے ہٹ گئے۔
اب ان کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات تھے اور پھر عمران نے ایک
سانس لیا کیونکہ ان دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے چاقو نکال لیے
ان کے چاقو پکڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ چاقو کے استعمال میں مہارت
ہیں۔ مگر عمران کے چہرے پر وہی سکون تھا۔ وہ دونوں ہاتھ پہلوؤں پر
انہیں آگے بڑھتا دیکھ رہا تھا۔

وہ دونوں چاقو تھامے زخمی چیتے کے سے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے
یسے ہی وہ قریب آئے ان دونوں نے بیک وقت منہ سے خوفناک آوازیں
لتے ہوئے عمران پر حملہ کر دیا۔ دو اطراف سے چاقو بجلی کی سی تیزی سے
ن کی طرف بڑھے۔

اس بار عمران کا بچ نکلنا ناممکن نظر آرہا تھا۔ مگر جیسے ہی چاقو عمران کے
کے قریب پہنچے۔ عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور دوسرے
اس کے دونوں ہاتھ ان دونوں کی کلائیوں پر جم گئے اور اس کے ساتھ
عمران نے اپنے جسم کو قدرے آگے کی طرف جھکاتے ہوئے اپنے دونوں
زوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور وہ دونوں چیخ مارتے ہوئے قلابازیاں
ا کر عمران کے پیچھے فرش پر جا گرے۔ چاقو ان کے ہاتھوں سے نکل کر فرش
جا گرے تھے۔ عمران جھٹکے سے مڑ گیا۔ وہ دونوں فرش پر پڑے اپنے
نوں کو بری طرح جھٹک رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں کے جوڑ کلائیوں سے
ز چکے تھے۔

" میں نے تو کہا تھا کہ میں صرف مارٹن سے ملنا چاہتا ہوں اور تمہارے
اتھ کوئی دشمنی نہیں" —— عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں انہیں دیکھتے

ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے اچانک کمرے میں ایک آوا
گونجی۔

"گڈ شو مسٹر ——— تمہارے لڑنے کا انداز مجھے پسند آیا ہے ———
مارٹن بول رہا ہوں "۔

" تو پھر اپنا جلوہ دکھاؤ نا ——— کیا خواجہ سراؤں کی طرح حرم سرا
دبکے بیٹھے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— خاصے جیالے ہو ——— ورنہ مارٹن سے بات کرتے
ہوئے اچھے اچھوں کو پسینہ آجاتا ہے" ——— مارٹن کنگ کے لہجے میں
تحسین تھی۔

" ان کے جسموں میں گرمی زیادہ ہو گی ——— میں تو بڑی ٹھنڈی طبیعت
کا آدمی ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔

" اوکے ——— میرا آدمی تمہیں لینے کے لیے آ رہا ہے ——— میں
اب اپنے اصول توڑ کر تم سے براہ راست ملاقات کروں گا" ——— مارٹن
کی آواز ابھری۔

اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز آئی جیسے کوئی سوئچ آف کر دیا گیا ہو۔
عمران کی نظریں کمرے کے درمیان لگے ہوئے ایک چوکھٹے پر رک گئیں جس
سے نیلے رنگ کی ہلکی روشنی نکل رہی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اسی الٹرا بلیو روشنی
کی مدد سے اس کمرے کا منظر مارٹن کنگ سکرین پر دیکھ رہا ہو گا۔

وہ خاموش کھڑا مارٹن کے آدمی کا انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہی
لیم شحیم کاؤنٹرمین کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں موجود غنڈوں کی حالت

[illegible]ر اس کے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا ہو گئے
"کک ——— کیا تم نے ہی ان کا یہ حشر کیا ہے" ——— آنے والے
لہجے میں حیرت کی وجہ سے لڑکھڑاہٹ آگئی تھی۔

"میں نے تمہیں ایک بات کہی تھی ——— یاد ہے تمہیں" ——— عمران
اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کک ——— کون سی بات" ——— آنے والا عمران کے لہجے پر گھبرا
شاید ——— اتنے نامی غنڈوں کا حشر دیکھ کر اس پر خوف غالب آگیا

"یہ کہ ——— میرے سامنے جھوٹ بولنے والا دوبارہ زبان ہلانے
قابل نہیں رہتا" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم ——— میں باس کے حکم سے مجبور تھا" ——— آنے والے نے
[illegible]ندہ انداز میں دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"چلو ——— تمہاری مجبوری دیکھتے ہوئے معاف کر دیتا ہوں۔ اب
[illegible]ھے مجھے مارٹن کے پاس لے چلو" ——— عمران نے خوفزدہ دیکھتے
[illegible]ئے اسے مزید ڈرانا چھوڑ دیا۔

"ہاں ——— آؤ ——— میں اسی لئے آیا ہوں" ——— آنے والے
کہا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر آگیا۔ عمران بڑے اطمینان سے
ہوا اس کے پیچھے کمرے سے باہر آگیا۔

کمرے میں موجود زخمی اسے بڑی کینہ توز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔
نہ ہی انہوں نے کوئی حرکت کی اور نہ ہی وہ کچھ بولے۔

عمران اس کاؤنٹرمین کے پیچھے چلتا ہوا اسی راہداری کے ایک اور

کمرے میں داخل ہوا۔ پھر کاؤنٹریین نے کمرے کا دروازہ بند کرکے ایک خفیہ بٹن دبایا اور کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد جب فرش ساکت ہوا تو سامنے دیوار میں ایک دروازہ کھل گیا۔

اب سامنے ایک طویل راہداری تھی جس میں جگہ جگہ سٹین گنوں سے مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"اوہ ——— بڑا انتظام کر رکھا ہے تمہارے باس نے"——— عمران نے کہا۔

"ہاں ——— وہ واقعی کنگ ہے ——— جس کی سلطنت پوری دنیا میں موجود زیرزمین لوگوں پر پھیلی ہوئی ہے"——— کاؤنٹریین نے خوشامدانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں"——— عمران نے کہا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اس کیس سے نپٹنے کے بعد مارٹن کنگ سے بھی دو دو ہاتھ کرنے پڑیں گے وہ ایسے لوگوں کا اپنے ملک میں وجود برداشت نہ کرسکتا تھا۔

راہداری سے گزر کر وہ ایک بند دروازے پر رک گئے۔ اس دروازے کے باہر دو مسلح دربان بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"اس نوجوان کو اندر بھیج دو"——— دروازے کے اوپر لگے ہوئے ڈبے میں سے آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔

عمران تیزی سے کمرے میں داخل ہوگیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے چمڑے کی خوبصورت ریوالونگ چیئر پر ایک لحیم شحیم غیرملکی بیٹھا ہوا تھا ——— اس کے چہرے پر بھی

زخموں کے بے شمار نشان تھے۔ آنکھیں چہرے کی مناسبت سے چھوٹی مگر ہیروں کی طرح جگ مگ جگ مگ کر رہی تھی۔ سر پر سفید رنگ کے گھنگھریالے بال تھے۔ اس کا جسم خاصا متڈول اور ٹھوس معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے کے چاروں کونے میں سٹین گنوں سے مسلح چار افراد بت بنے کھڑے تھے۔

"آؤ بیٹھو جیالے ——— کیا نام ہے تمہارا"——— مارٹن کنگ نے سامنے رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام فیروز ہے ——— اور میں راج نگر سے آیا ہوں"۔ عمران نے بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم جلیسا جیالا راج نگر میں موجود تھا اور مجھے اطلاع نہیں دی گئی ——— بہرحال بتاؤ ——— تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے"۔ مارٹن نے کہا۔

"مجھے کام چاہیئے ——— مگر یہ سن لو کہ کام کیا ہونا چاہیئے ——— میں کسی بین الاقوامی تنظیم سے منسلک ہونا چاہتا ہوں ——— ایسی تنظیم جس کے ہاتھ بہت وسیع ہوں ——— مگر کسی اچھی پوزیشن پر"——— عمران نے کہا۔

"اوہ ——— پرواز تو بڑی اونچی ہے ——— مگر تم میں اتنا دم نظر نہیں آتا"——— مارٹن نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

"مگر دوسرا لمحہ شاید اس کی زندگی کا سب سے حیرت انگیز لمحہ ثابت ہوا کیونکہ عمران یوں کرسی سے اچھلا جیسے کرسی کے گدے میں سے سپرنگ نکل آئے ہوں اور پلک جھپکنے میں وہ قلابازی کھاتا ہوا مارٹن کی کرسی کے پیچھے پہنچ گیا۔

دوسرے لمحے مارٹن کی گردن اس کے طاقتور بازوؤں میں جکڑی ہوئی
تھی اور دوسرے ہاتھ میں موجود خنجر اس کی پسلیوں کو چھو رہا تھا۔ مارٹن کی
آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔

وہ شاید کسی انسان سے اس قدر تیزی اور پھرتی کا تصور بھی نہ کر سکتا
تھا۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ کونوں میں کھڑے ہوئے سٹین گن بردار
بھی حرکت نہ کر سکے۔ وہ آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ جیسے انہیں
یقین نہ آ رہا ہو کہ جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں وہ حقیقت بھی ہے یا نہیں۔

"خبردار ——— اپنے آدمیوں کو کہو کہ حرکت نہ کریں ورنہ تمہاری گردن
توڑ دوں گا" ——— عمران نے مارٹن کی گردن پر بازو سے دباؤ ڈالتے ہوئے
کہا۔

ایک لمحے کے لئے مارٹن نے دونوں ہاتھوں سے عمران کا بازو پکڑ کر
اسے جھٹکنا چاہا۔ مگر عمران نے پوری قوت سے بازو کو جھٹکا دیا اور مارٹن کی
آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا چہرہ بگڑ گیا۔

"ٹھٹ ——— ٹھہرو ——— تم کیا چاہتے ہو" ——— مارٹن نے اپنا
ہاتھ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر عمران نے ہلکا سا
دباؤ اور ڈال دیا تو اس کی گردن ٹوٹ جائے گی۔ اس کا سانس رک
رک کر آنے لگا تھا۔

"اپنے آدمیوں کو باہر بھیج دو" ——— عمران نے کہا اور مارٹن نے ہاتھ کا
اشارہ کر دیا اور چاروں سٹین گن بردار کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان
کے جانے کے بعد دروازہ خودبخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران
نے مارٹن کو چھوڑا اور دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

مارٹن اب تیزی سے اپنی گردن مسل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تدریج
ـکے آثار ابھر رہے تھے۔

"یہ صرف میں نے تمہیں اپنی صلاحیتوں کا ایک نمونہ دکھایا ہے" ——— عمران
اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"واقعی ——— تم میرے تصور سے بھی زیادہ صلاحیتیں ہیں ———
ـگی میں پہلی بار میں نے اپنے آپ کو بے بس محسوس کیا ہے ——— مجھے
ـا ہے کہ میں ایک ایسے آدمی سے مل رہا ہوں جو انتہائی پھرتیلا اور چالاک
——— میں خلوص کے ساتھ تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں"۔

مارٹن نے کہا اور پھر اس نے مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔
ـن نے بھی بڑے پرخلوص انداز میں اس سے ہاتھ ملایا۔

"دوست ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم میرے ساتھ شامل ہو جاؤ۔
ـن کرو تم جو چاہتے ہو ——— تمہیں مل جائے گا" ——— مارٹن نے کہا اور
ـکے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے
ـدازہ کھلا اور ایک شخص نے اندر جھانکا۔

"میرے دوست کے لئے قیمتی ترین شراب لاؤ" ——— مارٹن نے جھانکنے
ـے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھہرو ——— صرف سادہ پانی لاؤ ——— میں شراب نہیں پیتا"۔
ـان نے کہا۔

"ارے ——— کمال ہے ——— اچھا پانی لاؤ اور چائے بھی" ——— مارٹن
ـحیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا اور آنے والا واپس چلا گیا

"میری پیشکش کے متعلق کیا خیال ہے دوست" ——— مارٹن نے پوچھا

"مجھے افسوس ہے مارٹن ۔۔۔ میں اب محدود ہو کر نہیں رہ سکتا"۔۔۔ عمران نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"مگر بین الاقوامی تنظیمیں تو اتنی آسانی سے کسی کو ممبر نہیں بناتیں ۔۔۔ مافیا تنظیم کا مقامی سربراہ جیمس برڈ کر میرا واقف ہے ۔۔۔ اگر تم کہو تو میں اس سے بات کروں"۔۔۔ مارٹن نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ۔۔۔ مافیا تنظیم صرف منشیات تک محدود ہے ۔۔۔ میں کسی ایسی تنظیم میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ جس کا دائرہ کار وسیع ہو ۔۔۔ جیسے حکومتوں کا تختہ الٹنا وغیرہ"۔۔۔ عمران آہستہ آہستہ اپنے اصل موضوع پر آتا جا رہا تھا۔

"میری نظر میں فی الحال ایسی کوئی تنظیم نہیں"۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا اس کے لہجے میں سچائی کا عنصر غالب تھا۔

"میں نے راج نگر میں سنا تھا کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم جسے وی گینگ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔۔۔ اس ملک میں کام کر رہی ہے"۔۔۔ آخر کار عمران نے پتہ پھینک ہی دیا۔

"دی گینگ ۔۔۔ تمہارا مطلب ہے ۔۔۔ مادام وی کی تنظیم"۔۔۔ مارٹن نے کرسی سے دو فٹ اچھلتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو صرف نام سنا ہے ۔۔۔ باقی تفصیلات کو تو مجھے علم نہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر انتہائی خوفناک بات ہے ۔۔۔ میں اس تنظیم کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں ۔۔۔ یہ دنیا کی انتہائی خوفناک تنظیم ہے جو حکومتوں کے تختے الٹنے کا ہی کام کرتی ہے ۔۔۔ مگر ایک مسئلہ

ہے ۔۔۔ یہ تنظیم بالکل زیر زمین کام کرتی ہے ۔۔۔ قتل و غارت میں ملوث نہیں ہوتی"۔۔۔ مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مگر اس ملک میں اسے ایسا کرنا ہی پڑے گا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"وہ کیوں"۔۔۔ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں کی سیکرٹ سروس دنیا کی خوفناک ترین تنظیم ہے ۔۔۔ میں بھی برٹ سروس کے ایک رکن کا شاگرد ہوں ۔۔۔ اسی نے مجھے تربیت دی تھی۔ ں کا خیال تھا کہ وہ اپنے باس سے سفارش کر کے مجھے سیکرٹ سروس میں ال کرا دے گا۔ مگر اچانک وہ ایک حادثے کا شکار ہو گیا"۔۔۔ عمران نے اب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ تمہاری بات درست ہے ۔۔۔ مجھے بھی اطلاعات ملی ں گو فی الحال سیکرٹ سروس سے میرا ٹکراؤ نہیں ہوا۔ اگر ایسی بات ے تو جیمس برڈ کر کو اس تنظیم کے بارے میں ضرور معلومات ہوں گی۔ دی ینگ کے متعلق جیمس برڈ کر نے ہی مجھے بتایا تھا ۔۔۔ دی گینگ کا نمبر ٹو بس کسی زمانے میں جیمس برڈ کر کے ساتھ مافیا میں کام کرتا تھا"۔۔۔ مارٹن ے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو ں نے چائے کے کپ بڑے احترام سے ان دونوں کے سامنے رکھ دیئے ر ایک گلاس پانی کا بھی ساتھ ہی رکھ دیا۔ اور پھر ٹرالی دھکیلتا ہوا باہر نکل یا۔ عمران نے پانی کا گلاس اٹھایا اور ایک ہی سانس میں خالی کر دیا۔

مارٹن نے میز کی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر ہر نکال لیا۔ اس نے بڑی تیزی سے اس میں ایک فریکوئنسی سیٹ کی اور

پھر اس کا بٹن دبا دیا ـــــ عمران بڑے اطمینان سے چائے کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گیا۔

"ہیلو ـــ مارٹن کنگ سپیکنگ ـــ اوور" ـــ ٹرانسمیٹر پر موجود سبز بلب جلتے ہی مارٹن نے اپنی مخصوص کرخت آواز میں کہا۔

"یس ـــ جیمس بروکر سپیکنگ ـــ اوور" ـــ دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بروکر ـــ! مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارا دوست مارکس آجکل یہاں موجود ہے ـــ اوور" ـــ مارٹن نے حتی الوسع لہجے کو نرم بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ کیوں ـــ اوور" ـــ دوسری طرف سے بروکر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ وہ شاید مارٹن کی مارکس میں دلچسپی کو سمجھ نہ سکا تھا۔

"تو اس کا مطلب ہے ـــ مادام وی بھی یہاں موجود ہے" ـــ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ان باتوں سے آخر مطلب کیا ہے" ـــ جیمس بروکر نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ناراض نہ ہو دوست ـــ میرا کوئی خاص مطلب نہیں ـــ میرے پاس مادام وی کے لئے ایک قیمتی تحفہ موجود ہے ـــ اگر تم چاہو تو میری طرف سے اسے مادام وی کے سامنے پیش کر دو" ـــ مارٹن نے جان بوجھ کر مبہم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران بھی اس کے اس انداز پہ زیر لب مسکرا دیا۔

"تحفہ ـــ کیسا تحفہ ـــ واضح بات کرو مارٹن ـــ اوور" ـــ

جیمس بروکر نے اس بار کافی تلخ لہجے میں کہا۔

"بات یہ ہے جیمس ـــ میرا ایک دوست ہے فیروز ـــ وہ کبھی یہاں کی سیکرٹ سروس سے متعلق رہا ہے ـــ انتہائی تیز صلاحیتوں کا مالک ہے ـــ میں نے اسے مشورہ دیا ہے کہ وہ کسی بین الاقوامی تنظیم سے منسلک ہو جائے۔ چنانچہ اس نے خود ہی وی گینگ کا ذکر کیا چنانچہ میں نے تمہیں کال کر لیا ـــ اوور" ـــ مارٹن نے جواب دیا۔

"اوہ ـــ تم جانتے ہو کہ وی گینگ کسی غیر متعلق شخص کو اپنا ممبر نہیں بناتا۔ البتہ تم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس سے متعلق رہا ہے اس سے مجھے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے ـــ ہو سکتا ہے کہ فیروز وی گینگ کی نظروں میں آجائے ـــ اسے تم میرے پاس بھیج دو۔ اوور" جیمس نے جواب دیا۔

"اچھا بھیج تو دیتا ہوں ـــ مگر خیال رکھنا بڑا تیز آدمی ہے کہیں تم اپنی گردن نہ تڑوا بیٹھنا ـــ اوور" ـــ مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ـــ تم نے مجھے اپنی طرح بدھو سمجھ رکھا ہے ـــ اوور" جواب میں جیمس نے بھی ہنستے ہوئے کہا اور مارٹن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"تمہاری چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو ـــ میں تو ویسے بھی چائے نہیں پیتا ـــ میرا خیال ہے تمہارا کام بن جائے گا ـــ تم ڈان ہوٹل میں جیمس بروکر سے مل لو اسے میرا نام لینا ـــ وہ تم سے پورا تعاون کرے گا" ـــ مارٹن نے جواب دیا۔

"یہ جیمس بریڈکر کب سے یہاں ہے" ــــ عمران نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"ابھی حال ہی میں آیا ہے ــــ اچھا دوست ــــ جب بھی تمہیں میری ضرورت پڑے ــــ آنکھیں بند کر کے آواز دے دینا ــــ تم نے مجھے بے پناہ متاثر کیا ہے" ــــ مارٹن نے کرسی سے اٹھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ــــ عمران نے کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

مادام جب ہوٹل مالابار پہنچی تو ہوٹل کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف
ین کے دستے پہرہ دے رہے تھے اور داخلہ بذریعہ کارڈ تھا۔
جب مادام وی ہوٹل کے مین گیٹ پر پہنچی تو دربان نے کارڈ طلب کر لیا۔
"اوہ ــــ کارڈ ــــ ارے وہ تو میں گھر بھول گئی" ــــ مادام وی
نے پریشان سے لہجے میں کہا۔
"کوئی بات نہیں میڈم ــــ آپ منیجر سے مل کر نیا کارڈ ایشو کرا لیں"
بان نے اس کے اعلیٰ لباس، خوبصورتی اور لمبی چوڑی کار سے مرعوب
تے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ــــ مادام وی نے دربان پر مسکراہٹ کے پھول برساتے ہوئے کہا۔ اور دربان بےچارہ اور بھی زیادہ مرعوب ہوگیا۔ اس نے آگے بڑھ کر بڑے ادب سے دروازہ کھولا اور مادام وی اندر داخل ہوگئی۔

اندر جانے کے بعد ظاہر ہے کارڈ کون پوچھتا تھا۔ مادام بڑے وقار سے چلتی ہوئی سیدھی ایک کرسی پر پہنچ گئی جو سٹیج کے بالکل سامنے تھی اور خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ شاید کسی کے لئے ریزرو تھی اور وہ شخص ابھی تک آیا نہ تھا۔ سٹیج پر صدارت کی کرسی ابھی تک خالی پڑی ہوئی تھی۔

مادام وی کی نظریں اسی کرسی پر جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد سر سلطان کی آمد کا اعلان کیا گیا۔ اور مادام وی نے جب سر سلطان کو دیکھا تو دل ہی دل میں مسکرا پڑی۔

سر سلطان ادھیڑ عمر کے انتہائی باوقار شخص تھے ــــ ان کے چہرے پر رعب و دبدبہ تھا۔ مگر مادام وی جانتی تھی کہ اس شخص کو کیسے ہینڈل کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے تقریب کی کارروائی دیکھتی رہی۔ خارجہ پالیسی پر تقاریر ہوتی رہیں اور آخر میں سر سلطان نے تقریر کرتے ہوئے ملکی خارجہ پالیسی کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد تقریب کی کارروائی اختتام کو پہنچی اور سر سلطان اٹھ کر چلے گئے۔ مادام وی نے بھی کرسی چھوڑی اور تیزی سے اس طرف کو بڑھی جس طرف سر سلطان گئے تھے۔ جلد ہی وہ ہوٹل کی عقبی راہداری میں پہنچ گئی۔ جہاں سر سلطان اخباری نمائندوں میں گھرے ہوئے تھے اور ان کے تابڑ توڑ سوالات کے بڑے دھیمے لہجے میں جوابات دے رہے تھے۔ مادام وی خاموشی سے کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔ اور جب سر سلطان جانے کے لئے مڑے

ام وی نے پہلی بار کہا۔

جناب ــــ میری ایک گزارش ہے" ــــ مادام وی کا لہجہ مؤدبانہ تھا

جی فرمایئے" ــــ سر سلطان نے مڑ کر کہا۔ وہ بڑے غور سے مادام دیکھ رہے تھے۔

میں ایکریمیا کے نارن پوسٹ اخبار کی نمائندہ خصوصی ہوں۔ میں اپنے کے لئے آپ کا ایک خصوصی انٹرویو لینا چاہتی ہوں" ــــ مادام وی ہا۔

اوہ ــــ شکریہ! مگر...." سر سلطان نے اسے ٹالنا چاہا۔

نہیں جناب ــــ آپ انکار نہیں کریں گے ــــ میں خاص طور پر اسی بال آئی ہوں" ــــ مادام وی نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

اچھا ــــ بہتر۔ آپ ایک گھنٹہ بعد میری کوٹھی پر تشریف لے آئیں"۔ ہان نے کہا۔

شکریہ" ــــ مادام وی نے مسکرا کر کہا۔ اور سر سلطان مڑ کر باہر ئے۔

ادام وی واپس چلی آئی۔ اس کا ذہن تیزی سے ایک فیصلے پر پہنچ اور پھر اپنی کار تک پہنچتے پہنچتے وہ ایک نتیجے تک پہنچ چکی تھی۔ چند مد اس کی کار تیز رفتاری سے اپنی کوٹھی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ریباً پونے گھنٹے بعد ایک بار پھر جب وہ اپنی کوٹھی سے باہر آئی تو اس ہ کار میں ایک نوجوان موجود تھا جس کے گلے میں مووی کیمرہ لٹکا ہوا وان بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

"ہیری ___ تم نے اپنا رول انتہائی خوبصورتی سے نبھایا ہے" ___
مادام وی نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا
"آپ بے فکر رہیں مادام" ___ ہیری نے جواب دیا اور مادام
نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔
تھوڑی دیر بعد ان کی کار سر سلطان کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئ
دربان نے جب فون پر سر سلطان کو مادام وی کی آمد کی اطلاع دی تو
نے اپنے خصوصی دفتر میں انہیں بلا لیا۔
یہ کوٹھی سے ملحقہ ایک علیحدہ پورشن تھا جس میں سر سلطان کیلئے
رات گئے تک کام کرتے رہتے تھے۔
"تشریف رکھئے مس ....." سر سلطان نے مادام وی کے اند
ہونے پر اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔
"روپرٹ" ___ مادام وی نے ایک فرضی نام بتاتے ہوئے کہا
"یہ ہمارے اخبار کے فوٹوگرافر مسٹر ہیری ہیں" ___ مادام وی
اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی نوٹ بک کو دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہو
کہا۔ اور سر سلطان نے ہیری سے مصافحہ کیا۔
"آپ کیا پیئیں گی ___ ٹھنڈا یا گرم" ___ سر سلطان نے
پوچھا۔
"میں اس گرمی میں کوئی ٹھنڈا شربت پیوؤں گی سر" ___ مادام
بڑے بااخلاق لہجے میں کہا۔ اور سر سلطان نے مسکرا کر لنک فون پر ملازم
شربت کے تین گلاس لانے کے لئے کہہ دیا۔
"میرے خیال میں آپ انٹرویو شروع کریں کیونکہ میں نے آدھے گھنٹ

ضروری میٹنگ میں جانا ہے" ___ سر سلطان نے کہا۔ ٹنے والا ہے"
بہتر" ___ مادام وی نے نوٹ بک کھول کر پنسل نکالی اور پھر اس
لی خارجہ پالیسی کے بارے میں سوالات شروع کر دیئے۔ سوالنامہ وہ پہلے
تیب دے کر لائی تھی۔
سر سلطان اسے جواب دیتے رہے اور مادام وی ان کے جوابات کے
ں نوٹ بک پر لکھتی رہی جبکہ ہیری ان کے فوٹو بناتا رہا۔
تھوڑی دیر بعد ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا لے آیا اور اس نے بڑے
سے تین گلاس درمیانی میز پر رکھے اور خود تیزی سے باہر چلا گیا۔
لیجئے ___ پہلے شربت پی لیجئے" ___ سر سلطان نے کہا اور ہیری
دام وی نے شربت کے گلاس اٹھا لئے۔
سر ___ یہ تصویر تو بہت خوبصورت ہے ___ کون سے آرٹسٹ
ہے" ___ اچانک مادام وی نے سر سلطان کی پشت پر دیوار پر لگے
فریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
سر سلطان ایک لمحے کے لئے مڑ کر تصویر دیکھنے لگے اور پلک جھپکنے میں
وی نے ہتھیلی میں چھپائی ہوئی سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی گولی سر سلطان
اس میں ڈال دی۔
اوہ ___ یہ ہمارے ملک کے نامور آرٹسٹ استاد فدا حسین کی تصویر ہے
طان نے مسکراتے ہوئے اور قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔
اوہ ___ واقعی شاہکار تصویر ہے" ___ مادام وی نے تعریف
تے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان نے اپنا شربت کا گلاس اٹھا کر چسکیاں لینی
ع کر دیں۔

" ہیری — مادام ۔۔۔ سر سلطان نے گلاس ختم نہیں کیا۔ ہلکی پھلکی گفتگو ہوتی رہی۔
اور اس کے بعد مادام وی نے دوبارہ نوٹ بک کھولی۔

مگر ابھی سر سلطان نے سوال کا جواب دینا شروع ہی کیا تھا کہ اچانک انہیں اپنا دماغ چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ انہوں نے بے اختیار سر پکڑ لیا۔

" مادام وی نے تیزی سے نوٹ بک بند کی اور اٹھ کر سر سلطان کو سنبھال لیا۔ دفتر کے پیچھے ایک ریٹائرنگ روم تھا۔ جہاں ایک دیوان بھی موجود تھا۔ سر سلطان کبھی کبھی جب کام کرتے کرتے تھک جاتے تو اس دیوان پر لیٹ کر آرام کر لیتے۔

" ہیری — تم دروازہ بند کرو — میں انہیں اندر لٹاتی ہوں — جلدی کرو" — مادام وی نے کہا اور ہیری تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔

اتنے میں مادام وی سر سلطان کو تقریباً گھسیٹتی ہوئی ریٹائرنگ روم میں لے گئی اور انہیں دیوان پر لٹا دیا۔ سر سلطان بے ہوش ہو چکے تھے۔ ہیری بھی دروازہ بند کر کے ریٹائرنگ روم میں آ گیا۔ مادام نے بڑی پھرتی سے سر سلطان کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے اور چند ہی لمحوں بعد اس نے سر سلطان کو کپڑوں کی قید سے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد مادام وی نے اپنا لباس اتارا اور دیوان پر چڑھ گئی۔

ہیری نے تیزی سے کیمرہ کا رخ دیوان کی طرف کیا اور فوٹو لینے شروع کر دیئے۔ مادام وی نے اپنے اور سر سلطان کے چند فحش پوز بنوائے اور تیزی سے نیچے اتر آئی۔ اب وہ اپنا لباس پہن رہی تھی۔ پھر اس نے سر سلطان کو دوبارہ کپڑے پہنائے۔

" انہیں اٹھا کر دوبارہ دفتر کی کرسی پر بٹھا دو یہ ہوش میں آنے والا ہے"۔ مادام وی نے کہا اور ہیری نے سر سلطان کو اٹھا کر دوبارہ دفتر کی کرسی پر بٹھا — مادام وی تیزی سے اپنی سیٹ پر واپس آ گئی۔ ہیری نے دروازے کی چٹخنی کھول دی۔

ابھی لمحے سر سلطان نے ایک جھٹکا کھا کر آنکھیں کھول دیں اور چند لمحے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے رہے۔

" سر — آپ کی طبیعت خراب معلوم ہوتی ہے" — مادام وی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ مجھے کیا ہو گیا — اچانک دماغ چکرانے لگا" — سر سلطان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ — زیادہ کام کرنے کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے — آپ چند لمحے آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے — میں سمجھی آپ کچھ سوچ رہے ہیں" — مادام وی نے کہا۔

" اچھا — چند لمحوں کے لئے ایسا ہوا ہے" — سر سلطان نے اس بار بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" جی ہاں — جی ہاں — آپ کا شکریہ — آپ کی طبیعت کہیں زیادہ خراب نہ ہو جائے — اب ہمیں اجازت دیجئے" — مادام وی نے نوٹ بک بند کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ — شکریہ" — سر سلطان نے کہا۔ وہ شاید خود بھی یہی چاہ رہے تھے۔

اور مادام وی اور ہیری سر سلطان سے مصافحہ کر کے تیزی سے سر سلطان

کے دفتر سے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار سر سلطان کی کوٹھی سے باہر نکل آئی۔

"اب میں دیکھوں گی کہ سر سلطان میرے ہاتھ سے کیسے بچتے ہیں"—— گیٹ سے باہر آتے ہی مادام وی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

ہیری خاموش بیٹھا رہا —— اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا۔

تھوڑی دیر بعد مادام وی نے کار اپنی کوٹھی کے پورچ میں روکی۔

"ہیری —— تصویریں بنا کر فوراً میرے پاس لے آؤ" —— مادام وی نے ہیری سے کہا اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

آدھے گھنٹے بعد ہیری کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا لفافہ تھا۔

"اسے میز پر رکھ دو اور جاؤ" —— مادام نے سخت لہجے میں کہا۔ اور ہیری نے بڑے ادب سے لفافہ میز پر رکھا اور تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ہیری کے جانے کے بعد مادام نے لفافہ کھولا۔ اس میں چالیس کے قریب بڑی تصویریں تھیں۔ بیس تصویریں تو انٹرویو کی تھیں۔

مادام وی نے لاپرواہی سے ان تصویروں کو ایک طرف پھینک دیا اور باقی بیس تصویروں کو دیکھنے لگی۔

یہ وہ خطرناک پوز تھے جن کے لئے مادام نے یہ سارا ڈرامہ کھیلا تھا۔ ان میں سے مادام نے چار تصویریں چھانٹی —— یہ چار تصویریں واقعی ایسی تھیں کہ انہیں دیکھ کر یہی محسوس ہوتا تھا جیسے سر سلطان جذبات میں اندھے ہو رہے ہوں۔ اور جذبات کی شدت سے ان کی آنکھیں بند ہو گئی ہوں اور ان چاروں تصویروں میں سر سلطان کا چہرہ بے حد واضح تھا جبکہ مادام وی کی صرف

آئی تھی۔

مادام وی نے یہ چار تصویریں ایک طرف رکھیں اور لفافے میں سے ان تصویروں کے نیگیٹو علیحدہ کر لئے۔

باقی تصویروں کو اس نے لفافے میں ڈالا اور پھر لفافہ اٹھا کر برقی آتشدان کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بٹن دبا کر آتشدان روشن کیا اور لفافہ اس میں ڈال

چند لمحوں میں تصویریں معہ نیگیٹو کے جل کر راکھ ہو گئیں۔ مادام نے آتشدان کا بٹن بند کیا اور دوبارہ کرسی پر آ بیٹھی۔ میز پر پڑا ہوا لنک فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ڈائل پر لگے ہوئے ایک ہندسے کو دبایا۔

"ہیری کو میرے پاس بھیج دو" —— مادام وی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ہیری کمرے میں داخل ہوا۔

"ہیری یہ ان تصویروں کے نیگیٹو لے جاؤ اور ان کی دو دو کاپیاں تیار کر لاؤ —— مگر جلدی" —— مادام وی نے کہا۔

"بہتر مادام" —— ہیری نے کہا اور نیگیٹو اٹھا کر واپس چلا گیا۔

مادام وی نے تصویریں اٹھائیں اور انہیں غور سے دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

ٹائیگر بڑے اطمینان سے کھانا کھانے میں مصروف تھا البتہ اس کی نظریں بار بار شوگی کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔ مس شوگی اب کھانے سے فارغ ہو چکی تھی اور اب ویٹر نے اس کی ٹیبل پر چائے کے برتن لگا دیئے تھے۔ ٹائیگر نے سوچا کہ اسے جلد از جلد کھانے سے فارغ ہو جانا چاہیئے کیونکہ مس شوگی کسی بھی وقت اٹھ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے ہاتھوں میں ذرا تیزی پیدا کر لی۔ اور کھانے سے فارغ ہو کر اس نے بل بھی فوراً ہی ادا کر دیا جیسے ہی وہ بل دے کر فارغ ہوا۔ اچانک ایک ویٹر شوگی کے پاس پہنچا اور اس نے جھک کر شوگی سے کچھ کہا۔

شوگی ویٹر کی بات سن کر چونک پڑی اور پھر چائے کی پیالی میز پر رکھ کر وہ تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ٹائیگر نے بھی فوراً ہی کرسی چھوڑ دی اور تیر کی طرح کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ کاؤنٹر کے سامنے اونچے سٹول رکھے ہوئے تھے اور لوگ ہال میں بیٹھنے کی بجائے کاؤنٹر پر بیٹھ کر بھی مشروبات پیتے رہتے تھے۔ اس وقت ایک سٹول خالی تھا۔ اور ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے جا کر سٹول پر قبضہ کر لیا۔

مس شوگی اس کے بالکل ساتھ کھڑی ٹیلیفون سن رہی تھی۔

"ایک کپ چائے" ــــ ٹائیگر نے کاؤنٹر کلرک کو کہا اور خود سگریٹ سلگا لیا۔ مگر اس کے کان مس شوگی کی آواز پر لگے ہوئے تھے چونکہ مس شوگی ایک کہنی کاؤنٹر پر ٹیک کر ٹیلیفون سن رہی تھی۔ اس لئے رسیور سے نکلنے والی آواز بھی ٹائیگر کے کان تک پہنچ رہی تھی۔

"مس شوگی ــــ میں آپ کو یہ بتانا بھول گیا تھا کہ مادام کے حکم پر راضی کو ختم کر دیا گیا ہے" ــــ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز ابھری اور ٹائیگر پہچان گیا کہ یہ آواز اس کوٹھی والے نوجوان بارٹلے کی ہے۔

"اوہ ــــ مگر اس کی کیا ضرورت تھی وہ ہمارے لئے اہم حیثیت رکھتا تھا" ــــ مس شوگی نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ضرورت تو مادام ہی جانتی ہوگی ــــ میرے بتانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اب تم راضی کی کوٹھی پر نہیں جاؤ گی ــــ کیونکہ ہو سکتا ہے پولیس یونیورسٹی سے اس کے قتل کی تفتیش کرے" ــــ بارٹلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں سمجھتی ہوں" ــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اور سنو ــــ فی الحال پرنس کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔ مادام نے نیا چکر چلایا ہے ــــ انہیں یقین ہے کہ ان کا یہ حربہ کامیاب رہے گا" بارٹلے نے کہا۔

"کیسا چکر" ــــ شوگی نے پوچھا۔

"تفصیل تو مجھے نہیں معلوم ــــ بہر حال ابھی مادام نے کہا ہے کہ صبح تمہیں مادام سے کوئی چیز لے کر یہاں کے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کے پاس جانا ہوگا" ــــ بارٹلے نے کہا۔

"وزارت خارجہ کے سیکرٹری" ـــــ شوگی نے حیران ہوتے ہوئے کہا

"ہاں ـــــ مادام نے اس پر اپنا کوئی مخصوص حربہ آزمایا ہے ـــــ بہرحال تفصیلات کا مجھے علم نہیں ـــــ صبح سات بجے تم مادام کو گلریز کالونی کوٹھی نمبر چالیس پر رپورٹ کرو ـــــ وہاں مارکس موجود ہوگا ـــــ باقی تفصیلات وہی تمہیں بتائے گا" ـــــ بارٹلے نے کہا۔

"او۔ کے ـــــ میں پہنچ جاؤں گی" ـــــ مس شوگی نے جواب دیا۔

"بس یہی اطلاع دینی تھی ـــــ او۔ کے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مس شوگی نے رسیور رکھ دیا۔

"ٹائیگر بڑے اطمینان سے چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔ مس شوگی نے رسیور رکھ کر ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اس کی اچٹتی ہوئی نظریں ٹائیگر پر پڑیں مگر جلد ہی وہ تیزی سے مڑی اور پھر اوپر جانے کے لئے لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے چائے کا کپ ختم کیا اور پھر اس نے کاؤنٹر پر اس کی ادائیگی کی اور گیلری میں موجود فون بوتھ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جلد از جلد عمران کو یہ اطلاعات دینا چاہتا تھا۔

اس نے فون بوتھ میں داخل ہو کر عمران سے رابطہ قائم کیا مگر دوسری طرف صرف گھنٹی بجنے کی آواز آتی رہی۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران موجود نہیں ہے۔ اس کے پاس ٹرانسمیٹر موجود تھا اور اب اس نے ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کرنے کا پروگرام بنایا۔ ٹرانسمیٹر کے استعمال کے لئے اس نے اپنا کمرہ زیادہ محفوظ سمجھا۔ اور وہ تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ اس نے شوگی کے کمرے پر نظر ڈالی۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اسے دیکھتے ہوئے وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

اسی لمحے شوگی کے دروازے میں ہلکی سی جھری پیدا ہوئی اور شوگی کی آنکھیں اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے ٹائیگر پر جم گئیں۔ جب ٹائیگر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا تو جھری بند ہو گئی۔

ٹائیگر نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ پہلے تو کافی دیر تک ٹرانسمیٹر کا بلب سرخ ہی رہا اور جب ٹائیگر مایوس ہو کر ٹرانسمیٹر آف کرنے والا تھا کہ اچانک ایک جھماکے سے بلب سبز ہو گیا۔

"ہیلو ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر سپیکنگ ـــــ اوور" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا بات ہے ـــــ جلدی بتاؤ ـــــ میرے پاس وقت کم ہے اوور" ـــــ عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب ـــــ مس شوگی بوستان کالونی کی کوٹھی سے میک اپ میں نکل آئی ہے اور اب ہوٹل منگول کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر انیس میں مقیم ہے ـــــ یہاں اس کا نام شالی ہے۔ میں نے بھی اس ہوٹل میں کمرہ لے لیا ہے۔ یہاں اس کا ایک فون آیا ہے۔ فون کرنے والا بوستان کالونی کی اسی کوٹھی میں رہائش پذیر ایک غیر ملکی بارٹلے ہے۔ اس نے شوگی کو کہا ہے کہ وہ صبح سات بجے گلریز کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں رپورٹ کرے۔ وہاں کوئی مادام اسے کوئی چیز دے گی جسے اس نے سر سلطان کو

پہنچانا ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" سر سلطان ۔۔۔ یعنی اپنے سر سلطان ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

" جی ہاں ۔۔۔ بارٹلے نے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کا نام لیا تھا ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اوہ ۔۔۔ مگر وہ کیا چیز ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" تفصیل نہیں معلوم ہو سکی ۔۔۔ صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ مادام نے سر سلطان پر کوئی مخصوص حربہ آزمایا ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ ایسے کرو کہ تم شوگی کو چھوڑ کر بارٹلے کی نگرانی کرو۔ اگر یہ وہی بارٹلے ہے جسے میں جانتا ہوں تو یہ انتہائی خطرناک شخص ہے۔ اس کی مکمل نگرانی ہونی چاہیے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے اسے نئی ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر جناب ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹائیگر نے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر کو دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔

اور عین اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

" کون ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

" ویٹر سر ۔۔۔ آپ کے لئے ایمرجنسی پیغام ہے" ۔۔۔ دروازے کے باہر سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

ٹائیگر حیران رہ گیا کہ عمران سے تو ابھی اس کی بات ہوئی ہے۔ پھر یہ ہی پیغام کہاں سے آگیا۔ بہر حال اس نے پھرتی سے جیب سے ریوالور ا اور دروازے کی آڑ لیتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

دروازے پر واقعی ایک ویٹر تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تھالی تھی جس فید رنگ کا لفافہ رکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اطمینان سے ریوالور جیب میں کھا لفافہ اٹھا لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ویٹر کو ٹپ ینے کے لئے نوٹ نکالنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے دو قوی ہیکل نوجوان اچھل کر کمرے میں آگئے۔ ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے اور ظاہر ہے ریوالوروں کا رخ ٹائیگر کی طرف ہی تھا۔ ریوالوروں پر سائیلنسر لگے ہوئے تھے۔

" خبردار ۔۔۔ حرکت کی تو" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے انتہائی سرد لہجے ں کہا اور ٹائیگر نے ہاتھ باہر نکال لیا۔ ویٹر ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔ ایک نوجوان نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا۔

" اپنے ہاتھ اٹھا کر منہ دیوار کی طرف کر لو جلدی" ۔۔۔ اس نوجوان نے کہا اور ٹائیگر نے نہ صرف خاموشی سے ہاتھ اٹھا لئے بلکہ اپنا منہ بھی دیوار کی طرف کر لیا۔ دوسرے لمحے اس کی جیب سے ریوالور نکل گیا۔

" مس شوگی کو بلاؤ" ۔۔۔ ایک ریوالور بردار نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور دوسرے نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے مس شوگی اندر آگئی۔

" مس ۔۔۔ آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر ہوٹل سے باہر جائیں گی اور پارکنگ میں موجود سیاہ رنگ کی کار تک اسے پہنچائیں گی ۔۔۔ اور سنو مسٹر ۔۔۔ ہم

تم دونوں کے پیچھے ہوں گے ـــــــ اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو سائیلنسر سے نکلنے والی ہچکی تمہاری موت بن جائے گی"ـــــ نوجوان نے کہا۔

ٹائیگر نے کوئی جواب نہیں دیا ـــــــ وہ خاموش رہا۔ ویسے اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہوٹل کے ہال میں اچانک شوگی سے ہاتھ چھڑا کر نکل جائے گا۔ اسے یقین تھا کہ ہال میں اس پر حملہ کی جرأت نہ کی جائے گی۔

"آؤ پارٹنر"ـــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر کے بازو میں بازو ڈالا اور لے کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ دونوں بھی ان کے پیچھے چلتے ہوئے راہداری میں آ گئے۔

شوگی ٹائیگر کے ساتھ یوں جپٹی ہوئی چل رہی تھی جیسے نیا نیا شادی شدہ جوڑا ہنی مون منانے کے لئے نکلا ہو۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہال میں پہنچ گئے۔ ہال میں پہنچتے ہی ان میں سے ایک ریوالور بردار ٹائیگر کے پہلو میں چلنے لگا جبکہ دوسرا ٹائیگر کی پشت پر تھا۔ ایسی پوزیشن میں ٹائیگر کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے باہر نکلتے ہی وہ ٹائیگر کو لئے ہوئے سیدھے پارکنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پارکنگ میں سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔

جیسے ہی وہ پارکنگ کے قریب پہنچے۔ ایک اور نوجوان نے جو کار کے قریب ہی کھڑا تھا۔ بڑے اطمینان سے دروازہ کھول دیا۔ اور اسی لمحے شوگی نے ٹائیگر کا بازو چھوڑ دیا اور ٹائیگر نے عین اسی لمحے جدوجہد کرنے کا فیصلہ کر لیا

چنانچہ جیسے ہی شوگی نے اس کا بازو چھوڑا۔ ٹائیگر اچانک بجلی کی سی تیزی سے مڑا،

دوسرے لمحے اس نے اپنے پیچھے موجود دونوں ریوالور برداروں کے پیٹ میں ...ی کی سی تیزی سے ٹانگیں ماریں اور پھر دوسرے لمحے وہ کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور ...میں اڑتا ہوا کار کے اوپر سے گزر کر دوسری طرف جا گرا۔

دونوں ریوالور برداروں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئی تھیں۔ کار کا ...ازہ کھولنے والا نوجوان اور شوگی حیرت سے بت بنے کھڑے دیکھتے رہ گئے۔ کیونکہ ...یگر نے کچھ ایسے موقع پر اچانک حرکت کی تھی کہ جس موقع پر وہ اس کی طرف سے ...ی ردعمل کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ ٹائیگر کے انداز میں ...ا پھرتی اور تیزی تھی کہ جب تک وہ صورت حال کو سمجھتے۔ ٹائیگر کار کی ...سری طرف پہنچ چکا تھا اور ٹائیگر دوسری طرف گرتے ہی تیزی سے اچھلا ...ر پھر پارکنگ میں موجود بے شمار کاروں نے اس کے لئے ڈھال کا کام کیا۔ ...ر ایسے خرگوش کی طرح جس کے پیچھے شکاری کتے لگے ہوئے ہوں وہ تیزی ...ے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا مختلف کاروں کی اوٹ میں ہوٹل کے آؤٹ گیٹ ...طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقین تھا کہ جب تک مجرم سوچیں گے وہ ان ...ے کافی دور پہنچ چکا ہو گا۔

چنانچہ وہی ہوا وہ مختلف کاروں کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے آؤٹ گیٹ ...ے قریب پہنچ گیا۔ اور پھر یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ گیٹ کے قریب ...ا سے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ اس نے پھرتی سے ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور ...پہلی نشست پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کرتے ہوئے سوالیہ انداز ...ا پیچھے مڑ کر دیکھا تو ٹائیگر نے سو کا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر ...کھتے ہوئے کہا۔

"دوست ـــــ خفیہ کا کام ہے ـــــ یہ نوٹ تمہارا ـــــ ایک کار کا

ہوشیاری سے پیچھا کرنا ہے" ——— ٹائیگر نے کہا۔
"بہت اچھا جناب ——— آپ بے فکر رہیں" ——— ڈرائیور ضرور
سے زیادہ ہی مستعد ہو گیا
"ٹیکسی ایک طرف کر کے روک لو اور اندر کی بتی بند رکھو" ——— ٹائیگر
نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے بڑی پھرتی سے ٹیکسی بیک کی اور گیٹ سے ذرا
پیچھے کر کے روک دی۔

ٹائیگر کی تیز نظریں گیٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ مجرم اس
کی تلاش میں ناکام ہو کر واپس لوٹیں گے چونکہ وہ ان کی کار کو اچھی طرح
پہچانتا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ ویسے احتیاطاً اس
نے کوٹ کی اندرونی جیب سے گھنی مونچھیں نکال کر ہونٹوں پر فٹ کر لی تھیں
تاکہ ایک نظر میں پہچانا نہ جا سکے۔

اور پھر ٹائیگر کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس
مجرموں کی کار آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتی نظر آئی۔ کار میں مس شوگی بھی موجود
تھی۔ وہ پچھلی سیٹ پر ایک مجرم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ دو مجرم اگلی
سیٹ پر تھے۔ جیسے ہی کار گیٹ کے قریب آئی۔ ٹائیگر نیچے جھک گیا اور پھر
جیسے ہی کار گیٹ پار کر کے سامنے کی طرف بڑھی۔ ٹائیگر نے ٹیکسی ڈرائیور
کو کار کی نشاندہی کرتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے ان کا تعاقب کرنے کے
لئے کہا۔ ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

وہ واقعی انتہائی ہوشیاری سے کام لے رہا تھا۔ کبھی تو وہ مجرموں کی کار
سے آگے نکل جاتا اور کبھی پیچھے رہ جاتا۔ اس طرح مجرموں کو اس پر شک نہ
ہو سکتا تھا۔ مجرم پہلے تو مختلف سڑکوں پر خواہ مخواہ چکراتے رہے۔ شاید وہ اپنے

ب کا پتہ چلانا چاہتے تھے۔ مگر پھر ان کا رخ جیسے ہی بوستان کالونی کی طرف
ٹائیگر سمجھ گیا کہ ان کی منزل کونسی ہے۔

"ان کی کار سے آگے نکال لے چلو اور سیدھے بوستان کالونی کی مین مارکیٹ
پہنچنے کی کوشش کرو۔ ذرا جلدی" ——— ٹائیگر نے کہا اور ڈرائیور نے ایکسیلیٹر
پر دباؤ ڈال دیا۔ نئی ٹیکسی ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور پھر انتہائی تیز
اری سے دوڑتی ہوئی مجرموں کی کار کو کراس کرتی ہوئی بوستان کالونی کی
ب بڑھتی چلی گئی۔ ڈرائیور لمحہ بہ لمحہ رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ مجرموں کی کار کافی پیچھے
گئی تھی۔ جلد ہی ٹیکسی بوستان کالونی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ٹائیگر نے ٹیکسی
مارکیٹ کے قریب رکوائی اور پھر دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اتر آیا۔
"اب تم جا سکتے ہو۔ شکریہ" ——— ٹائیگر نے کہا اور سڑک کراس
کے تیزی سے ایک درمیانی گلی میں گھستا چلا گیا۔ وہ مجرموں کے کوٹھی تک
نچنے سے پہلے ہی اندر داخل ہو جانا چاہتا تھا۔ درمیانی گلی میں دوڑتا ہوا وہ
ہی مجرموں کی کوٹھی کی عقبی دیوار کے قریب پہنچ گیا۔

اور پھر رسی اور آنکڑہ کی مدد سے وہ چند ہی لمحوں بعد عقبی دیوار کراس کر کے
رت کی عقبی سمت میں پہنچ گیا۔ ابھی نگرانی کرنے والے کتوں کو کھولا نہ گیا تھا۔
لئے ٹائیگر آسانی سے عقبی سمت سے ہوتا ہوا سامنے کے رخ پر آ گیا۔ برآمدے
سامنے پورچ میں ایک مسلح شخص موجود تھا مگر اس کا رخ دوسری طرف تھا وہ
اید اس طرف کسی کو دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر دبے پاؤں آگے بڑھا۔ اور پھر برآمدے
داخل ہو گیا۔ برآمدے کے کونے میں ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا
ئیگر ایک لمحے کے لئے جھجکا اور پھر دوسرے لمحے وہ بڑی پھرتی سے
دازے کے اندر داخل ہو گیا۔ اسی لمحے کوٹھی کے پھاٹک سے باہر کار

کے ہارن کی مخصوص آواز سنائی دی۔

ٹائیگر کمرے کے عقبی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اسی طرح مختلف کمروں سے ہوتا ہوا وہ ایک ایسی راہداری میں پہنچا جس میں موجود ایک دروازے پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے کمرے کے محل وقوع کا جائزہ لیا۔ دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے کوٹ کی ایک خفیہ جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور اسے دروازے اور دہلیز کے درمیان رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ دروازہ کھلتے ہی وہ اندر جاگرے گا اور وہ بٹن اتنا چھوٹا تھا کہ جب تک غور سے نہ دیکھا جائے اسے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ بٹن وہاں رکھتے ہی وہ الٹے پیروں واپس ہوا اور انہی کمروں سے ہوتا ہوا جب وہ واپس برآمدے میں پہنچا تو اس نے شوگی اور دیگر مجرموں کو کار سے اتر کر برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

"وہ آدمی ہاتھ سے نکل گیا" ——— ان میں سے ایک نے برآمدے میں موجود مسلح شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ——— پھر تو باس ناراض ہو گا" ——— اس مسلح شخص نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کیا جائے ——— بس وہ اچانک ہی نکل بھاگا" ——— اسی شخص نے کہا اور تیزی سے اندر کی طرف چل پڑا۔ شوگی اس کے پیچھے تھی۔ باقی مجرم ایک اور کمرے میں گھستے چلے گئے۔

جیسے ہی برآمدہ خالی ہوا۔ ٹائیگر تیزی سے باہر نکلا اور دوڑتا ہوا عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ دیوار پار کر کے باہر پہنچ چکا تھا۔ عقبی دیوار سے تھوڑی دور ایک گھنا درخت تھا۔ ٹائیگر تیزی سے اس درخت

بڑھا اور پھر وہ تیزی سے درخت کے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد شاخوں میں پہنچ کر وہ ایک دوشاخے پر جم کر بیٹھ گیا۔

اب وہ آنے جانے والوں کی نظروں سے محفوظ ہو چکا تھا۔ اس نے وہاں ہی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا باکس نکال کر اس کی ب میں لگا ہوا ایئرفون نکال کر کان میں فٹ کیا اور بکس کا بٹن آن کر دیا۔ بٹن تے ہی اس کے کانوں میں آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔

"آخر یہ ہوا کیسے ——— تم چار آدمی ہو اور وہ اکیلا تھا" ——— بارٹلے کی ت آواز سنائی دی۔

"باس ——— وہ بڑی خاموشی سے ہمارے ساتھ ہوٹل سے باہر آیا۔ مگر کے قریب پہنچتے ہی ہمیں ڈاج دے کر نکل گیا ——— ہم نے اسے بڑا تلاش کیا نجانے کہاں غائب ہو گیا" ——— اس آدمی کی آواز سنائی دی۔

"ہوں ——— پھر تعاقب کا خیال رکھا" ——— بارٹلے نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں ——— آپ مس صاحبہ سے پوچھ لیں ——— ہم نے اچھی طرح چیک ا ہے" ——— اس نے جواب دیا۔

"ہاں بارٹلے ——— ہمارا تعاقب نہیں کیا گیا" ——— شوگی کی آواز سنائی ی۔

"اسے لے آنے سے پہلے اس کی تلاشی لی گئی تھی ——— مجھے خطرہ ہے کہ اس نے نجانے ہماری گفتگو سن کر کسی کو الرٹ نہ کر دیا ہو" ——— بارٹلے نے کہا۔

"ہاں باس ——— اس کے پاس صرف ایک ریوالور تھا وہ ہم نے نکال لیا" ——— اور اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ حتیٰ کہ کمرے میں کوئی سامان

تک نہ تھا" ـــ دوسرے آدمی نے کہا۔

"اچھا ـــ ٹھیک ہے ـــ تم جاؤ" ـــ بارٹلے نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر کا بٹن خوب کام کر رہا تھا۔ اور اسی بٹن کی وجہ سے بڑے محفوظ طریقے سے بیٹھا تمام گفتگو سن رہا تھا۔

"مس شوگی ـــ مجھے مادام سے بات کرنی پڑے گی ـــ مجھے خطرہ ہے کہ اس شخص نے کسی کو اطلاع نہ دے دی ہو" ـــ بارٹلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم بات کر لو ـــ ویسے میرا اندازہ یہی ہے کہ اسے اطلاع دینے کا موقع نہیں ملا کیونکہ وہ میرے فوراً بعد ہی اوپر آگیا تھا اور اس کمرے میں ٹیلیفون تھا ہی نہیں جو وہ کسی کو اطلاع کرتا" ـــ شوگی نے جواب دیا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو ـــ بہر حال مادام کو اطلاع تو دینی ہی ہوگی"۔ بارٹلے نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

تقریباً پانچ منٹ تک ہلکی ہلکی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی رہی۔ پھر بارٹلے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ مادام ـــ بارٹلے سپیکنگ ـــ اوور" ـــ بارٹلے بار بار یہی فقرہ دوہرا رہا تھا۔

"یس ـــ مادام سپیکنگ ـــ اوور" ـــ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی"

"مادام ـــ مس شوگی میرے پاس موجود ہے ـــ جس وقت میں نے مس شوگی کو آپ کا پیغام دیا۔ اسے ایک آدمی پر شک ہو گیا کہ وہ ہماری باتیں

رہا ہے ـــ چنانچہ اس نے مجھے اطلاع دی۔ میں نے اس آدمی کے [illegible]ے کے لئے تین آدمی بھیج دیئے ـــ وہ اسے اغوا کر کے ہوٹل سے باہر [illegible]ک تک تو لے آئے مگر پھر وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا ـــ اوور" ـــ [illegible]ٹلے نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ اس کا مطلب ہے شوگی کی نگرانی ہو رہی ہے۔ مگر شوگی تو [illegible]ے اپ میں تھی ـــ پھر ایسا کیوں ہوا" ـــ مادام کی تشویش سے [illegible]ور آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ سکتا ہوں مادام ـــ ویسے ہے تو حیرت کی بات ـــ اوور" [illegible]ٹلے نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔ اب تک شاید اسے اس بات کا خیال نہ آیا تھا

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ شخص تمہاری کوٹھی سے ہی اس کے پیچھے [illegible]ا تھا اور اس کا مطلب ہے کہ تمہاری کوٹھی بھی ان کی نظروں میں ہے اوور۔ [illegible]دام نے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید الجھن نمایاں تھی۔

"مگر مادام ـــ یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــ اس کا کوئی امکان ہی [illegible]ظر نہیں آتا۔ اوور" ـــ بارٹلے نے جواب دیا۔

"امکان تو نہیں ـــ مگر ہوا ایسے ہی ہے ـــ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ تم راضی کو قتل کرتے وقت ان کی نظروں میں آ گئے کیونکہ پولس کے [illegible]کلتے ہی انہوں نے راضی کی نگرانی شروع کر دی ہو گی۔ اور پھر اس طرح تمہاری کوٹھی انہوں نے ڈھونڈ نکالی اور پھر جیسے ہی مس شوگی کوٹھی سے نکلی۔ ان کا ایک آدمی اس کے پیچھے لگ گیا" ـــ مادام نے توجیہہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں مادام ـــ یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا۔ گو میں نے کافی احتیاط سے کام لیا تھا مگر.... اوور" ـــ بارٹلے نے فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے اس وقت بھی تمہاری کوٹھی کی نگرانی کی جا رہی ہے اس لئے تم فوراً یہ کوٹھی چھوڑ دو۔ اور اپنے آدمیوں کو مختلف کوٹھیوں میں مقیم کر دو اور تم خود بھی رہائش جلدی جلدی بدلتے رہو۔ نگرانی کرنے والے تمہاری نظروں میں آجائیں گے۔ پھر ان سے پیچھا چھڑا کر ہی کسی کوٹھی میں رہائش رکھی جا سکتی ہے اور سنو ——— مس شوگی کو بھی یہی ہدایت کر دو۔ جب تک اس بات کا یقین ہو جائے کہ تم نگرانی کرنے والوں کو ڈاج دے چکے ہو ——— نہ ہی مجھ سے رابطہ کرنا اور نہ ہی کوئی اقدام کرنا ——— اوور" ——— مادام نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام ——— مگر آپ کا صبح والا پروگرام ——— اوور" ——— بارٹلے نے کہا۔

"وہ اب مارکس کے ہاتھوں پورا کروں گی ——— میں چاہتی تھی کہ سر سلطان کو بلیک میل کرنے والا مواد کسی لڑکی کے ہاتھ بھیجوں مگر اب مجبوری ہے اوور" ——— مادام نے جواب دیا۔

"او۔ کے مادام ——— اوور" ———

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

اب ٹائیگر کو مزید تفصیلات حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اب وہ کوٹھی سے نکل کر رہائش بدلیں گے۔ فی الحال وہ عمران کو اس نئے پروگرام سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر دیا۔ مگر کافی دیر تک کوشش کرنے کے باوجود دوسری طرف سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ اور آخر کار تنگ آ کر ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب

ڈالا اور پھر وہ ریسیونگ بکس بھی آف کر کے جیب میں ڈال لیا
اس نے سوچ لیا تھا کہ کوٹھی خالی ہونے کے بعد وہ جا کر بٹن وہاں سے لے آئے گا۔ فی الحال وہ مین مارکیٹ جا کر کوئی ٹیکسی انگیج کرنا چاہتا تھا تاکہ بارٹلے جب کوٹھی سے باہر نکلے تو اس کی نگرانی کر سکے۔
چنانچہ وہ تیزی سے نیچے اترا اور تیزی سے مین روڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا

عمران مارٹن کنگ کے ہوٹل سے نکل کر سیدھا جیمس برڈکر کی طرف گیا۔ مارٹن سے جب جیمس گفتگو کر رہا تھا تو عمران نے محسوس کیا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی اور شخص بھی موجود ہے اور اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ شخص مارکس ہو سکتا ہے ۔ وہی گینگ کا نمبر ٹو ۔ اور عمران سوچ تھا کہ اب اسے جیمس کے ذریعے ہر حالت میں مارکس کا پتہ چلانا پڑے گا ۔ اگر وہ مارکس تک پہنچ گیا تو پھر بادام دی کو ڈھونڈ نکالنا مشکل نہ ہوگا ۔

چنانچہ وہ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا یہی سوچ رہا تھا جبکہ ٹیکسی تیزی سے ڈان ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ جیمس برڈکر کی دارالحکومت میں موجودگی بھی عمران کے لئے ایک انکشاف کی حیثیت رکھتی تھی ۔ اس نے کچھ عرصہ پہلے ہی مافیا کے خلاف کام کیا تھا اور اس کے مقامی سربراہ جاگر سمیت پوری تنظیم کو

ں سے اکھاڑ پھینکا تھا ۔ مگر اب مارٹن سے معلوم ہوا کہ مافیا نے جیمس برڈکر بطور سربراہ یہاں بھیجا ہے ۔

چند ہی لمحوں بعد ٹیکسی ڈان ہوٹل کی عظیم الشان عمارت کے سامنے جا کر ں گئی ۔ ہوٹل کے دربان نے بڑی پھرتی سے آگے بڑھ کر ٹیکسی کا دروازہ کھولا یسے ہی عمران باہر آیا وہ جھجک کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا ۔ اسے شاید ٹیکسی سے عمران ے غنڈے کی بجائے کسی معزز آدمی کے برآمد ہونے کا یقین تھا جس سے اسے بڑی ہ وصول ہو جاتی ۔ مگر عمران جس میک اپ میں تھا ۔ ایسے لوگ ٹپ دینے کی بجائے لی مار دینا زیادہ آسان سمجھتے ہیں ۔

عمران نے ٹیکسی سے نکل کر بڑے اطمینان سے ایک چھوٹا نوٹ ٹیکسی ائیور کی طرف بڑھا دیا اور پھر مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔

ڈان ہوٹل کی شہرت کچھ اتنی زیادہ نہ تھی ۔ اس لئے عمران ٹائپ کے ے وہاں آتے جاتے رہتے تھے ۔ یہی وجہ تھی کہ دربان نے بھی اسے نہ روکا ۔ ر وہ ہال میں داخل ہوتے ہی سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔

کاؤنٹر پر ایک گول مٹول چہرے والا ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا ۔

" مجھے جیمس برڈکر سے ملنا ہے ۔۔۔ مجھے مارٹن کنگ نے بھیجا ہے " ران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا ۔

" بھاگ جاؤ ۔۔۔ اتنے بڑے بڑے نام لینے والے زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہتے " ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا ۔

مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل چیخ نکل گئی ۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اسے کاؤنٹر کے اوپر سے گھسیٹ لیا تھا ۔ کاؤنٹر مین نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا مگر اسی لمحے عمران کی

لات گھومی اور کاؤنٹرمین ہوا میں اڑتا ہوا ہال میں موجود ایک میز پر جا گرا۔ ہال میں موجود افراد اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

کاؤنٹرمین کا یہ حشر دیکھ کر ہوٹل کے بیرے تیزی سے گھیرا ڈال کر عمران کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے تیور خاصے خطرناک تھے۔ وہ تعداد میں پانچ تھے۔ اور خاصے سخت جسموں کے مالک نظر آتے تھے۔ کاؤنٹرمین اب اٹھ کر اپنے منہ سے بہنے والا خون پونچھ رہا تھا۔

"سنو —— مجھے صرف جمیں بروکر سے ملنا ہے" —— عمران نے اپنی طرف بڑھتے ہوئے بیروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی ملاتے ہیں —— تم جیسے بدمعاشوں سے ملنے کے لئے اسے جہنم میں جانا پڑے گا" —— ایک بیرے نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان پانچوں نے بیک وقت عمران پر چھلانگیں لگا دیں۔ ان کا انداز بڑا جچا تلا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ لڑنے بھڑنے کے فن میں خاصی مہارت رکھتے ہوں۔

مگر ظاہر ہے ان کے مقابلے پر عمران تھا۔ اس لئے ان کی مہارت ان کے کسی کام نہ آسکی۔ جیسے ہی ان پانچوں نے عمران پر حملہ کیا۔ عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور اچھل کر کاؤنٹر کے دوسری طرف پہنچ گیا اور وہ پانچوں اپنے ہی زور میں کاؤنٹر سے آٹکرائے۔ کاؤنٹر سے ٹکرا کر وہ جیسے ہی نیچے گرے عمران نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور کاؤنٹر کے اوپر سے اڑتا ہوا ان کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ ان پانچوں کی پشت کاؤنٹر کی طرف تھی جبکہ عمران ہال کی طرف پشت کئے ان کے سامنے کھڑا تھا ان میں سے دو کی ناک سے خون بہہ رہا تھا وہ شاید براہِ راست کاؤنٹر سے جا ٹکرائے تھے۔

ر دوسرے لمحے عمران نے انہیں دوبارہ حملہ کرنے کا موقع نہ دیا۔ وہ اپنی یڑی پر لٹو کی طرح گھوما اور اس کی دوسری لات کسی تلوار کی طرح دو ویٹروں لی پسلیوں میں پوری قوت سے پڑی اور ان دونوں کے حلق سے طویل چیخیں کل گئیں۔ اسی لمحے عمران نے اچھل کر ایک کا بازو پکڑا اور پھر اسے یوں جھپٹ کر دونوں ہاتھوں سے سر پر اٹھا لیا جیسے وہ شخص گوشت اور ہڈیوں کی بجائے تنکوں کا بنا ہوا ہو۔ اس نے پوری قوت سے اس ویٹر کو اپنے سر پر گھمایا اور پھر باقی ویٹروں پر دے مارا۔ چکر کھانے والا ویٹر نہ صرف خود گرا بلکہ اپنے ساتھ تین دوسرے ویٹروں کو بھی لیتا گیا۔

اب وہ پانچوں فرش پر تھے اور عمران ان کے سروں پر کھڑا تھا۔ پھر عمران نے اپنا مخصوص ناچ شروع کر دیا۔ وہ دونوں پیروں پر اچھلتا اور پھر اس کے بوٹ کی ٹھوکریں دو ویٹروں کے چہروں پر پوری قوت سے پڑتیں۔ اس کے انداز میں اتنی تیزی تھی کہ اس نے ان پانچوں میں سے ایک کو بھی اٹھنے نہ دیا۔ ور زیادہ سے زیادہ دو منٹوں بعد وہ پانچوں اپنے جبڑے تڑوا کر کاؤنٹر کے سامنے فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

پورے ہال میں موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ سب لوگ عمران کو یوں یکھ رہے تھے جیسے وہ انسان کی بجائے مریخ کا باشندہ ہو۔ اتنی پھرتی اور تیزی ور مہارت کی شاید وہ کسی انسان سے توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔

لفٹ کے قریب دو غیر ملکی موجود تھے۔ وہ بڑے اطمینان سے عمران کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ دونوں کے چہروں پر گہری دلچسپی کے آثار نمایاں تھے جیسے ہی عمران نے اپنی حرکت بند کی ان میں سے ایک جس نے سر پر ہیٹ پہن رکھا تھا تیزی سے آگے بڑھا۔

"میرا نام جیمس بروکر ہے ـــــ کیا تم مجھ سے ملنے آئے تھے"ـــــ ہیٹ والے نے کہا۔

"اوہ ـــــ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا ـــــ یہ لوگ خواہ مخواہ میرے ہاتھوں مارے گئے ـــــ میرا نام فیروز ہے اور مجھے مارٹن کنگ نے بھیجا ہے"ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تو تم ہی وہ فیروز ہو جس کی تعریف مارٹن نے کی تھی ـــــ واقعی تم انتہائی تیز صلاحیتوں کے مالک ہو ـــــ آؤ میرے ساتھ"ـــــ جیمس نے بڑی تحسینی نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور عمران اس کے ساتھ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"تم بھی آؤ مارکس"ـــــ جیمس بروکر نے دوسرے غیر ملکی سے کہا اور اس نے سر ہلا دیا۔ اور عمران کو مارکس کا نام سن کر درحقیقت بڑی مسرت ہوئی کیونکہ اب مادام وی اسے اپنے قریب آتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ مگر اس نے چہرے کو بالکل سپاٹ ہی رکھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران تیسری منزل کے ایک کمرے میں ان دونوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

"ہاں ـــــ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں وی گینگ کے متعلق کیسے علم ہوا کہ وہ آجکل اس ملک میں کام کر رہا ہے"ـــــ جیمس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے راج نگر میں سنا تھا"ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"ہوں ـــــ اچھا یہ بتاؤ کہ مقامی سیکرٹ سروس سے تمہارا کیا تعلق ہے"۔ جیمس نے پوچھا۔

"کوئی تعلق نہیں"ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"مگر مارٹن نے تو کہا تھا کہ تم سیکرٹ سروس سے متعلق رہے ہو"ـــــ
س نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا اس سے براہ راست تعلق تو نہیں البتہ میرا استاد سیکرٹ سروس سے
غلق تھا ـــــ میں نے مارشل آرٹ کی ٹریننگ اسی سے حاصل کی تھی۔ وہ
ب مر چکا ہے"ـــــ عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم مقامی سیکرٹ سروس کے ممبران کو جانتے ہو"ـــــ مارکس نے پہلی
ر زبان کھولی۔

"ہاں ـــــ اچھی طرح جانتا ہوں"ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"تم وی گینگ میں کیوں شامل ہونا چاہتے ہو"ـــــ مارکس نے ہی پوچھا۔

"صرف شوق کی خاطر ـــــ میں کسی ایسی تنظیم میں شامل ہونا چاہتا
ہوں جو بین الاقوامی نوعیت کی ہو اور حکومتوں کے تختے الٹنے جیسے شاندار کام
کرتی ہو"ـــــ عمران نے جواب دیا۔

اسی لمحے عمران کو اپنی کلائی پر ہلکی ہلکی ضربیں لگتی ہوئی محسوس ہوئیں۔
ہ سمجھ گیا کہ کسی کی کال آئی ہے ـــــ مگر یہاں پوزیشن ایسی تھی کہ وہ کال
سن نہ سکتا تھا۔

"مارٹن کو کب سے جانتے ہو"ـــــ اچانک جیمس نے پوچھا۔

"تم نے تو میرا یوں انٹرویو لینا شروع کر دیا ہے جیسے مجھے کسی دفتر میں
کلرک بھرتی ہونا ہو ـــــ میں اس ٹائپ کا آدمی نہیں ہوں ـــــ سنا تم
نے"ـــــ اچانک عمران ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"اوہو ـــــ تم تو ناراض ہو گئے دوست ـــــ آخر اتنے بڑے کام

کے لئے کسی سے سفارش کرنے سے پہلے ہمیں تفصیلی چھان بین تو کرنی ہی ہوتی ہے" ـــــ جیمس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کلائی پر ضربیں مسلسل لگ رہی تھیں۔

"اس کے باوجود مجھے اس قسم کا انٹرویو پسند نہیں ـــــ تم صرف مجھے اس گینگ کے آدمی سے ملوا دو ـــــ میں اپنی صلاحیتوں سے انہیں قائل کر لوں گا کہ میں ان کے گینگ کے لئے کارآمد ہوں یا نہیں ـــــ بس اتنا سا کام ہے ـــــ تم ہاں یا نہ میں جواب دو ـــــ میں ذرا ٹائلٹ تک ہو آؤں"۔

عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے اٹھ کر ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ کلائی پر لگنے والی مسلسل ضربیں بتا رہی تھیں کہ کوئی اہم کال ہے۔

عمران نے پھرتی سے ٹوائلٹ کا دروازہ بند کیا اور پھر اس نے ٹوائلٹ کے آخری کونے میں جا کر کلائی میں پہنی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دو بار کھینچ کر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ چمکنے لگا۔

"ہیلو ـــــ اوور" ـــــ عمران نے گھڑی کو منہ سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر اسے کان سے لگا لیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے ـــــ جلدی بتاؤ ـــــ میرے پاس وقت بہت کم ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ـــــ مس شوگی بوستان کالونی کی کوٹھی سے میک اپ

کل آئی ہے۔ اور اب ہوٹل منگول کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر انیس
یم ہے ـــــ یہاں اس کا نام شاہلی ہے۔ میں نے بھی اسی ہوٹل میں
لے لیا ہے ـــــ یہاں اس کا فون آیا ہے۔ فون کرنے والا بوستان
ی کی اسی کوٹھی میں رہائش پذیر ایک غیر ملکی بارٹلے ہے ـــــ اس نے
کو کہا ہے کہ وہ صبح سات بجے گلبرگ کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں رپورٹ
ے ـــــ وہاں کوئی مادام اسے کوئی چیز دے گی جسے اس نے سر سلطان
پہنچانا ہے ـــــ اوور" ـــــ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان ـــــ یعنی اپنے سر سلطان" ـــــ عمران نے حیرت
ے لہجے میں جواب دیا۔

"جی ہاں ـــــ بارٹلے نے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کا نام لیا ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ مگر وہ کیا چیز ہے ـــــ اوور" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"تفصیل نہیں معلوم ہو سکی ـــــ صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ مادام نے
لطان پر اپنا کوئی مخصوص حربہ استعمال کیا ہے ـــــ اوور" ـــــ ٹائیگر نے
ب دیا۔

"اوہ ـــــ اچھا ـــــ ایسا کرو کہ تم شوگی کو چھوڑ کر بارٹلے کی نگرانی
و ـــــ اگر یہ وہی بارٹلے ہے جسے میں جانتا ہوں تو یہ انتہائی خطرناک
ہے۔ اس کی مکمل نگرانی ہونی چاہئے ـــــ اوور" ـــــ عمران نے
ے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ـــــ اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے جواب دیا اور پھر گھڑی کے ونڈ بٹن

کو مخصوص انداز میں دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

" ٹائیگر نے حیرت انگیز خبر سنائی تھی کہ مادام نے سر سلطان پر کوئی حربہ آزمایا ہے۔ بہرحال اسے مادام کی رہائش گاہ کا علم ہو گیا تھا اور یہی وہ چاہتا تھا۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اب اسے جیمس کی سفارش کی ضرورت نہ رہی تھی۔ چنانچہ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ مگر جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا، اچانک کی ہول سے سفید رنگ کی ایک گیس کسی دھار کی طرح اندر آئی اور پھر تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔

عمران کی نظریں چونکہ اوپر لگی ہوئی چٹخنی کی طرف تھیں۔ اس لئے وہ گیس کو اندر آتے نہ دیکھ سکا۔ البتہ جیسے ہی اس نے چٹخنی پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولنا چاہا اسے گیس کی بو محسوس ہوئی۔ اس نے تیزی سے چٹخنی کھولی اور سانس روکنے کی کوشش کی مگر اسے شاید کافی دیر ہو چکی تھی۔ زود اثر گیس نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا اور پھر عمران آدھا دروازہ ہی کھول پایا تھا کہ اس کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے اور وہ دھڑام سے وہیں دروازے کے سامنے ڈھیر ہو گیا۔

مادام نے جیسے ہی ٹرانسمیٹر آف کیا۔ کمرے کے دروازے پر لگا ہوا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ مادام نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

سکرین پر مارکس کی شکل نظر آ رہی تھی۔ مادام نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے وہ بٹن آف کر کے ایک اور بٹن دبایا تو دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور دروازے کے باہر موجود مارکس تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔

" مادام ——— میں نے پرنس کو قابو کر لیا ہے " ——— مارکس نے مسرت سے چہکتے ہوئے کہا۔

" پرنس کو قابو کر لیا ہے ——— وہ کیسے " ——— مادام نے بے اختیار پوچھا۔

" مادام ——— میں آپ کے حکم کے مطابق جیمس برڈ کر سے ملنے گیا۔ وہاں ابھی میں اس سے بات چیت کر رہا تھا کہ اچانک یہاں کے مشہور غنڈے مارٹن کنگ کی کال آئی۔ اس نے کسی شخص فیروز کا ذکر کیا کہ وہ ہمارے گینگ میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ سیکرٹ سروس کے عمران کو جانتا ہے۔ اس پر میں کھٹک گیا۔ چنانچہ میرے اشارے پر جیمس نے اس شخص کو بلوا لیا۔

وہ شخص جب ہمارے پاس پہنچا تو اس کے چلنے کا انداز جانا پہچانا معلوم ہو رہا تھا۔ بہرحال میں اور جیمس اسے کمرے میں لے آئے اور اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ وہ قدرے گھبرا گیا۔ ابھی ہماری پوچھ گچھ جاری تھی کہ اچانک وہ اٹھ کر ٹوائلٹ میں گھس گیا جس پر میرا شک پختہ ہو گیا۔ میں نے اپنے شک کا اظہار جب جیمس سے کیا تو اس نے تیزی سے اٹھ کر ایک مشین کا بٹن آن کر دیا۔ وہ چونکہ مافیا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنے پورے اپارٹمنٹ میں خفیہ ٹرانسمیٹر کا جال بچھایا ہوا ہے۔ اس طرح ہم ٹوائلٹ میں ہونے والی گفتگو سے آگاہ ہو گئے ——— وہاں پرنس نے کسی کی طرف سے ٹرانسمیٹر کال موصول کی مجھے افسوس ہے کہ کال کا آخری حصہ سنا جا سکا جس کا فقرہ یہ تھا کہ بارٹلے کی نگرانی کی جائے۔ وہ خطرناک شخص ہے ——— بہرحال میرے لئے اتنا ہی کافی تھا۔ چنانچہ میرے کہنے پر جیمس نے کی ہول سے زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس اندر داخل کی اور پرنس بے ہوش ہو کر دروازے میں ہی گر گیا" ——— مارکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" مگر یہ کس طرح پتہ چلا کہ وہ پرنس ہے ——— کیا اس نے زبان کھول دی" ——— مادام نے پوچھا۔

"نہیں مادام ——— وہ تو اب تک مسلسل بے ہوش ہے ——— بعد میں میں نے اسے طویل بیہوشی کا انجکشن لگا دیا تھا۔ کیونکہ وہ انتہائی خطرناک شخص تھا اور خدشہ تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل نہ جائے" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" تو پھر" ——— مادام نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

" مادام ——— جب پرنس کو بے ہوش کر دیا گیا تو میں نے اس کا میک اپ

[چی]ک کیا۔ پہلے تو ہم نے ہر ممکن کوشش کر لی مگر میک اپ صاف نہ ہوا مگر [آ]پ مارکس کی صلاحیتوں کو جانتی ہیں ——— میں مسلسل کوشش میں لگا رہا اور [آ]خر کار ڈی پلا ٹوایف ۳۶ فارمولا جب استعمال کیا گیا تو میک اپ صاف ہو گیا [او]ر پرنس کی اصل شکل سامنے آ گئی" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" اوہ ——— تو اس طرح پرنس یا عمران کا پتہ چلا" ——— مادام نے ایک [ط]ویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ——— میک اپ صاف کرنے میں تین گھنٹے لگ گئے ——— جب [م]یک اپ صاف ہو گیا تو پھر میں بے ہوشی کے عالم میں ہی اسے یہاں لے آیا ہوں ——— اب وہ نیچے تہہ خانے میں موجود ہے" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" اوہ ——— وہ کب ہوش میں آئے گا" ——— مادام نے پوچھا۔

" ابھی اسے ہوش میں آنے کے لئے ایک گھنٹہ مزید چاہیئے" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" چلو ٹھیک ہے ——— ایک گھنٹے بعد اس سے بھی بات ہو جائے گی۔ ویسے میں نے بھی ایک داؤ کھیلا ہے ——— اور میں اس میں کامیاب بھی رہی ہوں یہ دیکھو" ——— مادام نے میز کی دراز سے ایک لفافہ نکال کر مارکس کے سامنے ڈال دیا۔

مارکس نے لفافہ کھول کر اس میں سے تصویریں نکال لیں اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

" یہ بوڑھا کون ہے مادام" ——— مارکس نے پوچھا۔

" یہ وزارت خارجہ کا سیکرٹری سر سلطان ہے ——— سیکرٹ سروس کا سرکاری انچارج" ——— مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا داؤ ہے ——— سیکرٹ سروس کے خلاف کے ساتھ ساتھ ہم اس سے بھی اپنے مشن کے متعلق فائدے اٹھا سکتے ہیں" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" ہاں ——— کافی فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں ——— پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ مس شوگی کو یہ تصویریں دے کر سر سلطان کے پاس بھیجوں گی مگر مس شوگی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی بارٹلے بھی ——— اس لئے میں نے یہ پروگرام ختم کر دیا ہے ——— اب میرا خیال ہے کہ تم خود یہ تصویریں لے کر سر سلطان کے پاس جاؤ" ——— مادام نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ——— میں بات کر لوں گا" ——— مارکس نے حامی بھرتے ہوئے کہا اور مادام نے لفافہ دوبارہ میز کی دراز میں رکھ دیا۔

" میں چاہتی ہوں کہ سیکرٹ سروس کا مسئلہ جلد از جلد نپٹ جائے تاکہ ہم اپنے اصل مشن پر کام شروع کر سکیں ——— یہ پہلا موقع ہے کہ ہم اصل مشن کی بجائے فضول جھگڑوں میں پڑ گئے ہیں" ——— مادام نے کہا۔

" یہ سب کچھ مس شوگی کی وجہ سے ہوا ہے مادام ——— ورنہ جس انداز میں کام ہو رہا تھا اب تک ہم کامیاب بھی ہو چکے ہوتے" ——— مارکس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

" ہاں ——— مگر حالات کے پلٹنے کی کسے خبر ہوتی ہے ——— بہرحال اب میں اس مسئلے کو جلد از جلد ختم کرنا چاہتی ہوں" ——— مادام نے کہا۔

" پہلے تو مجھے یقین ہے کہ میں پرنس کی زبان کھلوا لوں گا ——— اس طرح ہمیں سیکرٹ سروس کے متعلق تفصیلات کا علم ہو جائے گا اور ہم بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کی مدد سے ان کا خاتمہ کر دیں گے ——— بفرض محال اگر پرنس نے زبان نہ کھولی تو پھر آپ والا ترپ کا پتا تو ہمارے پاس ہے ہی" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ——— تم جا کر پرنس کو چیک کرو جیسے ہی اسے ہوش آئے مجھے کر دینا ——— میں خود وہاں آؤں گی" ——— مادام نے کہا۔

" بہتر مادام ——— ویسے مجھے یقین ہے کہ میں پرنس کی زبان کھلوانے کامیاب ہو جاؤں گا" ——— مارکس نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے کے رازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیکرٹ سروس کے ممبران آجکل در بدر ہوئے پھر رہے تھے۔ ایکسٹو نے ان سب کو مختلف ہوٹلوں میں مختلف میک اپ میں رہنے کا حکم دیا تھا۔ اور کیپٹن شکیل عام غنڈے کے میک اپ میں آجکل ہوٹل ڈان میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ جس وقت عمران فیروز کے روپ میں ہوٹل ڈان میں داخل ہوا تھا اس وقت کیپٹن شکیل ہوٹل کے ہال میں موجود تھا۔ پہلے تو وہ عمران کو نہ پہچان سکا۔ کیونکہ عمران بالکل نئے میک اپ میں تھا۔ مگر جب عمران کی ویٹروں کے ساتھ لڑائی ہوئی تو وہ عمران کا انداز پہچان گیا۔ مگر وہ اطمینان سے ہال میں بیٹھا رہا اور اس نے اس بات میں کوئی دخل نہ دیا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کی تربیت ہی اس انداز میں کی گئی تھی کہ وہ بغیر کسی خاص ضرورت کے کسی بھی بات میں دخل نہ دیتے تھے۔

جب عمران، مارکس اور جیمس کے ساتھ لفٹ پہ سوار ہو کر اوپر چلا گیا اور ہال میں پھیلی ہوئی ابتری دور ہو گئی تو کیپٹن شکیل تیزی سے گیلری کی طرف بڑھا۔ یہاں ٹیلیفون بوتھ موجود تھا۔ وہ ایکسٹو کو اس بارے میں بتانا چاہتا تھا۔ سکے ڈال کر اس نے جیسے ہی نمبر گھمایا دوسری طرف سے ریسیور اٹھا لیا گیا۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ" ——— کیپٹن شکیل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر ——— میں ہوٹل ڈان سے کال کر رہا ہوں ——— ابھی ابھی عمران ایک غنڈے کے میک اپ میں یہاں آیا ہے۔ یہاں اس کی ویٹروں سے بھرپور جنگ ہوئی ہے اور اب وہ ایک شخص جیمس کے ساتھ اوپر اس کے کمرے میں گیا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عمران" ——— ایکسٹو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی ہاں ——— میں نے اسے اس کے لڑنے کے انداز سے پہچانا ہے" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"یہ جیمس کون ہے ——— جس سے عمران ملنے گیا ہے" ——— ایکسٹو نے پوچھا۔

"مجھے اس کے بارے میں زیادہ معلومات تو نہیں ہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ وہ زیر زمین سرگرمیوں میں ملوث ہے ——— یہیں ہوٹل ڈان کی تیسری منزل پہ رہتا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اچھا ——— ایسا کرو جب عمران چلا جائے تو اس جیمس کے متعلق مکمل تفصیلات حاصل کر کے مجھے رپورٹ کرو" ——— ایکسٹو نے اسے ہدایت کی

"بہتر جناب" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا" ——— ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

رابطہ ختم ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے تیزی سے رسیور ہک پر ڈالا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

فون بوتھ سے باہر نکل کر وہ سیدھا اس راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے یہاں آتے ہی ایک ویٹر سے دوستی لگا لی تھی اور اس کا ایک ایسا کام بھی کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ کافی پریشان تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ ویٹر جیمس کے متعلق اسے تفصیلات بتا سکے گا۔

ویٹروں کا کمرہ اس راہداری کے آخر میں تھا۔ وہ سیدھا اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا۔ ایک ویٹر باہر آیا۔

"سنو ——— رچرڈ اس وقت کہاں ملے گا" ——— کیپٹن شکیل نے اس ویٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"رچرڈ ویٹر" ——— ویٹر نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ویٹر ——— مجھے اس سے ضروری کام ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر کوئی لڑکی چاہیئے تو مجھے بتاؤ ——— میرے پاس رچرڈ سے زیادہ اچھا مال ہے" ——— ویٹر نے کیپٹن شکیل کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بات نہیں ——— ایک ذاتی کام ہے" ——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— یہ بات دوسری ہے ——— اس کی ڈیوٹی شروع ہونے

ابھی دیر تھی مگر اس کم بخت نے پانچ ویٹروں کو ناکارہ کر دیا ہے۔ اس لئے نے فوری طور پر ہمیں بلا لیا ہے ——— رچرڈ بھی بس ابھی پہنچنے ہی والا ہوگا۔" نے کہا۔

"اوہ ——— اچھا ——— میں اس کا انتظار کر لیتا ہوں" ——— کیپٹن شکیل نے اور واپس مڑ گیا۔

پھر جیسے ہی وہ ہال میں پہنچا اس نے رچرڈ کو مین گیٹ میں داخل ہوتے دیکھا۔ سادہ لباس میں تھا اور اس کا رخ راہداری کی طرف تھا۔ ظاہر ہے اس نے اپنے کمرے میں جا کر یونیفارم پہننی تھی۔

"ارے ——— مسٹر سلطان ——— آپ یہاں کیسے گھوم رہے ہیں" ——— رچرڈ نے کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہی مسکرا کر پوچھا۔

"تمہیں پوچھتا پھر رہا تھا" ——— کیپٹن شکیل نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— خیریت ——— مجھ سے کیا کام پڑ گیا" ——— رچرڈ نے کہا۔ وہ دونوں راہداری میں چلتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"مجھے یہاں رہنے والے ایک شخص جیمس کے متعلق تفصیلات چاہئیں" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جیمس بروکر" ——— رچرڈ نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا۔

"بروکر ہی ہوگا جو تیسری منزل کے دس نمبر کمرے میں رہتا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مسٹر سلطان ——— وہ انتہائی خطرناک شخص ہے ——— میرا مشورہ ہے کہ آپ اس کے چکر میں نہ پڑیں" ——— رچرڈ نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اسے چھوڑو ۔۔۔ یہ میرا مسئلہ ہے ۔۔۔ اگر تم اس کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو تو مہربانی" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ مسٹر سلطان ۔۔۔ میں نے دوستی کا فرض ادا کر دیا کہ آپ کو آگاہ کر دیا ۔۔۔ آپ کا مجھ پر احسان ہے اس لئے میں آپ کو تمام تفصیلات بتا دوں گا ۔۔۔ مگر یہاں نہیں ۔۔۔ آپ اپنے کمرے میں جائیے میں اسی منزل کی ڈیوٹی لے لیتا ہوں۔ پھر آپ کے کمرے میں آکر بتاؤں گا" رچرڈ نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ ذرا جلدی آنا ۔۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی جیب سے پچاس کا نوٹ نکال کر رچرڈ کی جیب میں گھسیڑ دیا۔

"ارے ۔۔۔ ارے ۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔ مجھے شرمندہ کرتے ہیں" رچرڈ نے نوٹ واپس نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اسے رکھو۔ میں اپنی خوشی سے دے رہا ہوں" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے ہوٹل کی آٹھویں منزل میں اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ رچرڈ نے جس انداز میں جیمس بروکر کے متعلق بات کی تھی اس لحاظ سے اسے یقین تھا کہ کوئی چونکا دینے والا ہی انکشاف ہوگا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجاؤ ۔۔۔ دروازہ کھلا ہوا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے بلند آواز سے کہا اور رچرڈ دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ اس نے بڑے محتاط انداز میں دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر وہ کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا۔

"سلطان صاحب ۔۔۔ میں آپ کو بتا تو دیتا ہوں مگر یہ خیال رہے کہ میرا نام کہیں نہ آئے ورنہ میری موت یقینی ہو جائے گی" ۔۔۔ رچرڈ نے خوفزدہ انداز میں کیپٹن شکیل کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی وحشیانہ تھا۔

"تم بے فکر رہو رچرڈ" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"جیمس بروکر بدنام زمانہ تنظیم مافیا کا مقامی سربراہ ہے" ۔۔۔ رچرڈ نے انکشاف کیا اور کیپٹن شکیل بھی اس انکشاف پر بری طرح اچھل پڑا۔ اس کے ذہن کے کسی گوشے میں ایسی بات کا تصور تک نہ تھا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب ۔۔۔ اس ہوٹل میں مجھے ہی صرف اس بات کا علم ہے اور مجھے بھی بس اتفاق سے اس بات کا علم ہو گیا۔ یہ انتہائی خطرناک تنظیم ہے ۔۔۔ اگر جیمس کو پتہ چل گیا کہ مجھے اس کی اصلیت کا علم ہے تو وہ یقیناً مجھے مچھر کی طرح مسل دے گا" ۔۔۔ رچرڈ نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو ۔۔۔ تمہارا نام نہ آئے گا ۔۔۔ مگر کیا یہ کمرہ ہی اس کا ہیڈ کوارٹر ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ اور اس میں اس نے بڑے خفیہ انتظامات کر رکھے ہیں۔ کمرے سے نکلنے کے لئے اس نے ایک ایسا مخصوص راستہ بنایا ہوا ہے جو عقبی گلی میں نکلتا ہے ۔۔۔ اور آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہوٹل بھی مافیا کی ملکیت

ہے"۔۔۔۔ رچرڈ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔۔۔۔ واقعی دلچسپ بات ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ اس چکر میں نہ پڑیں سلطان صاحب۔۔۔۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔۔۔۔ انسان کو مکھی سے بھی زیادہ اہمیت نہیں دیتے"۔۔۔۔ رچرڈ نے ایک بار پھر مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔۔۔۔ میں تو اپنے ایک دوست کے بارے میں فکرمند تھا۔۔۔۔ آج میں نے اسے جیمس سے ملتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس کے ساتھ اس کے کمرے میں گیا تھا"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔ تو پھر آپ اس دوست سے دور رہیں۔۔۔۔ یہ میرا مشورہ ہے۔۔۔۔ اچھا مجھے اجازت۔۔۔۔ آج میری ڈیوٹی جیمس نے منیجر والی منزل پر لگائی ہے۔۔۔۔ میں صرف آپ کو تفصیلات بتانے آ گیا تھا ایسا نہ ہو کہ جیمس مجھے طلب کرے اور میں نہ پہنچوں تو پھر میری خیر نہیں"۔۔۔۔ رچرڈ نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اچھا سلور رچرڈ۔۔۔۔ ایک اور احسان کر دو مجھ پر۔۔۔۔ ذرا جیمس کے کمرے میں سن گن لو کہ میرا دوست وہاں کیا کر رہا ہے۔۔۔۔ وہ ایک غنڈے کے روپ میں ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا۔۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔۔ اگر آپ کا دوست وہاں موجود ہوا تو میں آپ کو کچھ بتا سکوں گا۔۔۔۔ آپ میرا انتظار کریں"۔۔۔۔ رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

کیپٹن شکیل سوچ رہا تھا کہ آخر عمران غنڈے کے روپ میں مافیا کے سربراہ سے ملنے کیوں آیا ہے جبکہ ایکسٹو کو بھی جیمس کے بارے میں علم نہیں ہے

بہرحال وہ خود مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایکسٹو نے اس کے ذمہ جو کام لگایا تھا اس نے کر لیا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ عمران کے متعلق رپورٹ مل جائے تو پھر وہ ایکسٹو سے رابطہ قائم کرے۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹہ مزید اسے انتظار کرنا پڑا۔ پھر رچرڈ اندر داخل ہوا۔ مگر اس کا چہرہ دیکھتے ہی کیپٹن شکیل چونک کر کھڑا ہو گا۔

"سلطان صاحب آپ کا دوست مصیبت میں ہے۔ جیمس پروکر اور اس کے ساتھی نے اسے بے ہوش کر دیا ہے اور وہ اس کا میک اپ صاف کر رہے ہیں"۔۔۔۔ رچرڈ نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ارے۔۔۔۔ وہ کیسے۔۔۔۔ تمہیں کیسے پتہ چلا"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اس طرح پتہ چلا کہ جیمس نے مجھے بلا کر ایک دوا لانے کے لئے بھیجا۔ مگر اس نے مجھے دروازہ میں ہی کھڑا کر کے وہ کاغذ دیا تھا جس پر دوا لکھی ہوئی تھی۔ مگر میری نظریں فرش پر پڑے ہوئے تمہارے دوست پر پڑ گئیں۔ دوسرا آدمی تولئے سے تمہارے دوست کا منہ رگڑ رہا تھا۔ میں جب دوا لینے میڈیکل سٹور پر پہنچا تو میڈیکل سٹور والے نے مذاقاً مجھے کہا کہ تمہارے کسی گاہک کو میک اپ اتارنا پڑ گیا ہے۔ تبھی یہ دوا منگوائی ہے"۔۔۔۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔ وہ دوا تم نے کب لا کر دی ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"دس منٹ ہوئے ہیں۔۔۔۔ دوا لانے کے بعد مجھے ایک اور گاہک کو سرو کرنا پڑ گیا۔ اب میں فرصت ملتے ہی تمہارے پاس دوڑا آیا ہوں"۔۔۔۔ رچرڈ نے کہا۔

"اچھا ـــــ یہ بتاؤ کہ جیمس کے دروازے کا عقبی دروازہ کہاں سے نکلتا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل کی عقبی گلی میں سڑک کے قریب دروازہ ہے" ـــــ رچرڈ نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

رچرڈ کے جانے کے بعد کیپٹن شکیل اٹھا۔ اس نے الماری کھول کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور جیب میں ڈال لیا۔ اور پھر خود تیزی سے کمرے سے باہر آگیا۔ اس کی اپنی کار پارکنگ میں موجود تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ عمران کو وہ اسی عقبی سمت سے ہی نکال کر لے جائیں گے۔ اس لیے اس نے براہ راست مداخلت کرنے کی بجائے نگرانی کرنی ہی مناسب سمجھی۔ وہ تیزی سے لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچا اور پھر مین گیٹ سے ہوتا ہوا سیدھا پارکنگ میں پہنچا پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔

چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا کمپاؤنڈ گیٹ سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کی عقبی سمت میں آگیا۔ اس نے کار ایک ایسی جگہ روکی جہاں سے وہ عقبی گلی پر نظر رکھ سکتا تھا۔

ابھی اسے وہاں پہنچے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اس نے ایک سیاہ رنگ کی لیموسین کار عقبی گلی میں داخل ہوتے دیکھی۔ وہ کار ہوٹل کے عقبی دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی۔

کیپٹن شکیل اندھیرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس لیے اس کے چیک ہونے کا خدشہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دروازہ کھلتے ہوئے دیکھا اور پھر اس نے دروازے میں سے ایک آدمی کو باہر نکلتے دیکھا اس نے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی کو اٹھایا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ عمران کاندھے پر لدا ہوا ہے۔ عمران سمیت

وہ آدمی تیزی سے کار کی پچھلی نشست پر سوار ہوگیا۔ اور دوسرے لمحے کار تیزی سے بیک ہوئی اور پھر شمال کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

مناسب فاصلہ دے کر کیپٹن شکیل نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ وہ اس بارے میں خاصا محتاط تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار گلریز کالونی میں داخل ہوگئی اور پھر کار ایک کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ ڈرائیور نے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن دبایا اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا۔ کار وہیں رکی رہی البتہ وہی آدمی عمران کو کاندھے پہ لادے پھاٹک کے اندر داخل ہوگیا۔ اور پھاٹک بند ہوتے ہی کار والا واپس چلا گیا۔

کیپٹن شکیل چند لمحے وہیں رکا رہا اور پھر اس نے کار موڑی اور کالونی کی مین مارکیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ جلد از جلد ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ مین مارکیٹ میں اسے ایک فون بوتھ نظر آگیا اور کیپٹن شکیل نے کار روکی اور نیچے اتر کر سیدھا فون بوتھ میں داخل ہوگیا۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یس ـــــ کیا رپورٹ ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"سر ـــــ وہ جیمس بردکر مافیا کا مقامی سربراہ ہے۔ اور مزید یہ کہ عمران کو اس نے بے ہوش کر دیا اور پھر اس کا میک اپ اتار کر اسی بیہوشی کے عالم میں اسے وہاں سے نکال کر لے گئے ـــــ میں نے ان کا تعاقب کیا تو عمران کو گلریز کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں لے جایا گیا ہے۔ عمران ابھی تک وہیں ہے" کیپٹن شکیل نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اس کا مطلب ہے عمران خطرے میں ہے" ـــــ ایکسٹو نے
چونکتے ہوئے کہا۔

"معلوم تو ایسا ہی ہو رہا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا عمران کو لے جانے والا جیمس ہی تھا" ـــــ ایکسٹو نے پوچھا۔

"نہیں جناب ـــــ جیمس کو تو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں ـــــ یہ کوئی اور
شخص تھا" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں سے فون کر رہے ہو" ـــــ ایکسٹو نے پوچھا۔

"میں گلریز کالونی کی مین مارکیٹ میں موجود ہوں" ـــــ کیپٹن شکیل نے
جواب دیا۔

"تم وہیں رکو ـــــ میں دوسرے ممبران کو بھیج رہا ہوں ـــــ تم میں
سے ایک کوٹھی کے اندر داخل ہو اور حالات کا اندازہ کرے۔ اگر عمران کو ضرورت
ہو تو پھر کوٹھی پر ریڈ کر دیا جائے ورنہ نہیں" ـــــ ایکسٹو نے ہدایت دیتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس بی فائیو ٹرانسمیٹر تو ہے نا" ـــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"جی ہاں جناب" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ تم وہیں انتظار کرو ـــــ باقی لوگ ابھی وہاں پہنچ
جاتے ہیں" ـــــ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے رسیور ہک میں لٹکایا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل کر
کار کی طرف بڑھتا چلا گیا

عمران کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں
موجود پایا۔ اس کا جسم چمڑے کی مضبوط بیلٹوں کے ذریعے ایک بڑی سی کرسی
کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ بیلٹیں کچھ اس انداز میں باندھی گئی تھیں کہ عمران کے لئے
حرکت کرنا ہی ممکن نہ تھا۔ صرف وہ اپنے سر کو حرکت دے سکتا تھا۔

کمرہ ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا اور اس کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ
کوئی تہہ خانہ ہے۔ اس کا ایک ہی دروازہ تھا اور اوپر چھت کے قریب ایک
روشندان تھا جس پر مضبوط سی جالی لگی ہوئی تھی۔ کمرے کی چھت کے درمیان ایک
بلب جل رہا تھا ابھی وہ کمرے کا جائزہ لے رہا تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا
اور اس میں سے مارکس داخل ہوا۔

"تمہیں ہوش آ گیا پرنس" ـــــ مارکس نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

"کہاں ہوش آیا ہے ـــــ ہوش آ جاتا تو اس عالم میں بندھا ہوا نہ ہوتا۔
اور تم سناؤ کیا حال چال ہیں ـــــ تمہاری مادام وی کا کیا حال ہے۔ سنا ہے
بڑی چھک چھلو قسم کی عورت ہے۔ یار اسے بلا لو۔ شاید اسے دیکھ کر مجھے
ہوش آ جائے" ـــــ عمران کی زبان قینچی کی طرح چلنے لگی۔

"ہوں ـــــ اس کا مطلب ہے تم ہمارے متعلق کافی کچھ جان گئے

"ہو" —— مارکس نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"ارے کہاں جان گیا ہوں —— بس تم سے تعارف ہوا ہے مسٹر مارکس" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بڑا اطمینان تھا۔

"ٹھیک ہے —— تمہاری آخری خواہش ابھی پوری ہو جاتی ہے —— میں مادام کو بھیجتا ہوں" —— مارکس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ دروازہ اس نے باہر سے بند کر دیا۔

عمران نے اس کے جاتے ہی اپنے ہاتھوں کو حرکت دینی شروع کر دی۔ وہ اپنے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں کو استعمال میں لانا چاہتا تھا۔ مگر جلد ہی اس پر انکشاف ہوا کہ اس کے ناخنوں کے نیچے چھپے ہوئے بلیڈ غائب ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی بڑی باریک بینی سے تلاشی لی گئی ہے۔ پہلی بار اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات پیدا ہوئے۔ کیونکہ اب ان بیلٹوں سے چھٹکارا پانا ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ وہ ابھی اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک نوجوان اور پر شباب دوشیزہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر لباس نہ ہونے کے برابر تھا۔ چہرے سے تو یہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک سیدھی سادی سوسائٹی گرل قسم کی عورت ہے مگر اس کی آنکھوں سے جھانکتی ہوئی سفاکی اور سرد مہری اس کی اصلیت کا پتہ دے رہی تھی۔ مارکس اس کے پیچھے تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی مادام دی ہے۔ بین الاقوامی مجرموں کی تنظیم دی گینگ کی موجودہ سربراہ۔

"ہوں —— تو یہ پرنس ہے" —— مادام نے آگے بڑھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بس مادام —— اور یہ ہمارے متعلق بہت کچھ جانتا ہے" —— مارکس نے کہا۔ اس کا لہجہ قدرے مؤدبانہ تھا۔

"کوئی حرج نہیں —— اب اس نے قبر میں ہی جانا ہے —— وہاں اگر فرشتوں کو بے شک ہمارے متعلق بتا دے" —— مادام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تم ساتھ دو مادام دی تو میں قبر میں جانے کے لئے بھی تیار ہوں واہ —— واہ —— وہاں ہم دونوں ہوں گے اور کوئی ڈسٹرب کرنے والا نہ ہوگا" —— عمران نے زبان کھولی۔

"خاصے جیالے ہو —— مارکس مزید وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہے —— بس دو چار سوال پوچھ لو اور پھر اس کی چھٹی کراؤ" —— مادام نے ایک طرف ہٹتے ہوئے سرد لہجے میں مارکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر مادام" —— مارکس نے دو قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے —— اس بچو کو سوال پوچھنے کے لئے کیوں کہہ رہی ہو۔ تم پوچھو تو میں سب کچھ بتانے کو تیار ہوں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ پڑا اور کمرہ چٹاخ کی آواز سے گونج اٹھا۔ مارکس نے اپنے آپ کو بچو کہنے کا انتقام فوری لے لیا تھا۔

"بکواس کرتے ہو —— میں تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ کر دوں گا" —— مارکس نے غصے سے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہو —— میرے خیال میں خاصے عرصے سے قصائی کا کام کر رہے ہو"

عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ
اس کے چہرے پر مارکس کی پانچوں انگلیاں اپنا نشان چھوڑ گئی تھیں۔

"سنو پرنس ——— میں وقت ضائع کرنے کی عادی نہیں ہوں۔ مجھے
معلوم ہے کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے ——— ہماری تنظیم کا یہ
رویہ ہے کہ وہ کسی سے الجھے بغیر اپنا مشن مکمل کرتی ہے ——— مگر تمہاری
اور سیکرٹ سروس کی بدقسمتی کہ وہ خواہ مخواہ درمیان میں کود پڑی۔ اس لئے
اب تمہارا اور سیکرٹ سروس کا خاتمہ ضروری ہو چکا ہے ——— اس لئے بہتر
یہی ہے کہ مرنے سے پہلے خواہ مخواہ کا تشدد برداشت نہ کرو اور سیکرٹ سروس
کے متعلق تمام تفصیلات بتا دو" ——— مادام نے مارکس کو ہاتھ اٹھا کر روکتے
ہوئے کہا۔

"اگر تم یہ جانتی ہو کہ میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر مجھ سے
کچھ پوچھنا تمہاری حماقت ہے ——— ویسے اتنا بتا دوں کہ میرا سیکرٹ سروس
سے کوئی تعلق نہیں ہے" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے جھوٹ بولنے سے ہماری معلومات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔
ہمارے پاس وہ فلم موجود ہے جس میں تم سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں
جاتے ہوئے اور انچارج سے باتیں کرتے ہوئے صاف دکھائی دیتے ہو۔
اور یوں تو ہم نے سیکرٹ سروس کے سربراہ اور تمام ممبران کو قابو کر لیا تھا۔ مگر
بس اتفاق تھا کہ وہ نکل گئے" ——— مادام نے جواب دیا۔

"مادام ——— یہ اس طرح نہ مانے گا ——— یہ لوگ ڈھیٹوں کی اعلیٰ نسل
ہوتے ہیں ——— آپ دیکھیں کہ میں کس طرح اسے بولنے پر مجبور کرتا ہوں"۔

"ٹھہرو مارکس ——— خواہ مخواہ کا وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں
پنے پتے" اسے دکھا دیتے ہیں ——— اگر یہ نہیں بتائے گا تو ہمیں کوئی
نہیں پڑے گا" ——— مادام نے کہا اور پھر اس نے بلاؤز میں ہاتھ ڈال
ایک لفافہ باہر نکالا اور پھر اس میں سے ایک تصویر نکال کر عمران کی نظروں
سامنے کر دی۔

"اسے غور سے دیکھو ——— یہ سیکرٹ سروس کا انچارج سر سلطان ہے
ن کے پاس پوری سیکرٹ سروس کی فائل ہے" ——— مادام نے بڑے
تحانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے باقی تین تصویریں بھی ایک ایک کر کے
اِن کو دکھا دیں ——— اس کے بعد اس نے تصویریں لفافے میں ڈالیں
ر لفافہ دوبارہ بلاؤز میں رکھ لیا۔

"تو یہ تھا تمہارا وہ مخصوص حربہ جس کی بنا پر تم سوچ رہی تھیں کہ تم
رسلطان کو بلیک میل کر لو گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا ایسا نہیں ہوگا ——— سر سلطان کے پاس میری بات ماننے
کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے" ——— مادام نے جواب دیا۔

"یہ تمہاری بھول ہے ——— جیسے ہی یہ تصویریں سر سلطان کے پاس
ہنچیں گی وہ خودکشی کر لیں گے ——— ان کا ٹائپ ہی اس قسم کا ہے۔ اور
بارا یہ حربہ ناکام ہو جائے گا" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں اسے خودکشی کرنے کا موقع ہی نہیں دوں گا اور اگر اس نے ایسا کرنے
کوشش کی تو میں اسے اغوا کر لوں گی اور پھر اسے زبان کھولنی پڑے گی"
دام نے کہا۔

"میں تو سمجھتا تھا کہ دی گینگ کی سربراہ کوئی سمجھدار عورت ہو گی مگر اب

معلوم ہو رہا ہے کہ تم اس معاملے میں بالکل اناڑی ہو ـــــ مجھے افسوس ہے کہ تم بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو ـــــ بچگانہ خوش فہمی میں مبتلا ہو" ـــــ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں پتھریلا پن نمایاں تھا۔

"ہوں ـــــ تم واقعی ڈھیٹوں کی اعلیٰ نسل سے ہو ـــــ اچھا مارکس تم اپنا کام شروع کر دو ـــــ میں نے سوچا تھا کہ اتنا خوبصورت جسم مرنے سے پہلے داغدار نہ ہو ـــــ مگر یہ تو پٹھے پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیتا" ـــــ مادام نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پٹھے پر ہاتھ بیشک رکھ لو۔ میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا ـــــ مگر یہ بتا دوں کہ تمہارا انجام قریب آ گیا ہے" ـــــ عمران نے اسی طرح ٹھوس لہجے میں کہا۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ کس کا انجام قریب ہے" ـــــ مارکس نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکالا اور اسے ایک جھٹکے سے کھول لیا۔ اب وہ چاقو ہاتھ میں لئے قدم بہ قدم عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عمران کے چہرے پر وہی اطمینان تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی فلم دیکھ رہا ہو

اور جیسے ہی مارکس عمران کے قریب پہنچا۔ اس کا چاقو والا ہاتھ فضا میں بلند ہوا۔ اسی لمحے عمران نے دونوں پاؤں پر زور دیا اور ایک جھٹکے سے کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا اور مارکس کا ہاتھ ہوا میں ہی لہرا کر رہ گیا۔ نیچے گرتے ہی عمران نے تیزی سے کروٹ بدلی۔ اور اب اس کا جسم زمین پر تھا اور اس کے پورے جسم کو کرسی نے ڈھانپ لیا تھا۔

مارکس نے آگے بڑھ کر کرسی کو سیدھا کرنا ہی چاہا تھا کہ عمران کے بندھے ہوئے ہاتھوں میں مارکس کی ٹانگ آگئی اور پھر عمران نے کرسی سمیت ہی تیزی سے کروٹ بدلی اور مارکس لڑکھڑا کر فرش پر گر گیا۔ چاقو اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تھا۔ مارکس کے نیچے گرتے ہی عمران نے ایک بار اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور وہ کرسی سمیت مارکس کے اوپر تھا۔ دوسرے لمحے عمران نے سر کی بھرپور ٹکر مارکس کے سر پر رسید کر دی۔ ٹکر اتنی شدید تھی کہ مارکس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

مادام تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے ایک بیلٹ کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ اور عمران کرسی سمیت ایک طرف لڑھک گیا۔

مارکس بوجھ ہٹتے ہی اٹھ بیٹھا مگر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو پکڑ رکھا تھا۔ اِدھر بیلٹ کو پکڑ کر کھینچنے سے بیلٹ ڈھیلی پڑ گئی۔ اور عمران نے اس سے پورا فائدہ اٹھایا۔

اس نے ڈھیلی بیلٹ سے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال لئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ عمران کی طرف متوجہ ہوتے۔ عمران نے پھرتی سے دوسری بیلٹ کو کھولنا شروع کر دیا۔

"مادام ـــــ مادام ـــــ وہ بیلٹ کھول رہا ہے" ـــــ مارکس کی نظر پڑ گئی تو وہ چیخ پڑا۔

مادام سانپ کی سی تیزی سے پلٹی اور پھر اس نے لپک کر فرش پر پڑا ہوا چاقو اٹھا لیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ فضا میں لہرایا۔ وہ شاید دور سے ہی عمران کے دل میں چاقو مارنا چاہتی تھی مگر اس سے پہلے کہ چاقو اس کے ہاتھ سے نکلتا۔ کمرہ

ایک فائر کی آواز سے گونج اُٹھا۔ اور چاقو مادام کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا اور مادام چیخ مار کر نیچے بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھ سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

"خبردار ——— اگر کسی نے حرکت کی تو دوسری گولی دل میں تراز و ہو جائے گی" ——— کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔ وہ دروازے میں ریوالور لئے کھڑا تھا۔

مارکس ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور مادام بھی۔ اور دوسرا لمحہ کیپٹن شکیل پر بھی بھاری پڑا ——— کیونکہ مارکس کے ہاتھ سے ایک چھوٹا سا خنجر گولی کی طرح نکلا اور سیدھا کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا۔

کیپٹن شکیل ایک جھٹکے سے نیچے ہوا۔ مگر خنجر اس کے شانے میں جا لگا۔ اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اسی لمحے مارکس نے اس پر چھلانگ لگا دیا اور وہ کیپٹن شکیل کو لیتا ہوا دروازے سے باہر جا گرا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ہوا میں اڑتا ہوا واپس کمرے میں آیا اور اتفاق سے دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی مادام سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

کیپٹن شکیل نے نیچے گرتے ہی مارکس کو اپنے دونوں پیروں کی مدد سے واپس اچھال دیا۔ دوسرے لمحے کیپٹن شکیل تیزی سے اندر آیا۔

اس کے شانے سے خون بہہ رہا تھا۔ مگر اس کے ہاتھ میں وہی خنجر تھا اس نے شاید اسے اپنے شانے سے کھینچ لیا تھا۔ مارکس نیچے گرتے ہی اچھل کر اٹھا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے ایک تیز چیخ نکل گئی۔ خنجر ٹھیک اس کے دل پر پڑا تھا۔

اسی لمحے مادام اپنی جگہ سے اچھلی اور چھلانگ لگا کر اس طرف بڑھی جدھر

یپٹن شکیل کا ریوالور موجود تھا۔ مگر اتنی دیر میں عمران اپنے آپ کو آزاد کرا تا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی مادام ریوالور اٹھا کر مڑی۔ عمران نے اس پر چھلانگ ادی۔ اور وہ اسے رگیدتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔

دام نے انتہائی پھرتی سے ریوالور کی نال عمران کے پیٹ میں گھسیڑ دی۔ مگر عمران کا جسم کسی بازیگر کی طرح مڑا اور مادام کسی گیند کی طرح اچھلتی ہوئی مارکس کے ریب فرش پر جا گری۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ مگر مادام خاصی رتھی نیچے گرتے ہی وہ اس طرح اچھل کر دوبارہ عمران سے آ ٹکرائی جیسے کسی گیند کو دیوار پر مارو تو وہ تیزی سے واپس آ جاتی ہے۔ اور عمران جو ریوالور اٹھانے کے لئے جھک رہا تھا۔ ایک جھٹکے سے فرش پر جا گرا۔

مادام نے بڑی پھرتی سے اپنی لات اس کے چہرے پر مارنی چاہی مگر مران نے اپنی ہتھیلی پوری قوت سے اس کے پیٹ میں ماردی اور مادام کے لق سے ایک چیخ نکل گئی۔ وہ جیسے ہی تکلیف کی شدت سے دوہری ہو کر یچھے ہٹی۔ عمران کی بھرپور لات اس کی پسلیوں پر پڑی اور وہ الٹ کر نیچے فرش پر جا گری۔ چند لمحوں تک ہاتھ پیر مارنے کے بعد وہ ساکت ہو گئی۔

کیپٹن شکیل شانہ دبائے خاموش کھڑا تھا۔ مارکس مر چکا تھا۔ خنجر ٹھیک اس کے دل میں لگا تھا۔

"میں بروقت پہنچ گیا عمران صاحب" ——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں دوست ——— تم وقت پر نہیں پہنچے بلکہ بے وقت پہنچے ہو۔ بڑی مشکل سے تو میں نے راضی کیا تھا اسے شادی کے لئے کہ تم رقیب روسیاہ کی طرح ٹپک پڑے" ——— عمران نے مادام کی طرف بڑھتے ہوئے

کہا۔

دوسرے لمحے کیپٹن شکیل کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں جب اس نے عمران کا ہاتھ مادام کے بلاوز کے اندر رینگتے ہوئے دیکھا۔

دوسرے لمحے عمران نے اپنا ہاتھ یوں کھینچ لیا جیسے اسے بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ مگر اب اس کے ہاتھ میں وہ لفافہ تھا جس میں سر سلطان کی تصویریں تھیں۔

"ارے ـــــ تم دیکھ رہے تھے ـــــ بے شرم کہیں کے، منہ دوسری طرف کر لینا تھا" ـــــ عمران نے پھرتی سے لفافہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا ویسے اس کے چہرے پر شرماہٹ کے آثار ایسے آ رہے تھے جیسے کیپٹن شکیل اچانک عمران کی حجلہ عروسی میں گھس آیا ہو۔

"مجھے کہنا تھا جناب ـــــ میں لفافہ نکال دیتا ـــــ آپ نے خواہ مخواہ تکلیف کی" ـــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ـــــ تم تو بالکل ہی ڈھیٹ ہو گئے ہو ـــــ بلکہ بقول مارکس ڈھیٹوں کی اعلیٰ نسل سے تعلق رکھتے ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے ـــــ اب میں کوٹھی سے باہر موجود ساتھیوں کو اطلاع دے دوں کہ اب مزید مداخلت کی ضرورت نہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ تو پورا گینگ موجود ہے ـــــ مگر تم یہاں پہنچے کیسے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ایکسٹو نے بھیجا تھا ـــــ یہاں کوٹھی میں چار افراد موجود تھے۔ اتفاق سے میرا داؤ چل گیا اور میں نے چاروں کو لمبا کر دیا" ـــــ کیپٹن

شکیل نے کہا۔

"تمہارے اس ایکسٹو کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ اسے ہر بات کا بیٹھے بٹھائے کیسے علم ہو جاتا ہے ـــــ اب دیکھو نا میں نے سوچا تھا کہ اس سے بالا ہی بالا کیس حل کر ڈالوں مگر وہ عین موقع پر ٹپک پڑا" ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں عمران سمیت سبھی ممبران موجود تھے۔ ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ جاری تھی کہ دیوار کے ساتھ لگا ہوا مائیک آن ہو گیا اور سب خاموش ہو گئے۔

"سب ممبران موجود ہیں" ـــــ ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"یس باس" ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ میں نے تم لوگوں کو یہاں اس لئے اکٹھا کیا ہے تاکہ اس کیس کے متعلق بتا سکوں ـــــ بین الاقوامی مجرموں کی ایک تنظیم وی گینگ ہے جس کا ہمیشہ مشن ملکوں کا تختہ الٹنا ہے ـــــ اس گینگ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بڑی خاموشی سے کام کرتی ہے اور صرف مخصوص سکیموں پر ہی عمل کر کے اپنا مشن کامیاب کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک

یہ گینگ کبھی پکڑا ہی نہ جا سکا اور پکڑا جائے بھی کیسے۔ اس کا پتہ ہی اس وقت چلتا ہے جب یہ اپنا کام مکمل کر کے جا چکے ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ گینگ ہمارے ملک میں آیا۔ اس کا مشن یہاں بھی موجودہ حکومت کا تختہ الٹنا تھا

ہمارے ملک میں انہوں نے طلباء کو آلہ کار بنانے کا پروگرام بنایا اور خاموشی سے کام شروع کر دیا ـــــ ان کا مشن تھا کہ چوٹی کے طالب علم لیڈروں کو آلہ کار بنا کر ملک میں حکومت کے خلاف طلباء تحریک شروع کی جائے اور پھر پولیس کی وردیوں میں اس کے آدمی طلباء کو ہلاک کر دیتے۔ اس طرح یہ تحریک جذباتی رنگ اختیار کر جاتی اور آخری موقع پر یہ گینگ مداخلت کر کے حکومت پر اپنے حامیوں کا قبضہ کرا لیتی۔

اتفاق سے عمران تفریح کی تلاش میں یونیورسٹی جا نکلا اور وہاں اس نے داخلہ لے لیا۔ وہاں ان کی ایک ایجنٹ مس شوگی کام کر رہی تھی۔ مس شوگی کا پتہ چلا تو ایک طالب علم لیڈر راضی سامنے آگیا۔ اس گینگ کو عمران کی اصلیت کا علم ہو گیا تو انہوں نے شمشیر زنی کے مقابلہ میں ایک خوفناک زہر عمران کے جسم میں داخل کر دیا۔

بس یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ وہ بچ گیا۔ اتنے میں اس گینگ نے جعلی نام استعمال کر کے سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کو ایک کوٹھی میں جمع کر کے بے ہوش کر دیا۔ میں چونکہ تم سب کا خیال رکھتا ہوں۔ اس لئے مجھے علم ہو گیا اور میں وہاں پہنچ گیا۔ تم سب لوگ تو بچ گئے البتہ مجرم ہاتھ سے نکل گئے۔

اتنے میں عمران نے ٹھیک ہو کر کام شروع کر دیا۔ اور ایک شخص بارٹلے سامنے آیا۔ وہیں مس شوگی بھی نظروں میں آگئی اور مس شوگی کی وجہ سے تنظیم کا نمبر ٹو مارکس سامنے آگیا۔

عمران مارکس کے پیچھے لگ گیا اور مارکس اسے بے ہوش کر کے ہیڈ کوارٹر لے گیا۔ کیپٹن شکیل کے ذریعے مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے تم لوگوں کو وہاں بھیج دیا۔

مارکس تو وہاں مارا گیا البتہ گروہ کی سربراہ مادام وی ہتھے چڑھ گئی اور اس طرح پوری تنظیم سامنے آگئی اور اس طرح اس بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بلکہ ہمارا ملک بھی اپنی تاریخ کے ایک خوفناک اور بدترین بحران میں پھنسنے سے بچ گیا۔

یہ تھیں اس کیس کے بارے میں موٹی موٹی باتیں ـــــ اب کوئی سوال" ایکسٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"جناب ـــــ اس لفافے میں کیا تھا جو عمران صاحب نے مادام وی کے بلاؤز سے نکالا تھا" ـــــ کیپٹن شکیل نے اچانک پوچھا۔

"لفافہ ـــــ کیسا لفافہ" ـــــ ایکسٹو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"وہ.... جناب ـــــ کوئی خاص بات نہ تھی ـــــ میں نے مادام وی کو اپنی تصویر تحفے کے طور پر دی تھی جسے وہ سینے سے لگائے پھرتی تھی۔ میں نے سوچا ایسا نہ ہو کہ آپ کے ہاتھ میری تصویر آجائے اور آپ اس کا کہیں غلط استعمال نہ کریں ـــــ اس لئے میں نے اسے نکال لیا" ـــــ عمران نے سہمے سہمے لہجے میں کہا۔

"ہوں ـــــ اس کا مطلب ہے ـــــ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔ فوراً وہ لفافہ میرے حوالے کر دو" ـــــ ایکسٹو کے لہجے میں کرختگی آگئی۔

"وہ ...... وہ ... جناب ـــــ میرے فلیٹ میں موجود ہے ـــــ تم .... میں پہنچا دوں گا" ـــــ عمران کا لہجہ اور زیادہ سہما ہوا تھا۔ جبکہ باقی

ممبران کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔

" وہ لفافہ پہنچا دو ـــــ اور سنو ـــــ آئندہ اگر مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کی تو ایسی سزا دوں گا کہ کچرے کے ڈھیر پر پڑے ساری عمر بھیک مانگتے رہو گے ـــــ اوور اینڈ آل " ـــــ ایکسٹو کے لہجے میں غراہٹ تھی اور عمران کے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی ابھی یتیم ہو گیا ہو۔

" اچھا ـــــ اب تم عورتوں کے بلاؤزمیں بھی ہاتھ ڈالنے لگے ہو " ـــــ مائیک آف ہوتے ہی جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

" ارے کہاں ـــــ یہ اس کیپٹن کے بچے نے خواہ مخواہ جھوٹ بول دیا ہے ـــــ بھلا تم ہی بتا دو میں نے کبھی تمہارے ۔ ۔ ۔ ۔ " عمران نے فقرہ مکمل کرنا چاہا۔

" تمہاری یہ جرأت " ـــــ جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے اس کی چپل ہوا میں اڑتی ہوئی عمران کی طرف بڑھی۔

" ارے ـــــ ارے ـــــ میں تو کہہ رہا تھا کہ میں نے کبھی تمہیں ہاتھ لگایا ہے ـــــ ضد کی بات دوسری ہے " ـــــ عمران نے کہا اور پھر اتنی تیزی سے اٹھ کر بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا جیسے اس کے پیچھے بھوت لگ گئے ہوں۔ اور پورا کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد